فتاویٰ
دار الافتاء سعودی عرب

دار السلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
پوسٹ بکس نمبر 22743 ریاض 11416 مملکت سعودی عرب
ٹیلیفون 4033962 فیکس 4021659

برانچ آفس

دار السلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

سیل سینٹر: اردو بازار رحمان مارکیٹ لاہور پاکستان - فون: 7120054
پہلا ایڈیشن جنوری 1999ء بمطابق رمضان المبارک 1419ھ

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

فتاوى اللجنة الدائمة
للبحوث العلمية والإفتاء

فتاویٰ

دارالافتاء سعودی عرب

جلد دوم

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ (رئیس)

فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ | فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن قعود حفظہ اللہ | فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن سلیمان المنیع حفظہ اللہ

وارکین ادارت البحوث العلمیۃ والافتاء

جمع وترتیب: احمد بن عبدالرزاق الدویش حفظہ اللہ

ترجمہ: مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی۔ مدینہ طیبہ

مراجعہ: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ

دارالسلام
پبلشرز۔ ڈسٹری بیوٹرز

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین ' والصلاۃ و السلام علی عبدہ و رسولہ محمد أفضل المرسلین و خاتم النبیین ' وعلی آلہ و صحبہ و من اھتدی بھدیہ إلی یوم الدین أما بعد۔

پیش نظر کتاب سعودی عرب کے کبار علماء کے فتاویٰ اسلامیہ کی دوسری جلد ہے جس کا تعلق اسلامی عقائد اور اس سے متفرع ہونے والے بہت سے مسائل سے ہے۔اس میں عالم اسلام کے اندر پھیلی ہوئی اور اسلام اور امت اسلامیہ سے تعلق بلکہ اس کی اصل نمائندگی کا دعویٰ رکھنے والی بہت سی جماعتوں کے عقائد و خیالات پر بھی گفتگو کی گئی ہے اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس کی حیثیت متعین کی گئی ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے حکومت سعودی عرب نے فتاویٰ صادر کرنے کے لئے کبار علماء پر مشتمل ایک مستقل کمیٹی قائم کر رکھی ہے جو دنیا بھر سے آئے ہوئے ہر قسم کے سوالات کے جواب بڑی دقت نظر سے اور بڑے اعتدال کے ساتھ خالص کتاب و سنت کی روشنی میں دیتی ہے۔اس جلد کے فتاویٰ بالعموم کمیٹی کے صدر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ' نائب صدر مرحوم شیخ عبدالرزاق عفیفی ' رکن شیخ عبداللہ بن غدیان ' رکن شیخ عبداللہ بن قعود کے دستخطوں سے آراستہ ہیں۔بعض فتاوے اس دور کے بھی ہیں جب مرحوم شیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ اس کمیٹی کے صدر ہوا کرتے تھے۔یہ تمام علماء کرام علم و فضل کے اس اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور ہیں ' اور انہیں شریعت بینی و ژرف نگاہی کا وہ حظ وافر عطا ہوا ہے جو اس کے فتاویٰ کی صحت و واقعیت اور درستگی کی کافی ضمانت ہے اور انہیں شرح صدر کے ساتھ رہنما بنایا جا سکتا ہے۔

ترجمہ پاکستان کے ایک معروف صاحب علم جناب مولانا عطاء اللہ ساجد نے کیا ہے۔اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ اسے رواں دواں اور سلیس انداز میں کیا گیا ہے اور عربی متن کے قریب تر ہے۔مترجم عربی زبان پر مضبوط دسترس رکھنے والے ہیں ' اسی لئے ترجمہ الجھاؤ' ژولیدگی اور حشو و زوائد سے مبرا' مفہوم و معانی اور مطالب کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے واضح اور صاف صاف ہے۔میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا اور اسے بڑا مفید اور عمدہ پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے مقبول و مفید بنائے اور امت مسلمہ کے اردو داں اور اردو خواں طبقے کو اس سے رہنمائی و دین فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ إنہ ولی ذلک والقادر علیہ۔

صفی الرحمن مبارکپوری

۱۰ / رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

ریاض۔ سعودی عرب

عرض مترجم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۔ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے علمائے کرام کو یہ عظیم منصب عطا فرمایا ہے کہ انہیں انبیائے کرام کا وارث بنا دیا ہے۔ چنانچہ نبوت و رسالت کا مبارک سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح و توضیح بھی ان کی ذمہ داری قرار پائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ضرورت مسائل دریافت فرماتے اور شافی جواب پاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متعدد صحابہ کرام کو یہ مقام حاصل ہوا کہ مشکل مسائل میں ان سے رہنمائی طلب کی جاتی تھی۔ مثلاً حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عائشہ اور دیگر حضرات رضی اللہ عنہم۔ ان کے بعد بھی ہر دور کے ایسے ممتاز افراد کے نام کتب تاریخ و رجال کے اوراق کی زینت ہیں' جنہوں نے اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کی قابل قدر تصنیفات آج بھی ہماری رہنمائی کے لیے لائبریریوں میں موجود ہیں۔

دور حاضر میں بھی عظیم علماء یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں' اور ان کے فتاویٰ کے مجموعے وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔

حکومت سعودی عرب نے اس مقصد کے لیے بڑے بڑے علمائے کرام کا ایک مستقل بورڈ قائم کر رکھا ہے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی بورڈ کے جاری کردہ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جس کے ایک حصہ کا اردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی ہے۔ علماء کے اس بورڈ کے بلند مقام کا اندازہ لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے سربراہ سعودی عرب کے مفتی اعظم جناب فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ہیں۔ شیخ ابن باز کی شخصیت علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پھر ان کے ساتھ جناب فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق عفیفی مرحوم بھی تھے۔ ان کا علمی مقام و مرتبہ بھی مسلم ہے۔ اسی طرح بورڈ میں شامل دیگر علمائے کرام بھی ممتاز مقام کے حامل ہیں۔

ان جلیل القدر علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ حکومت سعودی عرب کے اہتمام سے کئی جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ مجھے اس کی دوسری جلد کا ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ ترجمہ اصل متن سے قریب تر رہے۔ اور محترم علمائے کرام کے افکار قارئین تک عام فہم زبان میں پہنچ جائیں۔ اس کوشش میں غلطی کا صدور خارج از امکان نہیں۔ چنانچہ اس ترجمہ کی تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کی ذمہ داری میری علمی کم مائیگی پر ہے۔

میں ادارہ "دارالسلام" کے مہتمم جناب مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کا ممنون احسان ہوں' جنہوں نے مجھے یہ خدمت انجام دینے کا موقع فراہم کیا۔ اور ان تمام حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا تعاون مجھے کسی بھی مرحلہ میں حاصل رہا۔

جزاهم الله في الدارين احسن الجزاء۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ میری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور اپنے بندوں کے لیے ہدایت و سعادت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

عطاء اللہ ساجد

۲۳ جولائی ۱۹۹۸ء

وہ اعمال جن سے کفر لازم آتا ہے

فتویٰ (۳۴۸۱)

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

سوال میں ایک مسلمان خاتون ہوں اور ڈنمارک میں اپنے مسلمان خاوند کے ساتھ رہائش پذیر ہوں۔ الحمدللہ ہمارے تین بچے بھی ہیں۔ ایک بار سخت غصے کی حالت میں میری زبان سے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کے الفاظ نکل گئے۔ اس وقت سے میرے شوہر نے مجھ سے بات چیت بند کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مرتد ہو چکی ہوں اور میرا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور میرے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔ میری وفات کے بعد میرا خاوند اور میرے بچے میرے وارث نہیں ہوں گے' میری نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی' مجھے غسل اور کفن بھی نہیں دیا جائے گا۔ میری لاش دفن کرنے کے بجائے کتوں کے آگے ڈال دی جائے گی۔ میرا ترکہ عام مسلمانوں کے لیے مال فے کے حکم میں ہو گا۔

مجھے اپنی اس حرکت پر سخت ندامت اور افسوس ہے۔ نیز میری زندگی میں (اس طرح کا) یہ پہلا موقع ہے مجھے کافی حد تک دینی امور سے واقفیت ہے اور مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے جو حرکت سرزد ہوئی ہے وہ انتہائی قبیح ہے۔ میرے شوہر نے مشورہ دیا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اور کیا میں دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہوں؟ اور یہ کس طرح ممکن ہے؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو گالی دینے سے انسان مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو سزائے موت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدٰی ثَلاَثٍ: الثَّيِّبِ الزَّانِي، وَالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكِ لِدِينِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ»

"ایک مسلمان کا خون صرف تین جرائم میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے ہی جائز ہوتا ہے۔ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کا ارتکاب کرنے والا اور جان کے بدلے جان (یعنی قاتل) اور اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جانے والا۔ (یہ تینوں سزائے موت کے مستحق ہیں)۔ آپ نے چونکہ توبہ کر لی ہے' اپنی غلطی پر نادم بھی ہیں اور آئندہ کے لیے یہ پختہ ارادہ رکھتی ہیں کہ دوبارہ یہ حرکت نہیں کریں گی۔ اس لیے آپ کی توبہ صحیح ہے۔ آپ کے شوہر کو چاہیئے کہ آپ کے ساتھ تعلقات بحال کر لیں اور توبہ کے بعد آپ کا وہی مقام سمجھیں جو اس غلطی کے ارتکاب سے پہلے تھا۔ صحابہ

کرام ﷢ کے زمانے میں جو لوگ مرتد ہو جانے کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گئے تو صحابہ کرام نے ان کے سابقہ نکاح قائم رکھے' انہیں ان کی بیویوں سے الگ ہونے کا حکم نہیں دیا اور ان کا نئے سرے سے نکاح بھی نہیں پڑھایا اور صحابہ کرام ﷢ کا عمل ہمارے لیے اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
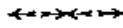
فتویٰ (۱۵۰ء)

ارتداد کا مطلب

سوال کہتے ہیں کہ ارتداد بعض اوقات زبانی (قولی) ہوتا ہے اور بعض اوقات عملی (فعلی) براہ کرم اختصار کے ساتھ وضاحت فرمادیجئے کہ ارتداد کی ان قسموں۔ قولی' فعلی اور اعتقادی' کا کیا مطلب ہے؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ارتداد کا مطلب ہے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جانا۔ ارتداد قول سے بھی ہو سکتا ہے' فعل سے بھی' اعتقاد سے بھی اور شک سے بھی۔ مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے یا اس کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے' یا اس کی وحدانیت' اس کی کسی صفت' اس کی نازل کی ہوئی کسی کتاب یا کسی رسول کا انکار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کو گالی دیتا ہے' یا جن چیزوں کی حرمت پر امت کا اجماع ہے ان میں سے کسی کو حلال سمجھتا ہے' یا اسلام کے پانچ ارکان میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے یا اسلام کے کسی رکن کے وجوب میں' یا جناب محمد ﷺ یا کسی اور نبی کی نبوت میں یا قیامت میں شک کرتا ہے' یا کسی بت یا ستارے وغیرہ کو سجدہ کرتا ہے تو ایسا شخص کافر اور دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فقہ کی کتابوں میں مذکور ابواب ارتداد کا مطالعہ مفید ہو گا۔ علمائے کرام نے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں کما حقہ اہمیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔ مذکورہ بالا مثالوں سے قولی' عملی اور اعتقادی ارتداد اور شک کی بنیاد پر ارتداد کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

مرتد' بلا توبہ مرے تو اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

سوال کہا جاتا ہے زبانی ارتداد' زبان سے ارتداد کا لفظ ادا کرنے سے واقع ہوتا ہے' مثلاً دین کو گالی دینا اور کہتے ہیں کہ جو شخص اس قسم کی گالی وغیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے مرتد ہوتا ہے اس کے سابقہ تمام اعمال کالعدم ہو جاتے ہیں مثلاً نماز' روزہ' زکوٰۃ اور نذر کی ادائیگی وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ ارتداد سے توبہ کرنے کے بعد دوران ارتداد جو عمل چھوٹ گئے یا باطل ہو گئے تو کیا ان اعمال کی قضا واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو کیا روزے پے در پے رکھنا ضروری ہیں؟

جواب ارتداد کی اقسام پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ ارتداد میں یہ شرط نہیں ہے کہ مرتد اس قسم کے الفاظ ادا کرے کہ "میں اپنے دین سے مرتد ہوتا ہوں" یا "میں دین اسلام کو ترک کرتا ہوں" وغیرہ۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کے الفاظ ادا کرے تو اس کا یہ کہنا بھی ارتداد کی ایک قسم شمار ہو گا۔ مرتد جب دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس پر یہ واجب نہیں ہوتا کہ زمانۂ ارتداد میں چھوڑے ہوئے روزوں' نمازوں اور زکوٰۃ وغیرہ کی قضا دے۔ مرتد ہونے سے پہلے حالت اسلام میں جو اس نے نیک اعمال کیے تھے' دوبارہ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے وہ باطل ہونے سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ اعمال ضائع ہونے

کے لیے اللہ تعالیٰ نے کفر کی حالت میں مرنے کی شرط بیان کی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كُفَّارٌ ﴾ (آل عمران۳/ ۹۱)

"وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور حالت کفر میں مر گئے"۔

سورت بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْأَخِرَةِ ﴾ (البقرة۲/ ۲۱۷)

"اور جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور حالت کفر میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں (سب) اعمال ضائع ہو گئے۔"

باقی رہا نذر کا مسئلہ تو اس نے حالت اسلام میں جو نذر مانی تھی' وہ اس کے ذمہ باقی ہے۔ اگر وہ نذر نیک کام کی تھی تو اسلام میں دوبارہ داخل ہونے کے بعد اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح مرتد ہونے سے پہلے اس کے ذمے اللہ تعالیٰ یا بندوں کے جو حقوق تھے' مسلمان ہونے کے بعد بھی وہ (حقوق) اسی طرح باقی رہیں گے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
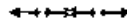
فتویٰ (۳۷۸۴)

شرک کی سنگینی

سوال حدیث میں وارد پانچ ارکان اسلام کو ماننے کے بعد' کیا کوئی شرکیہ عمل انسان کو دوبارہ کافر بنا دیتا ہے؟

جواب الحَمْدُ لِلهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اسلام کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں' زکوٰۃ دیں' رمضان کے روزے رکھیں اور استطاعت ہو تو حج کریں۔ ایمان کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر' قیامت پر اور اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان رکھیں۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کی عبادت ایسے (اچھے طریقے سے) کریں گویا کہ آپ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو اللہ تو آپ کو دیکھ ہی رہا ہے۔ اسلام میں ظاہری اعمال شامل ہیں اور ایمان میں باطنی (یعنی قلبی) اعمال' اور یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اسلام درست ہے نہ اسلام کے بغیر ایمان۔ نواقض اسلام یعنی مسلمان کو کافر بنا دینے والے اعمال بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سب سے بڑا شرک ہے مثلاً فوت شدہ بزرگوں کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا' بتوں' درختوں اور ستاروں وغیرہ سے حاجت روائی چاہنا۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

«أَنْ تَجْعَلَ لِلهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» (الحديث: متفق عليه)

"کہ تو (کسی کو) اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔" یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کو گالی بکنا اور دین کا مذاق اڑانا بھی اس میں داخل ہے۔ اس کے علاوہ کسی ایسی چیز کا انکار

جس کا فرض ہونا ہر کسی کو بدیہی طور پر معلوم ہے مثلاً نماز اور زکوٰۃ۔ یا کسی ایسے عمل کے حرام ہونے کا انکار کرنا جو دین میں بدیہی طور پر حرام ہے مثلاً چوری اور بدکاری شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اس قسم کی دس چیزیں بیان کی ہیں۔ یہ رسالہ "مجموعہ توحید" میں شامل ہے اور الگ بھی شائع ہوا ہے۔

مزید معلومات کے لیے فقہ کی کتابوں میں مذکور "مرتد کے احکام" کا باب ملاحظہ کیجئے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة : رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۴۱۹)

بے دین اور منافق سے رابطہ رکھنا

سوال جس عمارت میں میری رہائش ہے وہیں ایک شخص رہتا ہے جو کبھی داڑھی رکھ لیتا ہے کبھی مونڈ دیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، والدین کی نافرمانی کرتا ہے اور دین اسلام کو برا بھلا کہتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس میں منافقوں کی بہت سی علامتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ایک بار اس نے میری موجودگی میں دس منٹ میں سات آٹھ بار دین کو گالی دی۔ کیا ایسے شخص کو سلام کیا جا سکتا ہے حالانکہ میرے دل میں اس سے شدید نفرت ہے؟ اگر وہ سلام کرے تو کیا میں جواب دوں؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

دین اسلام کو گالی دینا (نعوذ باللہ) صریح کفر ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبة٩/ ٦٥۔٦٦)

"کیا تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ معذرت نہ کرو، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"

اس مفہوم کی اور بھی آیات کریمہ موجود ہیں۔ اسے نصیحت کرنا اور اس برائی سے روکنا ضروری ہے۔ اگر وہ نصیحت قبول کر لے تو الحمدللہ، ورنہ ایسے شخص کو سلام کرنا بالکل جائز نہیں۔ اگر وہ سلام کرے تو جواب نہ دیا جائے، اس کی دعوت قبول نہ کی جائے۔ اس کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے حتیٰ کہ وہ توبہ کر لے یا مسلمان حاکم اسے سزائے موت دے دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»(صحيح البخاري، مسند أحمد١/ ٢،٥/ ٢٣١، سنن ترمذي، سنن أبي داود، سنن النسائي وسنن ابن ماجه)

"جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو" [1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ بلاشبہ مسلمان کہلانے والا شخص جب دین کو گالی دے تو اس نے اپنا دین بدل لیا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، ب: ۱۳۹ ح ۳۰۱۷، سنن ابی داؤد کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد ح ۴۳۵۱۔ جامع ترمذی ح ۱۴۵۸
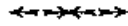
فتویٰ (۳۲۵۵)

بے دین والدین کے متعلق دو سوالات

سوال میرے والد صاحب مصر میں سرکاری ملازم ہیں۔ وہ رشوت لیتے ہیں۔ قرآن و حدیث کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جب ان کے سامنے پردے کی آیات کا ذکر کیا جائے تو کہتے ہیں "تعصب نہ کرو" کبھی مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں کبھی گھر میں یا باہر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ کبھی کئی کئی نمازیں ملا کر بھی پڑھتے ہیں۔ والدہ تو بالکل نماز نہیں پڑھتیں۔ لیکن میری بہنیں نماز پڑھتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا میں ان لوگوں کے ساتھ رہائش رکھ سکتا ہوں؟ اور والد کی کمائی سے کھانا کھا سکتا ہوں اور دوسری ضروریات پوری کر سکتا ہوں؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث کو گالی دینا کفر ہے جس سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جان بوجھ کر نماز کو چھوڑنا بھی کفر ہے اور رشوت لینا کبیرہ گناہ ہے۔ سب سے پہلے تو آپ پر یہ لازم ہے کہ والدین کو پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرنے کی نصیحت کریں۔ والد کو ہر قسم کے گالی گلوچ خصوصاً قرآن و حدیث کی گستاخی اور پردہ کی توہین سے پرہیز کرنے کی نصیحت کریں اور رشوت چھوڑ دینے کی تلقین کریں۔ اگر وہ نصیحت قبول کر لیں تو بہتر' ورنہ آپ نصیحت کرتے رہیں اور ان سے حسن سلوک کرتے رہیں۔ شاید آپ کی وجہ سے انہیں ہدایت نصیب ہو جائے۔ البتہ ان سے اس قسم کا میل جول نہ رکھیں جس سے آپ کے دین کو نقصان پہنچے۔ انہیں ایذا نہ پہنچائیں اور دنیوی امور میں حسب دستور ان کے ساتھ مناسب برتاؤ رکھیں۔ اور اپنی بہنوں کو نصیحت کرتے رہیں تاکہ والدین کے ساتھ رہنے سے وہ بھی گمراہ نہ ہو جائیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے والد صاحب کی آمدنی کا اس حرام کمائی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے پھر آپ اس میں سے نہ کھائیں اور اگر ان کا کچھ مال حلال اور کچھ حرام یعنی ملا جلا ہے تو اس صورت میں علماء کا صحیح قول یہی ہے کہ آپ کے لیے اس میں سے کھانا جائز ہے۔ تاہم اگر آپ اس سے پرہیز کر سکتے ہیں تو بہتر ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
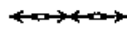
فتویٰ (۵۶۲۸)

چند اہم سوالات

سوال مندرجہ ذیل افراد کے بارے میں اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟ کیا انہیں کافر سمجھا جائے؟

(۱) جو کہتا ہے "میں قرآن کو نہیں مانتا" یا "فلاں آیت پر ایمان نہیں رکھتا" کیا اسے کافر قرار دیا جائے گا؟

(۲) جو کہتا ہے "میں تو صرف اپنی عقل پر ایمان لاتا ہوں"۔

(۳) جو کسی کو کہتا ہے "تم مرتد ہو گئے ہو" کیونکہ وہ ایک بے پردہ لڑکی کے ساتھ کہیں گیا تھا۔

(۴) جو کہتا ہے "مجھے فلاں تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔"

(۵) جو گھر کے افراد کو اپنے گھر میں جمعہ پڑھاتا ہے اور خطبہ دیتا ہے اور کہتا ہے "میں نے گھر میں ہی جمعہ کی نماز ادا کر لی

ہے" کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے؟

(۶) جو کسی کو کہتا ہے "تم داڑھی کے بجائے مونچھیں کیوں نہیں بڑھاتے؟"

کیا اس کلام کو سنت سے مذاق قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیوں کہ نبی ﷺ نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے؟

(۷) ان حرکات کے ساتھ ساتھ وہ اپنی روش پر اڑا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ کیا ایسے شخص کو کافر اور کتاب و سنت کا دشمن قرار دیا جائے گا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) جو شخص قرآن مجید یا اس کی کسی ایک آیت پر ایمان نہ رکھنے کا اظہار کرتا ہے' یا یہ کہتا ہے کہ وہ شریعت کی بجائے عقل پر ایمان رکھتا ہے تو اسے سمجھایا جائے کہ یہ کفر ہے۔ اگر وہ پھر بھی اپنی ان باتوں پر اصرار کرے تو اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو گیا۔ اسلامی حکمرانوں کو چاہئے کہ اسے توبہ کرنے کا حکم دیں۔ اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ ارتداد کی سزا کے طور پر اسے قتل کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید پر ایمان رکھنا ایمان کا جزو ہے اور اس کی ایک آیت کا انکار بھی پورے قرآن کے انکار جیسا جرم ہے۔

(۲) جو شخص اپنی عقل پر اعتماد کرتے ہوئے شریعت کا انکار کرتا ہے وہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت دونوں کا منکر ہے۔

(۳) بے پردہ لڑکی کے ساتھ گھومنا کفر نہیں' گناہ ہے کیونکہ اس سے بدکاری کا راستہ کھلتا ہے۔ ایسے شخص کو نصیحت کرنی چاہئے اور سمجھانا چاہئے' شاید اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے دے۔

(۴) قرآن مجید کی تفسیریں طرح طرح کی ہیں۔ کچھ تو ایسی ہیں کہ ان سے بچنا ضروری ہے اور کچھ ایسی ہیں کہ قرآن فہمی میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں مثلاً تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر۔ چونکہ آپ نے کسی تفسیر کا نام نہیں لیا لہٰذا ہم اس سوال کا دو ٹوک جواب نہیں دے سکتے۔

(۵) جو شخص اپنے اہل خانہ کو گھر میں جمعہ پڑھاتا ہے' ان کا جمعہ ادا نہیں ہوتا' لہٰذا انہیں دوبارہ ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہے۔ کیونکہ مردوں پر واجب ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مسجد میں جمعہ پڑھیں۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں ہے' ان کے لیے ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ مسجد میں جا کر مردوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لیں تو ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

(۶) داڑھی کے متعلق پہلے بھی ہمارا ایک فتویٰ جاری ہو چکا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ کیونکہ امام احمد بن حنبل' امام بخاری' امام مسلم اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ «خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ»

"مشرکین کی مخالفت کرو' داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو۔"

امام احمد اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ»

"مونچھیں کاٹو داڑھیاں لٹکاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو" [1]

---

[1] یعنی داڑھی لمبی کرو حتیٰ کہ وہ اس طرح نظر آئے جس طرح کوئی چیز لٹکتی ہے۔ یا لٹکانے کا لفظ اس لیے ارشاد فرمایا کہ داڑھی کے بال چہرے سے نیچے کی طرف بڑھتے ہیں۔ زیادہ لمبی ہو گی تو زیادہ نیچے تک پہنچے گی۔

داڑھی مونڈنے پر اصرار کبیرہ گناہ ہے۔ ایسے شخص کو سمجھانا اور اس غلطی سے منع کرنا چاہیے۔

(۷) جب ایسا شخص دینی قیادت کے مقام پر فائز ہو پھر تو اسے منع کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ للہذا اگر وہ نماز کی امامت کرتا ہے اور نصیحت کرنے پر بھی باز نہیں آتا تو اسے اس منصب سے ہٹا دینا ضروری ہے بشرطیکہ یہ ممکن ہو اور فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ ورنہ اس سے ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے اور اسے اس گناہ سے باز رکھنے کے لیے کسی دوسرے نیک آدمی کے پیچھے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی دوسرا نیک آدمی میسر نہ ہو یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی مشکل ہو تو نماز باجماعت قائم رکھنے کے لیے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ اسی طرح اگر دوسرے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو فتنہ کے سدباب کے لیے کم نقصان برداشت کرتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۴۰۷)
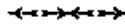
اللہ اور رسول کے گستاخ کے ذبیحہ کا حکم

سوال بعض لوگ کوئی اسلامی (دینی) کام نہیں کرتے قرآن نہیں پڑھتے بلکہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی نہیں جانتے۔ نماز پڑھتے ہیں نہ زکوۃ دیتے ہیں۔ دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک دن میں بیس بیس بار اللہ تعالیٰ کو بھی گالی دے ڈالتے ہیں۔ جب ایسے کسی شخص سے بات کی جائے تو کہتا ہے "میں مسلمان ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہوں۔" سوال یہ ہے کہ کیا ہم ایسے افراد کا ذبح کیا ہوا کھا سکتے ہیں ؟ جب کہ معاشرہ میں اس طرح کے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑنا بالاتفاق کفر ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ لاپروائی اور سستی سے نماز چھوڑنے کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ ان میں بھی راجح یہی ہے کہ یہ کفر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ یا دین اسلام کو گالی دینا کفر اکبر ہے اور یہ حرکت کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ اسے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ حاکم کا فرض ہے کہ اسے سزائے موت دے۔ ارشاد نبوی ہے:

«مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ»(صحيح بخاري)

"جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو"

یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔

(۳) مرتد کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ سچی توبہ کرلے تو توبہ کے بعد اس نے جو جانور ذبح کیا، وہ حلال ہے۔ اسی طرح دوسرے کافر کا بھی یہی حکم ہے جو اہل کتاب میں سے نہیں۔ اگرچہ وہ زبان سے لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی کرتا ہو۔ کیونکہ جو شخص اسلام سے خارج کر دینے والے کسی عقیدہ یا عمل پر قائم ہے تو اس کے اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس امر پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۴۵ھ)

توبہ کی ترغیب

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام کے فرائض بھی ادا کرتا ہے لیکن جب اسے غصہ آ جاتا ہے یا کسی سے جھگڑا ہو جاتا ہے تو ایسے الفاظ کہتا ہے کہ مجھے وہ الفاظ بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ البتہ مسئلہ کی وضاحت کے لیے مجبوراً ذکر کرتا ہوں۔ مثلاً وہ کہتا ہے "تیرے رب کے دین پر جوتا" اور اس قسم کے دوسرے الفاظ۔ کیا ان الفاظ کے بولنے سے وہ شخص کافر ہو جائے گا؟ کیا اس پر وضوء کرنا فرض ہو جائے گا؟ کیا اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے؟ براہ کرم یہ مسئلہ تفصیل سے واضح کر دیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

آپ نے جن قبیح الفاظ کا ذکر کیا ہے اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو خوش اسلوبی سے سمجھانا چاہیے اور اچھے انداز سے اس سے بحث مباحثہ بھی ہو سکتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب کر دے اور وہ شخص آئندہ اس قسم کے الفاظ کہنے سے پرہیز کرنے لگے۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی نصیحت کرنی چاہیے کہ گزشتہ غلطیوں پر توبہ کرے۔ کیونکہ توبہ سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۵۳)

"(اے نبی!) فرما دیجئے (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): "اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت توبہ کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِنِّى لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ثُمَّ ٱهْتَدَىٰ ﴾ (طٰہٰ ۲۰/ ۸۲)

"یقیناً میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے' ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔"

اس کے علاوہ قرآن و حدیث میں توبہ کی ترغیب و فضیلت میں بہت سے دلائل موجود ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۸۴۲)

نہایت قبیح عادت

سوال ہمارے علاقے میں ایک بہت بری عادت پائی جاتی ہے' وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کو گالی دینا۔ اس کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟ جو شخص یہ حرکت کرتا ہے کیا اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی؟ یہ مسئلہ واضح کر دیجئے' اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنا کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے' بلکہ یہ اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔ جس شخص سے یہ غلطی سرزد ہو جائے اسے چاہئے کہ فوراً توبہ کرے' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور بکثرت نیکیاں کرے۔ جب وہ خلوص دل سے پختہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے اور اس کی بیوی اس کے نکاح میں رہ جائے گی۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۲۲۰)

قرآن کی بے حرمتی کا حکم

سوال ایسے شخص کے بارے میں دین اسلام کا کیا حکم ہے جس نے مصحف پکڑا اور ایک ایک کر کے اس کے ورق پھاڑنے لگا۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ یہ قرآن مجید ہے۔ اس کے پاس کھڑے ایک شخص نے اسے کہا بھی کہ "یہ تو قرآن ہے۔" نیز اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جس نے مصحف میں سگریٹ بجھایا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

یہ دونوں شخص اپنی اس حرکت کی وجہ سے کافر ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کی بے حرمتی اور توہین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کا مذاق اڑانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝٦٥ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبة۹/ ٦٥۔٦٦)

"کہہ دیجئے کیا تم اللہ کا' اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے؟ معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۵۰۳)

مسلمان کن صورتوں میں دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے؟

سوال گزارش ہے کہ تفصیل سے بیان فرمائیں کہ کوئی شخص کس کس صورت میں اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کافر کا کیا حکم ہے؟ نیز ارتداد' کفر دون کفر اور اس قسم کے کفار سے دوستانہ تعلق استوار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے بغض رکھنے کے مسائل پر بھی روشنی ڈالیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

وہ اعمال جن کی وجہ سے کوئی شخص اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے' بہت سے ہیں۔ مثلاً جن امور کا دین اسلام میں واجب ہونا اس قدر معروف ہے کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے' ان کا انکار کرنا جیسے نماز' زکوٰۃ روزہ یا حج کی فرضیت کا انکار۔ یا جن اعمال کا اسلام میں حرام ہونا معروف ہے انہیں حلال کہنا جیسے بدکاری' شراب نوشی' ناحق قتل اور والدین کی نافرمانی وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا' یا اسلام یا فرشتوں کو برا بھلا کہنا اور اس قسم کے دوسرے اعمال ایک مسلمان کو کافر بنا دیتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے فقہ کی کتابوں میں مذکور مرتد کے احکام کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۳۵۳)
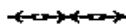
دو اہم سوال

سوال (۱) جو لوگ دین کو برا بھلا کہیں' اسلام میں ان کا کیا حکم ہے' اگرچہ وہ انتہائی قریبی رشتہ دار ہوں مثلاً باپ یا بھائی؟

(۲) مزاروں کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟ مثلاً ابراہیم دسوقی' السید بدوی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار۔ ان قبروں پر جو مسجدیں بنی ہوئی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مسجدیں اس حدیث کے تحت آتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ»

"یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) دین اسلام کو گالی دینا بہت بڑا ارتداد ہے اگرچہ مذکورہ شخص مسلمان ہونے کا دعوی رکھتا ہو اور جسے اس کی اس حرکت کا علم ہو اسے چاہیے کہ اسے اس برائی سے منع کرے اور نصیحت کرے شاید وہ نصیحت قبول کر کے اس گناہ سے باز آ جائے اور توبہ کر لے۔ خصوصاً جب اس قسم کی حرکت کا ارتکاب کرنے والا رشتہ دار بھی ہو تو اسے نصیحت کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے' ارشاد نبوی ہے۔

«مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ»(صحیح مسلم)

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے' اسے ہاتھ سے مٹا دے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے)' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

(۲) قبروں پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے' نہ مسجد میں میت دفن کرنا اس قسم کی مسجد میں نماز پڑھنا بھی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلاَ وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلاَ فَلاَ تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ»(صحیح مسلم)

"سنو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء و اولیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا کرتے تھے' سنو! تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا' میں تمہیں اس حرکت سے منع کر رہا ہوں۔" (صحیح مسلم)

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۴۴۰)

دین کو گالی دینے' دینی شعائر کا استہزاء کرنے اور جہالت کی بنا پر شرک و بدعت کا حکم

سوال (۱) کیا دین کو گالی دینے والے پر فوراً کفر کا حکم لگایا جائے گا؟ علاوہ ازیں اس مسئلے میں ایک دین کا دوسرے دین سے کوئی فرق ہے؟ نیز عورت یا بچے کا دین کو گالی دینے کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص داڑھی' نقاب' شرعی قمیص یا مسلمانوں کا مذاق اڑاتا ہے تو کیا اس مسئلہ میں اور دین کو گالی دینے کے مسئلہ میں دینی تعلیمات سے لاعلمی عذر بن سکتی ہے؟

(۳) کیا قبر پرستی اور طاغوت کی پوجا کے مسئلہ میں جہالت کو عذر قرار دیا جا سکتا ہے؟ اسی طرح "دینی سرگرمیوں کے مقابلہ (یعنی مخالفت)" کا معاملہ ہے' کیا اس شعبہ کے ملازمین جہالت کی وجہ سے معذور قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

(۴) ایک مسلمان غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا ہے یا غیر اللہ کو پکارتا ہے یا طاغوت سے تعاون کرتا ہے تو ان مسائل سے واقف ایک عام مسلمان کے سمجھانے سے ایسے لوگوں پر حجت قائم ہو جاتی ہے یا حجت قائم ہونے کی کچھ اور شرطیں بھی ہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) حکمت اور وعظ و نصیحت کے ذریعے اللہ تعالیٰ (کے دین) کی طرف دعوت دینا اور اچھے انداز سے بحث مباحثہ کرنا شرعی طور پر مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾ (النحل١٦/ ١٢٥)

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے ایسے انداز سے بحث

سمجھیے جو بہتر ہو۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت پانے والوں سے بھی خوب واقف ہے۔"

(۲) دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کس کام کا حکم دینا اور کس کام سے روکنا ہے۔ ممکن ہے ایک شخص نیکی کرنا چاہتا ہو اور اس کے دل میں لوگوں کو نفع پہنچانے کا شوق ہو لیکن وہ حلال و حرام سے کماحقہ واقف نہ ہو' لہٰذا حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتا رہے اور اپنی جگہ پر یہ سمجھ رہا ہو کہ وہی ہدایت پر ہے۔

(۳) دین کو گالی دینا' قرآن و حدیث کی کسی چیز سے ٹھٹھا کرنا' قرآن و سنت پر عمل کرنے والے کو نشانۂ تضحیک بنانا۔ مثلاً مرد کو داڑھی رکھنے اور عورت کو پردہ کرنے کی وجہ سے مذاق کرنا' کفر ہے۔ لیکن ایسی حرکت کرنے والے کو پہلے سمجھانا چاہیئے کہ یہ کفر ہے' اگر معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس رویہ پر اصرار کرے تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبة۹/ ٦٥۔ ٦٦)

"کیا تم اللہ سے اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ (اب) معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"

(۴) قبر پرستی اور طاغوت کی پوجا شرک اکبر ہے۔ اگر کسی عاقل بالغ شخص سے اس کا ارتکاب ہو' تو اسے شرعی حکم سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ شریعت کا حکم قبول کر لے تو بہتر ہے ورنہ وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اگر اس کا خاتمہ اس شرک کی حالت میں ہو گیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور شرعی حکم معلوم ہونے کے بعد وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ جو شخص غیراللہ کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۷/ ۴۱۲)

شرعی احکام کا مذاق اڑانے کا حکم

سوال شرعی پردہ کرنے والی خاتون سے ٹھٹھا کرنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟ جو اسے چڑیل یا چلتا پھرتا خیمہ کہتا ہے اور اس قسم کے دوسرے نامناسب الفاظ استعمال کرتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جو شخص کسی مسلمان مرد یا خاتون کا اسلامی شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مذاق اڑاتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی مسلمان خاتون کے شرعی پردے کا معاملہ ہو یا کسی قسم کا کوئی اور شرعی مسئلہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: "غزوۂ تبوک کے دوران کسی مجلس میں ایک شخص نے کہا: "میں نے ان قاری حضرات جیسا پیٹو' جھوٹا اور جنگ میں بزدلی دکھانے والا کوئی نہیں دیکھا۔" [1] ایک اور شخص نے جواب میں کہا: "تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو ہے ہی منافق' میں ضرور جناب رسول اللہ ﷺ کو تمہاری یہ بات بتاؤں گا۔" یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور اس کے متعلق

---

(۱) صحابہ کرام میں سے جو حضرات قرآن مجید کے زیادہ عالم اور دین کے مسائل سے زیادہ واقف ہوتے تھے' انہیں "قاری" کہا جاتا تھا۔

قرآن مجید کی آیات نازل ہو گئیں۔" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: "میں نے دیکھا کہ وہ (منافق) شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پہلو کی رسی پکڑے (گویا) لٹکتا چلا آ رہا تھا اور اسے (چلتے ہوئے راستے میں) پتھر لگ رہے تھے۔ وہ (معذرت کے طور پر) کہہ رہا تھا: "یا رسول اللہ! ہم تو محض گپ شپ اور دل لگی کر رہے تھے۔" اور رسول اللہ ﷺ (جواب میں) قرآن کی یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

﴿ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَآئِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ مُجْرِمِينَ ﴾ (التوبۃ۹/ ٦٥۔٦٦)

"کیا تم اللہ اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے مذاق کرتے تھے؟ معذرت نہ کرو۔ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو' اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو ایک جماعت کو عذاب بھی دیں گے کیونکہ یہ لوگ مجرم تھے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ٹھٹھا کرنے کو اللہ تعالیٰ' اس کی آیات اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرنا فرمایا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۴۳۴)

زمانے کو گالی نہ دو

سوال کیا یہ حدیث ہے کہ

«لاَ تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَأَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ... الخ»

"زمانہ کو گالی نہ دو۔ میں ہی زمانہ ہوں ------" اگر یہ حدیث ہے تو کیا یہ صحیح حدیث ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«قَالَ اللهُ تَعَالٰى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ»

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے' وہ زمانے کو گالی دیتا ہے اور میں ہی زمانہ ہوں' رات اور دن کو بدلتا ہوں"۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«لاَ تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ»

"زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔"

اس حدیث کی تشریح میں امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ مصیبت کے وقت زمانے کو برا بھلا کہتے اور گالی دیتے تھے۔ کیونکہ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے۔

وہ کہتے تھے "فلاں شخص کو زمانے کی چوٹیں پڑیں اور فلاں قبیلے کو زمانے نے تباہ کر دیا۔" چونکہ وہ مصائب کو زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے' لہٰذا وہ ان حوادث کے فاعل کو برا بھلا کہتے تھے۔ اس طرح وہ گالی اصل میں اللہ تعالیٰ کو دی جاتی تھی' کیونکہ ان واقعات کا فاعل حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے (نہ کہ زمانہ جسے وہ اپنے خیال میں مصیبت کا سبب قرار دے رہے ہوتے تھے)۔ اس لیے انہیں زمانے کو گالی دینے سے منع کر دیا گیا۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۴۸۷)

عریاں لباس پہننے کی مذمت

سوال کیا عریاں لباس پہننے والی عورتوں کو کافر سمجھنا درست ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

«لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا . . .» (الحديث)

"وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی' نہ اس کی خوشبو پائیں گی؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جس شخص کو مسئلہ سمجھا دیا جائے اور شرعی حکم واضح کر دیا جائے' پھر بھی وہ عورتوں کے لیے اس قسم کا لباس پہننا جائز سمجھے جو عریانی کے ضمن میں آتا ہے ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن جو عورت اس حرکت کو جائز نہیں سمجھتی (گناہ سمجھتی ہے) پھر بھی عریاں لباس پہن کر باہر آتی ہے' وہ کافرہ تو نہیں البتہ ایک کبیرہ (بہت بڑے) گناہ کی مرتکب ضرور ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اس گناہ کو چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ اس صورت میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے۔ لیکن اگر وہ توبہ کیے بغیر مر گئی تو وہ دوسرے گناہ گاروں کی طرح اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کرے' چاہے تو نہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ (النساء ٤/ ٤٨)

"اللہ تعالیٰ (یہ جرم) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک بنایا جائے' اس کے علاوہ (دوسرے گناہ) جس کے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۲۰۴)

اجتہادی و فروعی مسائل کی بنا پر کفر کا فتویٰ لگانا

سوال ترکی میں ہمارے مسلمان بھائیوں میں اس حدیث کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے۔

«مَنْ حَلَّلَ حَرَامًا أَوْ حَرَّمَ حَلاَلاً فَقَدْ كَفَرَ»

"جس نے حرام کو حلال سمجھا یا حلال کو حرام سمجھا' اس نے کفر کیا"

کیا حرام کو حلال یا حلال کو حرام کہنے والا کافر شمار ہو گا یا گناہ گار ہو گا؟ حدیث میں "کفر" (اس نے کفر کیا) کے لفظ کا کیا مطلب ہے؟ کیا "کفر" (اس نے کفر کیا) اور "کافر" (وہ کافر ہے) میں کوئی فرق نہیں؟ گزارش ہے کہ اس حدیث کے متعلق کافی، شافی اور تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

(۱) ہماری معلومات کے مطابق یہ حدیث بے اصل ہے۔ کسی معتبر امام اور محدث نے اسے صحیح یا ضعیف سند کے ساتھ روایت نہیں کیا۔ اس صورت میں اس حدیث پر کسی مسئلہ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

(۲) ایسا حکم جو کتاب اللہ یا حدیث نبوی کی نص صریح سے ثابت ہو اور نص میں تاویل کی گنجائش ہو، نہ اس مسئلہ میں اجتہاد کی، جو مسلمان اس حکم کی مخالفت کرے یا پختہ ثابت اجماع کی مخالفت کرے، اسے صحیح شرعی حکم بتایا جائے گا، اگر قبول کر لے تو بہت بہتر ہے۔ لیکن اگر مسئلہ کی وضاحت اور حجت قائم ہو جانے کے بعد بھی قبول کرنے سے انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو تبدیل کرنے پر اصرار کرے، تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا اور اس سے مرتد والا سلوک کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص پانچ نمازوں --- یا ان میں سے کسی ایک نماز --- کی فرضیت کا انکار کرے یا روزہ یا حج یا زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے یا ان کی فرضیت ظاہر کرنے والی قرآن و حدیث کی نصوص کی تاویل کرے اور اجماع امت کی پروا نہ کرے تو اس پر مذکورہ بالا حکم لگایا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر مسئلہ ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ خود اس دلیل کے ثبوت میں اختلاف ہے، یا اس نص کی تشریح میں اختلاف کی گنجائش ہے یا اس مسئلہ میں مختلف دلائل ملتے ہیں (اور ترجیح میں اختلاف ہو جاتا ہے) تو یہ اجتہادی اختلاف ہے۔ اس صورت میں کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا بلکہ اجتہاد میں غلطی کرنے والے کو معذور سمجھا جائے گا اور اسے اجتہاد کا ثواب ملے گا اور جس کا اجتہاد صحیح ہوا وہ قابل تعریف ہے، اسے دو نیکیاں ملیں گی۔ ایک نیکی اس کے اجتہاد کی اور ایک نیکی صحیح مسئلہ سمجھ لینے کی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں سمجھتا، دوسرا واجب کہتا ہے۔ اسی طرح جس کے ہاں فوتیدگی ہو جائے۔ وہ کھانا تیار کرتا ہے اور لوگ مل کر کھاتے ہیں۔ اسے کوئی مستحب کہتا ہے، کوئی مباح کوئی مکروہ۔ ایسی صورت میں دوسرے شخص کو کافر کہنا، یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا درست نہیں۔ اس سے شادی بیاہ کا تعلق رکھنا منع ہے نہ اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔ اسے نصیحت کرنی چاہیے اور شرعی دلائل کی روشنی میں اس سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔ وہ مسلمان بھائی ہے، اسے مسلمانوں والے حقوق حاصل ہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف فروعی اجتہادی اختلاف ہے۔ اس قسم کا اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اور ائمہ سلف کے مابین بھی موجود رہا ہے۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو کافر نہیں کہا اور ایک دوسرے سے تعلق منقطع نہیں کیے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۴۳۸)

اہل کتاب کے کفر کا مسئلہ

سوال قرآن مجید نے اہل کتاب کو صاف الفاظ میں کافر کہا ہے۔ سوائے ان افراد کے جو جناب محمد ﷺ کی رسالت اور

قرآن مجید پر ایمان لے آئے۔ جن یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا کہا اور جن عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام دیا۔ قرآن مجید نے انھیں صاف طور پر کافر کہا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ﴾ (المائدۃ٥/ ٧٣)

"یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں تیسرا ہے۔"

اس قطعی دلیل کے باوجود ہم نے بعض علماء سے سنا ہے کہ اہل کتاب کافر نہیں۔ وہ تو بس اہل کتاب ہیں۔ براہ کرم ان مسائل کی وضاحت فرما دیجئے۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مذکورہ بالا بات کہنے والا کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن و حدیث کی ان نصوص کا انکار کیا ہے جو اہل کتاب کے کفر کی تصریح کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴾ (آل عمران٣/ ٧٠)

"اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو؟ اور تم گواہ ہو۔"

نیز فرمایا:

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ﴾ (المائدۃ٥/ ١٧)

"یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ﴾ (المائدۃ٥/ ٧٣)

"یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں تیسرا ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴾

(التوبۃ٩/ ٣٠)

"یہودیوں نے کہا' عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا' مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی (بے دلیل) باتیں ہیں۔ یہ گزشتہ زمانے کے کافروں کی بات کی نقل کر رہے ہیں۔" اللہ انھیں تباہ کرے کہاں بہکے جاتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴾ (البینۃ٩٨/ ١)

"اہل کتاب اور مشرکین میں جو کافر ہوئے وہ باز آنے والے نہیں تھے حتیٰ کہ ان کے پاس واضح دلیل آ جاتی۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴾

(التوبۃ٩/ ٢٩)

"اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے' جس چیز کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے

حرام کیا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے اور سچے دین کی اتباع نہیں کرتے ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔" اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۲۱۷۵)

میت کے گھر والوں کی طرف سے یا ان کے لیے کھانا تیار کرنا

سوال ہمارے علاقے فطانی۔ (جنوبی تھائی لینڈ) میں اس مسئلہ پر بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ میت کے گھر والوں کو آنے والوں کے لیے کھانا تیار کرنا چاہیئے یا نہیں۔ براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ اس کے علاوہ یہ دوسرا مسئلہ بھی واضح کریں۔

مکلف کے لیے احکام کی یہ صورتیں ہیں: واجب' مندوب' جائز' مکروہ' حرام۔ سوال یہ ہے کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جو ان پانچ احکام کا انکار کرے یعنی۔

(۱) واجب کو مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام کہے۔
(۲) مندوب کو واجب یا مباح یا مکروہ یا حرام کہے۔
(۳) مباح کو واجب یا مندوب یا مکروہ یا حرام کہے۔
(۴) مکروہ کو واجب یا مندوب یا مباح یا حرام کہے۔
(۵) حرام کو واجب یا مندوب یا مباح یا مکروہ کہے۔

مثال کے طور پر باعمل علماء کا کہنا ہے کہ "میت کے گھر والوں کی طرف سے دعوت کا اہتمام مکروہ ہے کیونکہ کھانے کی دعوت خوشی کے موقع پر مشروع ہے غم کے موقع پر نہیں اور یہ ایک قبیح بدعت ہے۔" اور فرماتے ہیں "پہلے' دوسرے اور تیسرے دن اور ایک ہفتہ کے بعد کھانا کھلانے کا اہتمام کرنا مکروہ ہے۔" نیز فرماتے ہیں۔ "چاروں ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ میت کے گھر والوں کا لوگوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا' جسے کھانے کے لیے وہ باقاعدہ جمع ہوتے ہیں' مکروہ ہے۔" اس کے برعکس ہمارے ہاں فطانی کے علاقے کے بہت سے علماء اس کے برعکس کہتے ہیں۔ بعض سنت کہتے ہیں' بعض مباح اور کوئی تو وجوب کا حکم بھی لگا دیتا ہے۔ حاجی عبداللہ' حاجی محمد صالح' حاجی عبدالرحمٰن اور میں' مذکورہ بالا باعمل علماء کے قول کے مطابق کہتے ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے یہاں کے لوگوں نے ایک دوسرے کو کافر کہنا شروع کر دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کا ذبح کیا ہوا نہیں کھاتے اور ایک دوسرے سے رشتہ نہیں لیتے۔ اس لیے گذارش ہے کہ اس مسئلہ میں اجمالی طور پر فتویٰ عنایت فرمائیں اور ہمیں وہ فتویٰ ارسال فرمائیں۔ ہم اسے شائع کر کے لوگوں میں مفت تقسیم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر والوں کے بجائے دوسرے لوگوں کو کھانا تیار کر کے میت کے گھر والوں کے پاس بھیجنا چاہیئے' تاکہ ان کی مدد ہو اور ان کے غم کی شدت میں کمی ہو۔ کیونکہ وہ اپنی مصیبت اور تعزیت کے

لیے آنے والوں کی وجہ سے اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ اپنے لیے کھانا وغیرہ تیار نہیں کر سکتے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اصْنَعُوْا لآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ»(رواه الترمذي في كتاب الجنائز)

"جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو' کیونکہ ان پر ایک مشغول کرنے والی چیز (غم و حزن) آ پڑی ہے۔"

یہ حدیث امام احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے' امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن" قرار دیا ہے۔

باقی رہا میت کے گھر والوں کا لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا اور اسے ایک عام رواج بنالینا تو ہماری معلومات کے مطابق اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے' بلکہ یہ بدعت ہے لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس رواج میں ایک تو یہ برائی ہے کہ اس کی وجہ سے میت کے گھر والے اپنی مصیبت کے ساتھ ساتھ ایک اور مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دوسری برائی یہ ہے کہ یہ اہل جاہلیت کے غلط رواج سے مشابہت اور رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے طریقے کی مخالفت ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا ہے کہ: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میت کے گھر جمع ہونے اور دفن کے بعد اہل میت کے ہاں آنے والوں کے لیے کھانا تیار کرنے کو "نوحہ" ہی سمجھتے تھے۔ (یعنی جس طرح نوحہ اور بین کرنا حرام ہے' اسی طرح یہ کام بھی صحابہ کی نظر میں حرام تھے) اسی طرح میت کی قبر پر یا وفات کے وقت' یا میت کو گھر سے باہر لے جاتے وقت جانور ذبح کرنا بھی ناجائز ہے۔ امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «لاَ عَقْرَ فِي الإِسْلاَمِ» "(قبر پر) جانور ذبح کرنا اسلام میں نہیں ہے۔" یعنی وفات کے موقع پر جانور ذبح کرنا درست نہیں۔

(۴) ایسا حکم جو کتاب اللہ یا حدیث نبوی کی نص صریح سے ثابت ہو اور نص میں تاویل کی گنجائش ہو' نہ اس مسئلہ میں اجتہاد کی' جو مسلمان اس حکم کی مخالفت کرے' یا پختہ ثابت شدہ اجماع کی مخالفت کرے' اسے صحیح شرعی حکم بتایا جائے گا۔ اگر قبول کر لے تو بہت بہتر ہے' لیکن اگر مسئلہ کی وضاحت اور حجت قائم ہو جانے کے بعد بھی قبول کرنے سے انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل کرنے پر اصرار کرے' تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا اور اس سے مرتد والا سلوک کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص پانچ نمازوں' یا ان میں سے کسی ایک نماز کی فرضیت کا انکار کرے' یا روزہ' حج یا زکوۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے' یا ان کی فرضیت ظاہر کرنے والی قرآن و حدیث کی نصوص کی تاویل کرے اور اجماع امت کی پروا' نہ کرے' تو اس پر مذکورہ بالا حکم لگایا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر مسئلہ ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ خود اس دلیل کے ثبوت میں اختلاف ہے یا اس نص کی تشریح میں اختلاف کی گنجائش ہے یا اس مسئلہ میں مختلف دلائل ملتے ہیں (اور ترجیح میں اختلاف ہو جاتا ہے) تو یہ اجتہادی اختلاف ہے۔ اس صورت میں کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ اجتہاد میں غلطی کرنے والے کو معذور سمجھا جائے گا اور اسے اجتہاد کا ثواب ملے گا اور جس کا اجتہاد صحیح ہوا وہ قابل تعریف ہے' اسے دو ثواب ملیں گے۔ ایک ثواب اس کے اجتہاد کا اور ایک ثواب صحیح مسئلہ سمجھ لینے کا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں سمجھتا' دوسرا واجب کہتا ہے۔ اسی طرح جس کے ہاں نوتیدگی ہو جائے وہ کھانا تیار کرتا ہے اور لوگ مل کر کھاتے ہیں۔ اسے کوئی مستحب کہتا ہے' کوئی مباح' کوئی مکروہ۔ ایسی صورت میں دوسرے شخص کو کافر کہنا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز و اجتناب کرنا درست نہیں" اس سے شادی بیاہ کا تعلق رکھنا منع ہے' نہ اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔ اسے نصیحت کرنی چاہیے اور شرعی دلائل کی روشنی میں اس سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔ وہ

مسلمان بھائی ہے' اسے مسلمانوں والے حقوق حاصل ہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف فروعی اجتہادی اختلاف ہے۔ اس قسم کا اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ سلف کے زمانے بھی موجود رہا ہے۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو کافر نہیں کہا' اور ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہیں کئے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۷۸۶)

ذمیوں سے سلوک

سوال ہمارے ملک میں مقیم اہل کتاب کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ یہ لوگ جزیہ نہیں دیتے بلکہ مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور انہیں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا جو بھی موقع ملتا ہے' وہ خفیہ یا اعلانیہ اس میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات کس طرح رکھے جائیں؟ اور ایک مسلمان ان سے لاتعلقی اور عدم موالات کا اظہار کس طرح کرے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جو غیر مسلم شخص مسلمانوں کے ساتھ صلح صفائی سے رہے اور انہیں تنگ کرنے کی کوشش نہ کرے' ہم بھی اس سے اچھا سلوک کریں گے اور اسلام کی طرف سے اس کے متعلق ہم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ پوری کریں گے یعنی اس سے بھلائی' نصیحت اور حق کی طرف رہنمائی۔ ہم اسے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت پیش کریں گے' شاید وہ اسلام قبول کر لے۔ اگر وہ قبول کر لے تو بہتر ورنہ ہم ان سے وہ فرائض ادا کرنے کا مطالبہ کریں گے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان ملک کے اندر رہ کر ایک غیر مسلم باشندے پر عائد ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اپنے فرائض ادا کرنے سے انکار کریں تو ہم ان سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب ہو جائے۔ اس کے برعکس جو غیر مسلم سرکشی کا رویہ اختیار کرے' مسلمانوں کو تنگ کرے اور ان کے خلاف سازشیں کرے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ انکار کرے تو مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف کے ازالہ اور دین کی مدد کے لیے اس سے قتال کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ﴾ (المجادلۃ۵۸/ ۲۲)

آپ کبھی یہ نہ پائیں گے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں' وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے' ان کے بھائی ہوں یا ان کے قرابت دار یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے۔"

نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ

﴿يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الممتحنة ٦٠/ ٨-٩)

"جن لوگوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف (کا سلوک) کرنے سے نہیں روکتا۔ اللہ تو انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے پر (نکالنے والوں سے) تعاون کیا۔ جو ان سے دوستی کریں گے وہی (لوگ) ظالم ہیں۔"

تفصیلات سننے کے بعد فتویٰ لگائیں

سوال مساجد میں قائم کچھ مذہبی تنظیمیں جو مسلمانوں کے بعض فرقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً وہ جماعتیں حدیث رسول ﷺ (کی صحت اور ضعف) کے متعلق عقل کو معیار بناتی ہیں اور اس طرح ہزاروں صحیح حدیثوں کا انکار کر دیتی ہیں۔ بعض جماعتیں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو ان کے ظاہری معنوں سے ہٹا کر ان کی دوسری تشریح کرتی ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں "پہلوں (کا موقف) زیادہ پختہ تھا۔ لیکن بعد والوں کا (موقف) زیادہ علم والا ہے۔" انہوں نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ "اللہ ہر جگہ موجود ہے" اس کے علاوہ اور بھی جماعتیں ہیں۔ انہوں نے اپنی اپنی مسجدیں بھی بنا رکھی ہیں۔ کیا ان مساجد میں ایسا عقیدہ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

ان میں سے کسی مسجد کا امام اگر یہ ظاہر کرے کہ وہ اس قول سے رجوع کرتا ہے تو کیا مجھے اس سے یہ مطالبہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس جماعت سے علیحدگی اختیار کرے یا میں اس کی بات کو صحیح مان لوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

جو شخص ان صحیح احادیث کا انکار کرتا ہے جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں اور ان کی تکذیب کرتا ہے' وہ غلطی پر ہے اور گناہ گار ہے۔ جہاں تک اس کے کافر ہونے کا تعلق ہے تو اس میں کچھ تفصیل ہے۔ جو شخص ان احادیث و آیات کی تاویل کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات مقدسہ بیان ہوئی ہیں اور ان کے ظاہری معنیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معنیٰ مراد لیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ "سلف کا مذہب زیادہ پختہ اور سلامتی والا ہے لیکن متاخرین کا علم زیادہ ہے" اس شخص کی یہ بات غلط ہے کہ متاخرین کا علم زیادہ ہے۔ کیونکہ سلف صالحین (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ باخبر تھے اور انہیں زیادہ اچھی طرح سمجھتے تھے اور ان کے مطلب و مقصد سے خوب واقف تھے۔ لہٰذا ان کا مذہب متاخرین کے مذہب سے زیادہ پختہ اور زیادہ سلامتی والا ہے۔

اور جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے' وہ حلول کا عقیدہ رکھنے والا ہے' لہٰذا وہ کافر ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کے لحاظ سے ہر جگہ ہے' ذات کے لحاظ سے نہیں تو وہ صحیح کہتا ہے اور جو شخص غلو کرتے ہوئے تمام صحیح احادیث نبویہ کا انکار کرتا ہے اور صرف قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ نہ اس کی اقتداء میں ادا کی ہوئی نماز ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اسمائے حسنیٰ اور صفات باری تعالیٰ اور قیامت وغیرہ کی نصوص کی تاویل کرتا ہے اور وحدۃ الوجود کا قائل ہے یا اللہ تعالیٰ کو ایک ایسا کلی وجود قرار دیتا ہے جس کا وجود صرف ذہن میں ہے ذہن سے باہر کہیں نہیں' یا موت کے بعد جسمانی طور پر اٹھنے کا انکار کرتے

ہوئے روحانی طور پر اٹھنے کا قائل ہے تو وہ بھی کافر ہے' اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مذکورہ بالا افراد میں سے جو کوئی توبہ کر لے ہم اس کی توبہ کو صحیح سمجھیں گے اور اس کے دل کی صحیح کیفیت اللہ کے علم میں ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
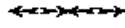
فتویٰ (۱۶۲۷)

بے عمل مسلمان کی سزا

سوال جو شخص «لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ» کا اقرار کرتا ہے اور باقی چار ارکان نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج پر عمل پیرا نہیں ہوتا' نہ دوسرے نیک اعمال کرتا ہے جو شریعت اسلامی میں مطلوب ہیں۔ کیا وہ قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کا مستحق ہو گا جس کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے بھی جہنم میں داخل نہ ہو؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اور نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ پر عمل نہیں کرتا اور ان چاروں ارکان کے وجوب کا انکار کرتا ہے یا ان میں سے کسی ایک رکن کے وجوب کا منکر ہے حالانکہ اسے علماء کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ اعمال فرض ہیں تو ایسا شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ تسلیم کی جائے گی۔ اس کے بعد اگر اس کی وفات ایمان پر ہوئی تو وہ شفاعت کا مستحق ہو گا۔ لیکن اگر وہ ان اعمال کے ترک پر مصر ہو تو اسے اسلامی حکمران مرتد ہونے کی وجہ سے سزائے موت دے گا اور اسے قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی نہ کسی اور نیک آدمی کی۔ اگر وہ صرف نماز سستی اور لاپروائی کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کے متعلق علمائے کرام کا زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور یہ ایسا کفر ہے کہ وہ ملت اسلام سے بھی خارج ہو جاتا ہے چہ جائیکہ وہ زکوٰۃ' روزہ اور حج بیت اللہ کا بھی تارک ہو تو پھر تو بدرجہ اولیٰ کافر ہو گا۔ لہٰذا اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ نبی کریم ﷺ یا کسی اور نیک آدمی کی شفاعت کا مستحق نہیں ہو گا۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ان ارکان کا تارک عملی کافر کہلائے گا' حقیقی کافر نہیں ہو گا۔ لہٰذا اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔ ان علماء کی رائے میں بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب مسلمان اگر ایمان کی حالت میں فوت ہوتا ہے تو شفاعت کا مستحق رہے گا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
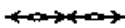
فتویٰ (۲۱۹۶)

سوال داڑھی رکھنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ بہت سے لوگ اس کے تارک ہیں۔ کوئی مونڈ دیتا ہے' کوئی اس کے بال اکھیڑ دیتا ہے' کوئی کاٹ کر چھوٹی کر لیتا ہے' کوئی سرے سے اس کا منکر ہے۔ کوئی کہتا ہے "یہ سنت ہے اگر رکھی جائے تو ثواب ہے نہ رکھی جائے تو گناہ نہیں۔" بعض بے وقوف تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ اگر داڑھی اچھی چیز ہوتی تو زیر ناف نہ اگتی۔ (اللہ ان کو رسوا کرے) ان مختلف افراد کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور جو شخص نبی کریم ﷺ کی کسی سنت کا

منکر ہو' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

جناب رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ داڑھی کو لمبا ہونے دینا اور بڑھانا واجب ہے اور اسے مونڈنا یا کاٹنا حرام ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحَی خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ»(متفق)

"مونچھیں کاٹو' داڑھیاں بڑھاؤ۔ مشرکین کی مخالفت کرو۔" [1]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحَی، خَالِفُوا الْمَجُوسَ»(مسلم)

"مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ' مجوسیوں کی مخالفت کرو" [2]

ان دونوں حدیثوں سے اور اس مفہوم کی اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنا اور اسے بڑھانا واجب اور اسے مونڈنا اور کاٹنا حرام ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ داڑھی رکھنا ایسی سنت ہے جس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا تو وہ غلطی پر ہے اور صحیح حدیثوں کی مخالفت کر رہا ہے۔ کیونکہ امر (حکم) کا اصل معنی وجوب ہی ہے اور نہی (ممانعت) سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ صحیح حدیث کے ظاہر مفہوم کو ترک کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی ایسی دلیل مل جائے جس سے معلوم ہو کہ اس مقام پر ظاہری معنی مراد نہیں اور مذکورہ بالا حدیثوں کے ظاہری معنی (وجوب) کو ترک کرنے (اور استحباب مراد لینے) کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

جامع ترمذی میں جو حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ داڑھی کے طول اور عرض میں سے کچھ کم کر دیا کرتے تھے۔ [3] وہ حدیث باطل ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں ایک راوی "متہم بالکذب" ہے یعنی وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ جو شخص داڑھی کا مذاق اڑاتا اور اسے زیر ناف کے بالوں سے تشبیہ دیتا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید یا صحیح حدیث سے ثابت ہونے والے کسی حکم کا مذاق اڑانا کفر و ارتداد کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾

(التوبۃ ۹/ ٦٥-٦٦)

"کیا تم اللہ تعالیٰ سے' اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے مذاق کرتے ہو؟ معذرت نہ کرو۔ تم ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے ہو"۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] صحیح بخاری' کتاب اللباس' ب: ٦٣/ ح: ٥٨٩٢' صحیح مسلم ح: ٢٥٩

[2] صحیح مسلم ح: ٢٦٠۔

[3] جامع ترمذی کتاب الادب' ب: ١٥/ ح: ٢٧٦٣

فتویٰ (۵۰۴۴)

سنت کی تضحیک کرنے والے کا حکم

سوال اس شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے جو نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی کسی سنت کا مذاق اڑائے۔ مثلاً داڑھی کو' داڑھی رکھنے والے کو داڑھی رکھنے کی وجہ سے مذاق کا نشانہ بنائے اور استہزاء (ٹھٹھے' مذاق) کے طور پر "او داڑھی والے!" کہہ کر پکارے۔ براہ کرم اس طرح کہنے والے کے متعلق شرعی حکم بیان کر دیجئے۔

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

داڑھی کو ٹھٹھا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شخص دوسرے کو ٹھٹھے کے طور پر "او داڑھی والے!" کہہ کر پکارتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر محض پہچان کے لیے یہ لفظ بولتا ہے تو یہ کفر نہیں ہوتا لیکن اسے اس طرح نہیں پکارنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبة۹/ ۶۵-۶۶)

"کیا تم اللہ تعالیٰ سے' اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تمسخر کرتے تھے؟ معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو"۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۷۰۳)
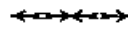
شرعی احکام کا مذاق اڑانے والا کافر ہے

سوال اس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جو نماز کا تارک ہے' رمضان کے مہینے میں روزے نہیں رکھتا۔ دین کا مذاق اڑاتا ہے اور سنت نبوی کا مذاق اڑاتا ہے مثلاً داڑھی رکھنا یا کپڑا ٹخنوں سے اونچا رکھنا' براہ کرم یہ بھی فرمایئے کہ جو شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے اس کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیئے' خواہ وہ بھائی ہو' والد ہو یا دوست ہو؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

نماز کو جان بوجھ کر ترک کرنے والا اگر نماز کا منکر ہے تو اس کے متعلق علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر سستی کی وجہ سے ترک کرے تو اس کے متعلق بھی صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ»(سنن ترمذی رقم۲۶۲۳، سنن نسائی، سنن ابن ماجة رقم۱۰۷۹، مسند أحمد، ۵/ ۳۴۶، مستدرك الحاكم۱/ ۷، سنن الدارمی، السنن الكبرى للبيهقی۳/ ۳۶۶، مصنف ابن أبي شيبة۱۱/ ۳۴ وصحيح ابن حبان رقم۱۴۵۴)

"ہمارے اور ان (یعنی مسلمانوں اور کافروں) کے درمیان عہد (کی ظاہری علامت) نماز ہی ہے۔ جس نے اسے

ترک کر دیا اس نے کفر کیا۔" یہ حدیث مسند احمد اور سنن اربعہ میں حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ»(صحيح مسلم)

"بندے اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل ترک نماز ہے۔" [1]

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس مسئلہ کے بہت سے دلائل ہیں۔

اور جو شخص دین اسلام کا مذاق اڑائے یا کسی ایسی سنت کو نشانۂ تضحیک بنائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مثلاً پوری داڑھی رکھنا' کپڑا ٹخنوں سے اوپر یا آدھی پنڈلی تک رکھنا اور اسے معلوم بھی ہو کہ یہ واقعی سنت ہے' وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو محض اس لیے مذاق کرے کہ وہ اسلام کے احکام کا پابند ہے تو ایسا شخص بھی کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبة ٩/ ٦٥-٦٦)

"فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ' اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے؟ معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
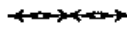
فتویٰ (۷۶۵۳)

وساوس و اوہام سے بچیں

سوال گزارش ہے کہ میرا یہ خط پورا پڑھئے تاکہ آپ میرے سوالات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ سوال یہ ہے کہ انسان' نعوذ باللہ' مرتد کب ہوتا ہے؟ ممکن ہے میرا سوال عجیب محسوس ہو لیکن میں اس کی وجہ سے انتہائی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ بعض اوقات مجھے اپنے بعض کاموں اور حرکتوں کے متعلق یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کاموں سے ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا دل الحمدللہ ایمان پر مکمل طور سے مطمئن ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ کوئی بھی کام کرتے وقت یا کام کرنے سے پہلے مجھے مختلف شکوک و شبہات گھیر لیتے ہیں۔ مثلاً کسی سے بات چیت کرتے ہوئے میں ایک لفظ بولنا چاہتا ہوں لیکن زبان سے وہ لفظ نکلنے سے پہلے اچانک مجھے خیال آتا ہے کہیں یہ کفریہ کلمہ نہ ہو

---

[1] مسند احمد ج ۳' ص ۳۷۰' ۳۸۹۔ صحیح مسلم ح: ۸۲۔ ترمذی ح: ۲۶۲۱۔ ابن ماجہ ح: ۱۰۷۸۔ سنن بیہقی ج: ۳ ص: ۳۶۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۱/ ص: ۳۳۔ ایمان حدیث نمبر ۴۴' ۴۵' ۴۶۔ مروزی تعظیم الصلاۃ حدیث نمبر ۸۸۶۔ مسند ابو یعلی ح: ۱۹۵۳۔ صحیح ابن حبان ح: ۱۴۵۳۔ ابن مندہ۔ ایمان ح: ۲۱۹۔ معجم صغیر طبرانی ج ۲ ص: ۱۳۔ سنن دارمی ج ۱ ص ۲۸۰۔ دار قطنی ج ۲ ص ۵۳۔ نسائی ج ۱ ص ۲۳۲۔

چنانچہ میں بات کرتے ہوئے اٹکنے لگتا ہوں۔ بعض اوقات مجھے یہ غور کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کہ میں لفظ بولوں یا نہ بولوں اور بات کے تسلسل میں وہ خود بخود منہ سے نکل جاتا ہے۔ حالانکہ اس لفظ سے میرا مطلب کفر کا کلمہ بولنا نہیں ہوتا۔ پھر مجھے خیالات ستانے لگتے ہیں کہ کیا میں' نعوذ باللہ مرتد ہو چکا ہوں۔ پھر مجھے یہ وسوسہ بھی آتا ہے کہ یہ لفظ بولنے سے پہلے مجھے اس کا احساس ہو چکا تھا (پھر بھی وہ لفظ منہ سے نکل گیا) تو کیا اس وقت میری حیثیت اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کلمہ، کفر کہنے پر مجبور ہو گیا ہو۔ کیونکہ حاضرین کی نظریں مجھ پر مرکوز ہوتی ہیں اور وہ میری بات مکمل ہونے کے انتظار میں ہوتے ہیں؟ پھر مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ بے کار دلیل ہے۔ چنانچہ میرے شبہات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں کبھی اسلام ترک نہیں کر سکتا' خواہ مجھے کتنی تکلیفیں دی جائیں۔ تو بات چیت کرتے ہوئے ان لمحات میں کیسے ترک اسلام کے متعلق سوچ سکتا ہوں۔ یہ ایک عجیب احساس ہے جو مجھے بے چین کئے رکھتا ہے۔ اگر میں اسے نظر انداز کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دوبارہ شکوک و شبہات سر اٹھانے لگتے ہیں۔ اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میرے لیے غسل کرنا ضروری ہے جس طرح ایک غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتے وقت کرتا ہے؟ کیا اس کے بغیر میری نماز درست نہیں ہو گی؟ کیا میرے سابقہ اعمال ضائع ہو جائیں گے جس طرح نعوذ باللہ مرتد ہونے کی صورت میں ضائع ہو جاتے ہیں تو کیا مجھے دوبارہ حج کرنا ہو گا؟

اسی طرح جب مجھے غصہ آتا ہے تو دماغ ایسی ایسی سوچوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے کہ میں انہیں بیان بھی نہیں کر سکتا۔ پھر میں فوراً اپنے آپ پر کنٹرول کرتا ہوں اور ان خیالات سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہوں تو کیا یہ بھی نعوذ باللہ کفر شمار ہو گا؟

میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کافر کہے تو دونوں میں ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔ کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی کو کافر کہہ دے تو وہ خود کافر ہو گیا یعنی اس پر تمام حکم مرتد والے لگیں گے؟ اگر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ فلاں شخص کافر ہے لیکن میں زبان سے یہ بات نہ کہوں تو کیا پھر بھی کافر ہو جاؤں گا؟ میں ایک اور بات بھی پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ لوگوں میں بعض توہمات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً تیرہ (۱۳) کے عدد کو منحوس سمجھنا' یا ناخن زمین پر پھینکنے کو نحوست جاننا۔ تو کیا اس قسم کی چیزوں پر یقین رکھنا کفر ہے جب کہ ان پر یقین رکھنے والا باقی تمام امور میں مسلمان ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تمام تعلیمات کو حق مانتا ہے؟ اگر ایسا شخص توبہ کر لے اور ان چیزوں پر یقین کرنا چھوڑ دے تو کیا اس کا حکم اسلام میں نئے سرے سے داخل ہونے والے کا ہو گا؟ یعنی کیا اسے غسل وغیرہ کرنا ہو گا؟

پھر میں یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا میرے دل میں پیدا ہونے والے یہ وسوسے اور شکوک و شبہات قابل مؤاخذہ گناہ شمار ہوں گے حالانکہ میں کئی کئی گھنٹے ان میں الجھا رہتا ہوں اور ان سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔

میں خط کو اس سے زیادہ طول نہیں دینا چاہتا اور ان تمام سوالات کا خلاصہ ایک سوال کی صورت میں پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کب مرتد ہوتا ہے؟ میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ کسی مرتد کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے بلکہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی ذات کے بارے میں کیسے معلوم کر سکتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا یا نہیں؟ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرتد جب دوبارہ مسلمان ہونا چاہے تو کیا اس پر غسل فرض ہے جس طرح ایک کافر اسلام میں داخل ہوتے وقت غسل کرتا ہے اگرچہ وہ ارتداد کے دوران جنبی نہ ہوا ہو؟ ایک اور سوال بھی ہے کہ حج زندگی میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے سوائے اس کے کہ کوئی انسان نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو کیا کوئی اور صورتیں بھی ہیں جن میں دوبارہ حج کرنا فرض ہوتا ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) جو شخص مرتد ہو کر اسلام سے نکل جائے' اس کے بعد پھر مسلمان ہو جائے تو اس نے حالت اسلام میں جو نیک عمل کئے تھے وہ کالعدم نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۱۷)

"تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے پھر کفر ہی کی حالت میں مرجائے تو یہی لوگ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ جہنمی ہیں' وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

(۲) دل میں جو مختلف خیالات اور شیطانی وسوسے آتے ہیں' مسلمان سے ان کا مؤاخذہ ہو گا نہ ان کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہوتا ہے جب تک کہ وہ اس کے دل میں عقیدہ بن کر جاگزیں نہ ہو جائیں۔

(۳) آپ ان برے خیالات اور وسوسوں کو دل و دماغ سے دور کر دیں اور ان سے اللہ کی پناہ مانگیں اور کہیں «آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ» "میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔" اللہ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کریں۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہیں اور کسی نفسیاتی امراض کے ڈاکٹر سے اپنا علاج کرائیں۔ حسب استطاعت تقویٰ پر کاربند رہیں اور مشکلات کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں وہ آپ کے تفکرات اور پریشانیاں دور فرما دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمْرِهِۦ ۚ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق۶۵/ ۳)

"جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ اللہ اپنے کام کو یقیناً پایہ تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔" ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا بخشے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۶۵۸)

آپ کا حج اور عمرہ درست ہے

سوال گزشتہ سے پیوستہ سال میں نے فریضہ حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور "حج قران" کی نیت کی۔ بیت اللہ شریف پہنچتے ہی میں نے عمرہ ادا کیا۔ چونکہ اس سے پہلے مجھے بیت اللہ شریف کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا اس لیے اسی طواف کو طواف قدوم بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس سے ایک دن بعد میں نے اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ ادا کیا۔ چونکہ منیٰ جانے کا وقت یعنی یوم الترویہ ابھی دور تھا تو جن لوگوں کے ہاں میں ٹھہرا ہوا تھا' انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں احرام کھول دوں' میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد منیٰ جاتے وقت میں نے سئے سرے سے احرام باندھا۔ صرف حج کی

نیت کرتے ہوئے مسجد عمرہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس طرح میری نیت حج قران کے بجائے حج تمتع کی بن گئی۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے میرے حج میں تو کوئی خرابی نہیں آئی' جب کہ میں نے جانور کی قربانی بھی دی ہے؟ اور میں نے حج کے موسم میں اپنی والدہ کی طرف سے جو عمرہ کیا ہے کیا وہ صحیح ہے یا ایک حج کے موسم میں دو عمرے کرنا جائز نہیں؟ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد انسان سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو کیا اس سے حج پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ اور ہم غلطی سے بہرحال پاک اور معصوم تو ہیں نہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) آپ کا حج' تمتع کی قسم سے ہے اور آپ نے عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر اچھا کیا۔

(۲) آپ نے اپنی طرف سے عمرہ ادا کرنے کے بعد والدہ کی طرف سے جو عمرہ ادا کیا وہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ آپ نے اپنے عمرہ میں طواف اور سعی کے بعد سر کے بال اتروا کر یا چھوٹے کر کے احرام کھولنے کے بعد یہ دوسرا عمرہ کیا ہو۔

(۳) کفر کے علاوہ کسی گناہ سے نیک اعمال ضائع نہیں ہوتے۔ اگر کسی نے نیکیاں بھی کی ہیں اور گناہ بھی' پھر ان سے توبہ نہیں کی تو قیامت کے دن ان سب کا حساب ہو گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے گناہ معاف فرما دے۔ البتہ اسلام ترک کر کے نعوذ باللہ مرتد ہو جانا ایک ایسا گناہ ہے جس سے تمام نیک اعمال کالعدم ہو جاتے ہیں جب کہ کفر کی حالت میں موت آ جائے اور جو شخص سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ فضل و رحمت کرتے ہوئے اس کے اعمال کالعدم نہیں فرماتے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۱۷)

"تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے پھر کفر کی حالت میں مر جائے تو ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں رائیگاں (برباد اور ضائع) ہو گئے۔ یہ لوگ جہنمی ہیں۔ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۳۱۰)

اسلام کا پیغام سننے والے پر حجت قائم ہو گئی

سوال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (الاسراء۱۷/ ۱۵)

"ہم عذاب نہیں دیتے حتیٰ کہ رسول بھیجیں۔"

کیا اس زمانے کے لوگوں پر اللہ کی حجت قائم ہو چکی ہے یا علماء کا فرض ہے کہ وہ حجت قائم کریں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس زمانے میں جس شخص کو اسلام کا پیغام پہنچ گیا اس پر حجت قائم ہو گئی اور جسے اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اس پر حجت قائم نہیں ہوئی۔ جو حکم دوسرے زمانوں میں تھا' وہی حکم اب بھی ہے اور علماء کا فرض ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق تبلیغ

کریں اور حقیقت واضح کریں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۲۷۷۴)
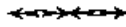
برے کام میں مدد کرنا منع ہے

سوال شناختی کارڈ کے محکمہ میں کام کرنے والے ایک صاحب نے مسئلہ پوچھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ کہ جو شخص کوئی دوسرا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے اسے نام تبدیل کرنا پڑتا ہے' خاص طور پر جب کہ اس کا نام اسلام کے خلاف ہو۔ اس کے بعد ان نو مسلموں میں سے اگر کوئی شخص اسلام سے نکل جائے تو ضروری ہے کہ اس کا سابقہ نام (غیر مسلموں والا) بحال کر دیا جائے۔ کیونکہ اس بنیاد پر بہت سے معاملات متاثر ہوتے ہیں بعض امور کا تعلق دین اسلام سے ہے اور بعض کا ان معاملات سے جن میں کافروں کا قانون چلتا ہے۔ مثلاً وراثت۔ شادی بیاہ اور دوسرے انفرادی مسائل۔ چونکہ سائل محکمہ شہری امور کے شعبہ شناختی کارڈ میں کام کرتا ہے تو کیا اسے ان ناموں کی تبدیلی کی وجہ سے گناہ ہو گا؟ اور کیا اس کا یہ سرکاری کام اس کی طرف سے ارتداد کی تائید شمار ہو گا؟ جب کہ اسے اکثر اوقات یہ احکام افسران بالا کی طرف سے وصول ہوتے ہیں؟ ان تمام مسائل میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب آپ کو معلوم ہو کہ نام کی تبدیلی کی درخواست دینے والا اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر رہا ہے تو آپ کو اس کام میں کسی قسم کا تعاون نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ آپ کا افسر آپ کو حکم دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ ۵/ ۲)

"نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون کرو' گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون نہ کرو۔"

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ»

"سود لینے والے' سود دینے والے' اسے لکھنے والے اور اس معاملہ میں گواہ بننے والے (سب) ملعون ہیں۔"

اور فرمایا ہے:

«هُمْ سَوَاءٌ» "وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔" [1]

جب سودی معاملات میں تعاون کرنے والا ملعون ہے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو کفر میں پختہ رہنے پر تعاون کرتا ہے اور مرتد ہونے والوں کے کاموں میں سہولت پیدا کرتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ» "اطاعت صرف نیکی میں ہوتی ہے" اور فرمایا: «لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ» "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں"

[1] مسند احمد ج ۱ ص ۸۳' ۸۷' ۳۹۳' ۴۰۲۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۵۹۸ سنن ابوداؤد۔ حدیث نمبر ۳۳۳۳' ترمذی حدیث نمبر ۱۲۰۶۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۷۷۔ نسائی ج ۸' ص ۱۴۷۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۸۹۹)

نماز اور روزہ کے منکر سے برتاؤ

سوال ایک شخص مسلمان والدین کی اولاد ہے لیکن وہ نماز اور روزے کا منکر ہے اور دوسرے اسلامی شعائر کو بھی نہیں مانتا۔ کیا اس سے مسلمانوں والا سلوک کیا جا سکتا ہے؟ مثلاً کیا کوئی مسلمان ایسے شخص کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

جس شخص کا یہ حال ہو جو آپ نے بیان کیا ہے یعنی نماز' روزہ اور دوسرے اسلامی شعائر کا منکر ہے تو اس کے متعلق علماء کا صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس سے تین دن تک توبہ کرنے کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ مسلمان حاکم اس پر شرعی حد یعنی سزائے موت نافذ کر دے۔

مسلمانوں کے لیے اس کے ساتھ دوستی رکھنا جائز نہیں اور اس سے میل جول بھی صرف اسی وقت جائز ہے جب کہ اسے سمجھانے اور نصیحت کرنے کا ارادہ ہو کہ شاید وہ توبہ کر لے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۵۹۲)

شریعت سے مذاق کفر ہے

سوال بعض اوقات ایک شخص دوران گفتگو ایسی بات کہہ دیتا ہے جو کفر یا گناہ کی بات ہوتی ہے۔ پھر کہتا ہے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تو کیا مذاق کے طور پر ایسی بات کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مذاق کے طور پر ایسی بات کہنا جو کفر یا فسق پر مشتمل ہو' سخت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾ (التوبة۹/ ۶۵۔۶۶)

"اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو محض بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے۔ فرما دیجئے: کیا تم اللہ کے ساتھ' اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کر رہے تھے؟ معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔"

جس شخص سے ایسی حرکت سرزد ہو جائے اسے (فوراً) توبہ اور استغفار کرنا چاہیئے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
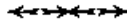
فتویٰ (۹۲۵۷)

شرعی احکام سے ناواقف لوگوں کا حکم

سوال اگر کوئی شخص کفریا شرک والا کام کرلے تو کیا وہ کافر ہو جاتا ہے؟ اگر اس نے یہ کام شرعی حکم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا ہو تو اسے معذور سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اسے معذور سمجھے جانے یا معذور نہ سمجھے جانے کی کیا دلیل ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

کسی عاقل بالغ انسان کو غیراللہ کی عبادت میں غیراللہ کے لیے جانور ذبح کرنے' غیراللہ کی نذر و نیاز دینے یا اس قسم کی دوسری عبادتیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں' (ان) میں معذور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ اگر کوئی شخص غیر مسلموں کے ملک میں رہتا ہو اور اس تک اسلام کا پیغام نہ پہنچا ہو' تو اسے اسلام کا پیغام نہ پہنچنے کی بنا پر معذور قرار دیا جا سکتا ہے' صرف ناواقف ہونا کوئی عذر نہیں' اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لاَ يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلاَ نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اس امت [1] کا کوئی یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سن لے [2] پھر اس چیز پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے تو وہ ضرور جہنمی ہو گا۔" [3]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو معذور قرار نہیں دیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اور جو شخص مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے اس نے لازماً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا ہوا ہے۔ لہٰذا اسے اس بنا پر معذور نہیں سمجھا جا سکتا کہ اسے ایمان کے بنیادی مسائل کا علم نہیں ہوا تھا۔ جن حضرات نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ ان کے لیے ایک درخت مقرر کر دیا جائے جس پر وہ حصول برکت کے لیے اپنے ہتھیار لٹکا لیا کریں (جس طرح مشرکین نے اس مقصد کے لیے ایک درخت مقرر کر رکھا تھا اور اس کا نام "ذات انواط" رکھ لیا تھا) ان صحابہ کرام نے صرف ایک خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اس خواہش کو عملی جامہ نہیں پہنایا تھا۔

اور یہ لوگ نئے نئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ (اور یہ مطالبہ ناواقفی کی وجہ سے ہوا)۔ انہوں نے جو مطالبہ کیا وہ

---

[1] "امت دعوت" مراد ہے یعنی وہ تمام لوگ جن کی طرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ہیں۔ اس میں اس دور سے لے کر قیامت تک ہر علاقے کے سب لوگ شامل ہیں۔

[2] یعنی اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔

[3] صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۵۳۔ مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۷' ۳۵۰۔ ج ۴ ص ۳۹۶' ۳۹۸

شریعت کے خلاف تھا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے انہیں جو جواب دیا' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ یہ کام کر لیتے' جس کی انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی' تو کافر ہو جاتے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۱۰۴)

ملت اسلامیہ سے نکال دینے والے کفر کی وضاحت

سوال علمائے کرام "کفر مخرج عن الملۃ" (وہ کفر جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے) کی تشریح صرف "انکار" سے کرتے ہیں اور جو شخص سستی کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے وہ نماز کا "منکر" نہیں۔ یا انکار کے بغیر بھی بعض اعمال کی وجہ سے اسلام سے خروج ممکن ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

"اسلام سے خارج کرنے والے "کفر" کی تشریح "انکار" سے کرنا درست نہیں۔ ایک مسلمان اگر کسی ایسے اجتہادی مسئلہ کا انکار کرتا ہے جس میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے تو اس کے انکار کو کفر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اسے اس میں معذور سمجھا جائے گا۔

اور باوجود طاقت ہونے کے لا الہ الا اللہ کے زبانی اقرار سے اجتناب کرنا' اور پانچ نمازوں کو جان بوجھ کر محض سستی کی وجہ سے نہ کہ انکار کی وجہ سے' ترک کرنا۔

ہر عملی کفر سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا

سوال علمائے کرام ترک نماز کو "عملی کفر" قرار دیتے ہیں اور "عملی کفر" کی وجہ سے کسی کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ الا یہ کہ وہ ایسے اعمال کا ارتکاب کرے جسے علماء نے اس قانون سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا۔ تو کیا تارک نماز بھی مستثنیٰ ہے؟ اور کیوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

ہر "عملی کفر" کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بلکہ کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے انسان دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے اور وہ ایسے اعمال ہیں جن سے دین کی توہین اور بے حرمتی ظاہر ہوتی ہے مثلاً قرآن مجید پر پاؤں رکھ دینا یا اللہ تعالیٰ کے کسی رسول کو گالی بکنا جب کہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے' یا کسی کو اللہ کا بیٹا قرار دینا' یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا' یا غیر اللہ کے لیے جانور قربان کرنا۔ فرض نمازیں سستی کی وجہ سے ترک کر دینا بھی اسی قسم کے اعمال میں آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ»(سنن ترمذی رقم۲۶۲۳، سنن نسائی، سنن ابن ماجة رقم۱۰۷۹، مسند أحمد، ۳۴٦/۵، مستدرك الحاكم۷/۱، سنن الدارمی، السنن الكبرى للبيهقی۳٦٦/۳، مصنف ابن أبی شيبة۱۱/۳٤ وصحيح ابن حبان رقم۱٤۵٤)

"ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہی ہے (یعنی نماز ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاں قبیلہ کے لوگ مسلمان

ہیں۔ اس لیے انہیں مسلمانوں والے حقوق دیئے جاتے ہیں) اور جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا"

اس حدیث کو امام احمد' ترمذی' ابوداود' نسائی اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ»(صحيح مسلم)

"بندے اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل ترک نماز ہے۔"

(یعنی بندہ ترک نماز کی وجہ سے کفر و شرک سے جاملتا ہے۔ بندے اور کفر کو ملانے والا رابطہ ترک نماز ہے)۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
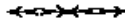
فتویٰ (۲۱۵۱)

نیکی کی تلقین کرتے رہنا چاہیئے

سوال ہمارے بہت سے ساتھی نماز نہیں پڑھتے۔ شاید جب وطن میں تھے تو پڑھتے ہوں گے لیکن جب سے انہوں نے امریکہ کا انداز زندگی دیکھا ہے تو وہ سب نماز روزہ چھوڑ بیٹھے ہیں اور اپنا پرانا مذہب بھلا بیٹھے ہیں۔ میں نے اور میرے بعض ساتھیوں نے انہیں سمجھایا اور نماز کی ترغیب دی لیکن وہ نہیں مانتے۔ تو کیا اب ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی جب کہ ہماری رہائش گاہ ایک ہی ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اگر صورت حال واقعی اسی طرح ہے جس طرح آپ نے بیان کی' تو آپ نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی اور ان کے ساتھ مجبوری کی حالت میں رہنا جائز ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ حکمت کے ساتھ' اچھے انداز سے وعظ و نصیحت کے ذریعے اور بہتر انداز سے تبادلہ خیال اور بحث مباحثہ کے ذریعے انہیں سمجھاتے رہیں اور دین پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے رہیں۔ شاید آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرما دے۔ اس طرح آپ کو اور ان کو بے حد ثواب اور بھلائی حاصل ہو جائے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدمی عطا فرمائے اور آپ کو نیک نیتی اور صبر سے نوازے۔ یقیناً وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے دوستوں کو بھی اپنے سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ آمین

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
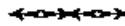
فتویٰ (۳۵۳۵)

داڑھی کا مذاق اڑانا بڑا جرم ہے

سوال جو شخص داڑھی منڈواتا ہے اور داڑھی رکھنے والے سے ٹھٹھا مذاق کرتا ہے اور اسے بھی داڑھی مونڈنے

کا حکم دیتا ہے' ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

داڑھی رکھنے والے کا مذاق اڑانا جائز نہیں۔ کیونکہ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں یہ عمل کیا ہے اور جو شخص مذاق اڑاتا ہو اسے سمجھانا چاہیئے کہ داڑھی بڑھانے کا مذاق اڑانا بہت بڑا جرم ہے جس کی وجہ سے مرتد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۞ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾

(التوبۃ۹/ ٦٥۔٦٦)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے کیا تم اللہ سے' اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ معذرت نہ کرو' تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۲۸۰)

احادیث صحیحہ کا انکار کرنے والے فاسق بلکہ کافر ہیں

سوال جو لوگ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بعض صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں' مثلاً عذاب قبر' معراج' جادو' شفاعت اور گناہ گاروں کے جہنم میں جا کر پھر نجات پانے کی حدیثیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ ان سے سلام دعا رکھی جا سکتی ہے؟ یا ان سے کنارہ کشی کی جائے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

جو علمائے کرام حدیثوں کی صحت و ضعف اور ان کے معنی و مطلب سے اچھی طرح واقف ہیں انہیں چاہیئے کہ ایسے افراد کو ان احادیث کی صحت اور صحیح مطلب سے آگاہ کریں۔ اگر وہ پھر بھی اپنی خواہش نفس کے پیچھے لگ کر نصوص کو اپنی رائے کے مطابق بنانے کے لیے تحریف یا انکار پر اصرار کریں تو وہ فاسق ہیں۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے ان سے کنارہ کشی کرنا اور میل جول ترک کرنا ضروری ہے۔ البتہ انہیں نصیحت کرنے اور صحیح بات سمجھانے کے لیے ان سے میل جول جائز ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم وہی ہے جو فاسق کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ بعض علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۶۸۳۲)

ایسا شخص اسلام سے خارج ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید اور متواتر احادیث کی قطعی نصوص کی

مخالفت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے نصیحت کرے اور سمجھائے تو کہتا ہے "اس کام میں کوئی حرج نہیں۔" جب کسی معاملہ میں فیصلہ کرتا ہے تو قرآن و حدیث کے خلاف اور غلط فیصلہ کرتا ہے اور یہ شخص نماز روزہ بھی شاذو نادر ہی ادا کرتا ہے۔ اس کی دوستی کافروں' فاسقوں اور بد عقیدہ لوگوں سے ہے۔ وہ اللہ کے حرام کئے ہوئے کاموں کو حلال سمجھتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز' شراب نوشی' سود' رشوت اور اس قسم کے کاروبار جو شرعی طور پر غلط یا ممنوع ہیں اور وہ نصیحت کرنے والے دین دار باعمل علمائے کرام کا مذاق اڑاتا ہے اور کہتا ہے یہ تو پاگل ہیں۔ اس کے علاوہ عہدے حاصل کرنے کے لیے [1] بکثرت مال خرچ کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ لوگ اپنے مفاد کے لیے اس کی طرف مائل ہوتے ہیں مثلاً مجرم کو بری کرانا' مخالفوں کو جیل بھجوانا' بے گناہوں کو تکلیفیں دینا' جب اسے کوئی عہدہ مل جاتا ہے [2] تو حاکموں سے سفارش کرتا ہے تاکہ جج ظالم کو بری کریں اور مظلوم کو سزا دیں۔ وہ ان غلط کاموں میں پانی کی طرح روپیہ بہاتا ہے۔ (جب وہ کامیاب ہوتا ہے) تو لوگ مبارک باد کہنے آتے ہیں' گاتے اور ڈھول بجاتے ہیں۔ اگرچہ وہ کتنا غلط عقیدہ رکھتا ہو۔ کیا ایسے شخص سے دوستی رکھنا شریعت پاک کی روشنی میں جائز ہے یا حرام؟ کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا اسلام سے خارج ہو چکا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے' اس مسئلہ کی وضاحت کر دیجئے۔ میں نے آپ سے اس لیے یہ مسئلہ پوچھا ہے کہ میں اسے پورے پاکستان میں شائع کرانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا گزارش ہے کہ جلدی جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

اگر واقعی صورت حال ایسی ہے جو آپ نے بیان کی ہے تو ان عادتوں کا حامل شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس سے دوستی رکھنا جائز نہیں ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ اسے سمجھائیں اور حق کا راستہ دکھائیں اور اس پر حجت قائم کریں' اگر وہ اپنی گمراہی پر اصرار کرے تو مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ اسے مناسب شرعی سزا دے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۴۶۰)

لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا کافر اور منافق بھی ہو سکتا ہے

سوال کیا کوئی شخص زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے بھی کافر ہو سکتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

یہ عین ممکن ہے کہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہا ہو اور اللہ کے ہاں وہ کافر ہو۔ جس طرح وہ منافق ہوتا ہے جو زبان سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اور دل میں اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ مثلاً عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس جیسے دوسرے افراد۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] غالباً الیکشن میں امیدوار بننا مراد ہے۔ [2] غالباً الیکشن کی کامیابی یا وزارت وغیرہ کا حصول مراد ہے۔

فتویٰ (۹۴۵۶)

احادیث صحیحہ کے منکر کا حکم

سوال ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جو رسول اللہ ﷺ کی کئی احادیث کا منکر ہے مثلاً ایک یہودی کے' نبی ﷺ پر جادو کرنے کا واقعہ بیان کرنے والی حدیث اور آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی حدیث وغیرہ؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ حدیثوں کا انکار کرے مثلاً مذکورہ بالا دونوں حدیثیں' ایسا شخص غلطی پر ہے۔ اس پر "فاسق" کا حکم لگایا جائے گا۔ بعض اوقات اس کے حالات کو دیکھ کر اسے "کافر" بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۴۲۷)
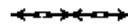
شدید مجبوری کی صورت میں کلمۂ کفر کہنا

سوال کسی شخص کو زبانی یا عملی طور پر زبردستی کر کے کفر پر مجبور کیا جائے تو کیا وہ اپنے آپ کو کافر ظاہر کر سکتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

جب کسی شخص کو واقعی اس حد تک مجبور کر دیا جائے تو اسے زبان سے کلمۂ کفر کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ایسی کیفیت میں گرفتار ہو جانے والے ہر شخص کے لیے عام ہے:

﴿ مَن كَفَرَ بِٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِهِۦٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُۥ مُطْمَئِنٌّۢ بِٱلْإِيمَٰنِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِٱلْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (النحل ۱۶/۱۰۶)

"جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔ سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ لیکن جس نے کھلے دل سے کفر اختیار کر لیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑی سزا ہے۔"

نص صریح میں اجتہاد منع ہے

سوال موجودہ دور کے بعض متدین نوجوان کہتے ہیں کہ آج کل عالم اسلام میں جو لوگ شرکیہ اعمال کا ارتکاب کر رہے ہیں' وہ سب کے سب یا ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ انھیں مشرک نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یا تو وہ بڑے بڑے جلیل القدر علماء ہیں جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ مثلاً غیر اللہ سے فریاد کرنا جائز ہے مثلاً امام سیوطی اور نبہانی وغیرہ۔ ان کا اجتہاد اگر صحیح ہو گا تو ان کو دگنا ثواب ملے گا اور ان سے اجتہاد میں غلطی بھی ہو گئی تو ایک ثواب تو ملے گا ہی۔ یا عوام ہیں جو علماء کی تقلید کرتے ہیں اور عوام زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتے ہیں اور جو کچھ ان کے لیے ممکن تھا' وہ فرض انہوں نے ادا کر دیا۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
غلطی کرنے والا اس وقت معذور سمجھا جاتا ہے جب وہ اجتہادی مسائل میں غلطی کرے جن میں غور و فکر کر کے نتیجہ نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مسئلہ نص صریح سے ثابت ہو اور وہ بدیہی طور پر دین کا ثابت مسئلہ سمجھا جاتا ہو اس میں غلطی کرنے والے کا یہ حکم نہیں ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۳۰۶)

کون سی کتب کا مطالعہ ناجائز ہے؟

سوال جہاں فلسفہ اور منطق کے علوم اور دوسرے ایسے نظریات پڑھائے جاتے ہوں جن میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا جاتا ہے کیا وہاں بیٹھنا جائز ہے؟ کیا یہ اس آیت کے ضمن میں تو نہیں آتا:

﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ ءَايٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِۦٓ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ﴾ (النساء٤/ ١٤٠)

"اور اللہ تعالیٰ تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرما چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کا انکار ہوتا سنو یا ان کا مذاق اڑایا جاتا سنو تو ان (لوگوں) کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات چیت میں مشغول نہ ہو جائیں۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے شمار ہو گے۔"

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
جب کوئی شخص عالم ہو اور اسے اپنے آپ پر اعتماد ہو' اسے یہ خطرہ نہ ہو کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے وہ دین کے بارے میں آزمائش میں پڑ جائے گا اور ان علوم کے مطالعہ سے اس کا مقصد ان کے غلط مسائل کی تردید اور حق کی تائید ہو' تو اس کے لیے ان کا مطالعہ جائز ہے۔ ورنہ فتنہ سے بچنے اور باطل اور اہل باطل سے دور رہنے کے لیے اسے ان کے مطالعہ سے بچنا چاہیے۔ (فتنہ کے اندیشہ کی صورت میں) ان علوم اور کتب کا مطالعہ حرام ہے اور ان علوم والوں سے میل جول بھی حرام ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

دین کی بنیاد پر محبت و نفرت

فتویٰ (۹۶۰۷)

جزیرۂ عرب میں مشرک و کافر کا داخلہ منع ہے

سوال کیا کسی مسلمان کے لیے (جزیرۂ عرب) میں ایک بے دین غیر مسلم شخص کو بطور خادم یا ڈرائیور ملازم رکھنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ جزیرۂ عرب میں کسی کافر کو بطور خادم یا ڈرائیور نوکر رکھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جزیرۂ عرب سے مشرکین کو نکالنے کا حکم دیا تھا اور ان کو ملازم رکھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے دور کیا ہم اسے قریب کریں اور جسے حضور ﷺ نے ناقابل اعتماد سمجھا ہم اسے امین سمجھیں۔ ان کو ملازم رکھنے سے دوسرے بھی بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۴۳۴۶)

اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی اختیار کرنا

سوال اس آیت کا کیا مطلب ہے ﴿ لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ﴾ (الممتحنة ۶۰/۱۳) (ان لوگوں سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے)؟ ان سے دوستی رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا ان کے پاس بیٹھنا' ان سے بات چیت کرنا اور ان سے ہلکا پھلکا ہنسی مذاق کرنا بھی "دوستی" میں شامل ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہودیوں اور دوسرے کافروں سے محبت' اخوت اور نصرت کا تعلق قائم کرنے اور انہیں اپنا ہم راز بنانے سے منع فرمایا ہے اگرچہ وہ لوگ مسلمانوں سے برسرپیکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ

مِّنْهُ﴾ (المجادلة۵۸/ ۲۲)

"جو لوگ اللہ پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں آپ انہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ خواہ وہ (مخالفت کرنے والے) ان (مومنوں) کے باپ' بیٹے' بھائی یا اقارب ہی ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح (جبرئیل علیہ السلام) کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ أُو۟لَآءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِٱلْكِتَٰبِ كُلِّهِۦ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا۟ عَضُّوا۟ عَلَيْكُمُ ٱلْأَنَامِلَ مِنَ ٱلْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا۟ بِغَيْظِكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١١٩﴾ إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا۟ بِهَا وَإِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾ (آل عمران۳/ ۱۱۸۔۱۲۰)

"اے اہل ایمان! اپنوں کو چھوڑ کر (بیگانوں کو) ہم راز نہ بناؤ۔ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑے رہو۔ ان کے منہ سے بغض کا اظہار ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لیے آیات واضح کر دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ تم وہ لوگ ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے۔ اور اگر تم ثابت قدم رہو اور تقویٰ پر کاربند رہو تو ان کی تدبیریں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام کاموں کو گھیر رکھا ہے۔"

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی نصوص قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ لیکن جو غیر مسلم' مسلمانوں سے برسرپیکار نہیں' ان سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کے بدلے بھلائی کرنے اور جائز ضروریات پوری کرنے سے (مثلاً خرید و فروخت اور تحفہ قبول کرنے سے) نہیں روکا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَّا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓا۟ إِلَيْهِمْ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ قَٰتَلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ وَظَٰهَرُوا۟ عَلَىٰٓ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ (الممتحنة۶۰/ ۸۔۹)

"جن لوگوں نے تم سے دین کی بنا پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا۔ ایسے لوگوں سے جو دوستی رکھیں گے وہی ظالم ہیں۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۳۵۵)

اپنے غیر مسلم ساتھیوں کے حقوق و فرائض

سوال ۴۷ ہمارے ساتھ کمپنیوں میں غیر مسلم یعنی ہندو، سکھ اور عیسائی وغیرہ کام کرتے ہیں۔ ان کے کیا حقوق ہیں؟ اور ہم پر ان کے بارے میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟ ہمیں ان کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنا چاہیئے کہ اس "دوستی" کا ارتکاب نہ ہو جو شریعت میں منع ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

آپ انہیں اسلام کی دعوت دیں، اچھی باتوں کی تلقین کریں، برے کاموں سے منع کریں، ان کے اچھے رویہ کا جواب اچھے رویہ سے دیں اور اچھے طریقے سے انہیں اسلام کی طرف مائل کریں۔ لیکن ان کے کفر اور گمراہی سے نفرت رکھیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۵۲۳)

کافروں سے دلی محبت رکھنا جائز نہیں

سوال ۴۸ میرا کاروبار اس نوعیت کا ہے کہ مجھے مسلم اور غیر مسلم سب کارکنوں سے ملنا جلنا پڑتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی کمرہ میں مسلم اور غیر مسلم افراد سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بعض اوقات ان کے ساتھ کھانا پینا بھی پڑتا ہے۔ بعض مسلمان افراد تو اسے معمول کی چیز سمجھتے ہیں اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ بعض مسلمان افراد کے بارے میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ اس لیے کرتے ہیں کہ اس طرح غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔ گزارش ہے کہ یہ مسئلہ محترم جناب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی خدمت میں پیش کریں تاکہ اس مسئلہ میں اسلام کا حکم معلوم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

کافروں سے دلی محبت رکھنا جائز ہے نہ اس قسم کا میل جول جس سے فتنہ پیدا ہو (یعنی مسلمان کے ایمان کو خطرہ ہو) باقی رہا ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا یا میل ملاقات رکھنا اور ان سے نیکی کرنا جس کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دلی طور پر محبت نہ ہو اور فتنے کا خطرہ نہ ہو۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ(۱۱۷۷)

مجبوری کی صورت میں کفار کے ساتھ رہنا

سوال ایک شخص موحد مسلمان ہے' صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور کسی قسم کا شرک نہیں کرتا۔ اس کے باوجود کافروں کے ساتھ رہائش رکھتا ہے' وہاں وہ اپنے دین کا واضح طور پر اظہار کر سکتا ہے نہ اپنا مقصد واضح کر سکتا ہے اور نہ ہی وہاں سے ہجرت کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایئے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر اس مومن کی کیفیت واقعتاً وہی ہے جو آپ نے بیان کی کہ وہ توحید کا اظہار کرنے سے عاجز ہے' اسلام کی تبلیغ کر سکتا ہے نہ اپنا مقصد واضح کر سکتا ہے' وہ کافروں کے درمیان رہائش پذیر ہے اور ہجرت کر کے ایسے ملک میں جانے سے قاصر ہے جہاں وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکے اور اسلام کی طرف بلا سکے' تو وہ معذور ہے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے۔ اسے جب بھی خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دینے کا موقع ملے' اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسے افراد مہیا فرما دے جو اس کی دعوت قبول کریں اور اس سے تعاون کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے کفر کے ملک سے مسلمانوں کے ملک کی طرف ہجرت کے موقعہ کی تلاش میں بھی رہنا چاہیئے۔ اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو تا کہ ان کے تعاون سے اسلامی شعائر کو قائم کر سکے۔

لیکن جو شخص مسلمانوں کے ملک کی طرف ہجرت کر سکتا ہے لیکن نہیں کرتا' وہ اسی حال میں مطمئن ہے کہ مغلوب ہو کر' یا چاپلوسی کر کے کافروں کے ملک میں رہتا رہے' اگرچہ اس کے دین کو نقصان ہی پہنچ رہا ہو تو ایسا شخص خود پر بھی زیادتی کرتا ہے' اسلام پر بھی اور مسلمانوں پر بھی۔ ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا۟ فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا۟ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا ۚ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ (النساء ٤/ ٩٧-٩٩)

"جن لوگوں کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں تو فرشتے ان سے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ وہ (فرشتے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے؟ یہی ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ انجام کی بری جگہ ہے۔ مگر وہ (سچ مچ) کمزور مرد' عورتیں اور بچے جو کوئی تدبیر نہیں کر سکتے نہ راستہ معلوم کر سکتے ہیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۶۸۴)

اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل

سوال کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل کیا ہے؟ کیا جو شخص کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کے منافی کام کرتا ہے وہ مسلمان شمار ہو گا اگرچہ نماز روزہ بھی کرتا ہو؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل یہ ہے کہ (آدمی) سچے دل سے اخلاص کے ساتھ شہادتین کا اقرار اور ان کے تقاضے کے مطابق عمل کرے۔ جس شخص میں یہ وصف موجود ہے وہ صاحب ایمان مسلمان ہے۔ جو منافق دل سے تصدیق نہیں کرتا اور اخلاص نہیں رکھتا تو وہ مومن نہیں اور جو شخص کلمہ پڑھتا ہے پھر ایسے کفریہ کام کرتا ہے جو سراسر اس کے منافی ہیں مثلاً فوت شدہ بزرگوں سے فریاد اور ان سے مشکل کشائی کی درخواست جیسے شرکیہ اعمال کرتا ہے یا اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے پر انسانوں کے بنائے ہوئے غیر شرعی قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے کو ترجیح دیتا ہے' یا قرآن مجید کا مذاق اڑاتا ہے' یا رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت کی تضحیک کرتا ہے' وہ کافر ہے خواہ وہ کلمہ پڑھتا ہو' نماز پڑھتا اور روزہ بھی رکھتا ہو۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
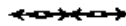
فتویٰ (۵۹۳۰)

مسیحیوں کو بھائی بنانا حرام ہے

سوال کیا ہم مسیحیوں کو بالکل اسی طرح اپنے بھائی سمجھ سکتے ہیں جس طرح مسلمانوں کو بھائی سمجھتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مسیحیوں کو بھائی بنانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ (المائدۃ ۵/ ۵۱)

"اے مومنو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہو گا۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات ۴۹/ ۱۰)

"(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے حقیقی اخوت صرف مومنوں کے لیے ثابت کی ہے۔ جناب رسول ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ وَلاَ يَكْذِبُهُ وَلاَ يَحْقِرُهُ»
''مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے' وہ اس پر ظلم نہیں کرتا' اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا' اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور اس کی تحقیر نہیں کرتا''۔[1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
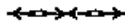
فتویٰ (۶۹۰۱)

غیر مسلمانوں سے دوستی کی حدود

سوال غیر مسلموں سے دوستی کی وہ حدود کون سی ہیں جہاں پہنچ کر ایک شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ اگر کسی نے مشرک کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا' یا ویسے اس کے پاس بیٹھ گیا' یا اس کی روشنی سے فائدہ اٹھالیا' یا اس کا قلم صحیح کر دیا' یا اسے دوات پکڑا دی' تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ ہم لوگ یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایک ملک میں رہتے ہیں' اس لیے اکثران کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا کام پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ فرمایئے کہ ''دوستی'' کی وہ کیا حدود ہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتی ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے کون سی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیا ''دوستی'' کا مسئلہ لا الہ الا اللہ کی شروط میں شامل ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
کافروں سے جس قسم کی دوستی کفر تک پہنچاتی ہے وہ یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی جائے۔ انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے کسی قسم کا معاملہ کرنا یا اسلام کی دعوت دینے کے لیے ان کے ساتھ میل جول رکھنا یا اسلام کی تبلیغ کے لیے ان کی مجلسوں میں جانا یا سفر کرکے ان کے ملک میں جانا اس ممنوعہ دوستی میں شامل نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
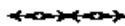
فتویٰ (۲۵۴۰)

اسلامی تشخص کسی حال میں مجروح نہ ہونے دیں

سوال محترم شیخ صاحب! میری بعض مسلمان بھائیوں سے بحث ہو گئی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ''گھانا'' میں بعض مسلمان یہود و نصاریٰ کی چھٹیوں کے مطابق چھٹیاں کرتے ہیں اور اسلامی چھٹیوں کی پروا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ جب یہودیوں

[1] مسند احمد ۲/ ۶۸' ۲۷۷' ۳۶۰۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۴۴۲' ۶۹۵۱' صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۵۸۰' ۲۵۶۴۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۹۳۔ جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۴۲۶' ۱۹۲۸۔

یا عیسائیوں کی عید کا دن ہوتا ہے تو اس دن مسلمانوں کے مدرسہ میں چھٹی کر دیتے ہیں اور جب مسلمانوں کی عید آتی ہے تو اسلامی مدرسہ میں چھٹی نہیں کرتے' وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم یہود و نصاریٰ کی چھٹیوں کی پیروی کریں گے تو وہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ محترم شیخ صاحب! آپ ہمیں یہ سمجھائیں کہ ان کا یہ کام دین اسلام میں صحیح ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) سنت یہی ہے کہ دین اسلام کے شعائر کو ظاہر کیا جائے اور انہیں فوقیت دی جائے۔ ان کا اظہار نہ کرنا رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔ صحیح حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ»

"میری سنت کو لازم پکڑو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرو' اسے مضبوطی سے داڑھوں سے پکڑ کے رکھو"

(۲) مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ کفار کی عیدوں میں شریک ہوں اور اس موقعہ پر خوشی کا اظہار کریں یا کسی دینی یا دنیوی کام کو معطل کر کے چھٹی کریں' کیونکہ اس طرح اللہ کے دشمنوں سے مشابہت لازم آتی ہے جو حرام ہے اور ان کے غلط کام میں تعاون ہوتا ہے' جو جائز نہیں ہے۔ صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»

"جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے' وہ انہی میں سے ہے۔" [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدۃ ۵/ ۲)

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو' گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب «اقْتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ» کا مطالعہ کریں۔ اس موضوع پر یہ کتاب بہت مفید ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۱۲۴)

غیر مذاہب کی رسومات میں شرکت کرنا

سوال اگر کسی مسلمان کو بدھ مذہب کے مردوں کو نذر آتش کرنے کی رسم میں شرکت کی دعوت دی جائے تو کیا

---

[1] مسند احمد ۲/ ۵۰' ۹۲' سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۰۳۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۵/ ۳۱۳۔ عبد بن حمید (منتخب) نیز دیکھئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم ۱/ ۲۳۶۔

وہاں جانا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لیے بدھ مت کے مردوں کو نذر آتش کرنے کی رسم میں شریک ہونا جائز نہیں' خواہ اسے دعوت دی جائے یا نہ دی جائے۔ کیونکہ اس سے ان کی غلط مذہبی رسم میں شرکت ہوتی ہے اور اس سے انہیں خوشی ہوتی ہے اور ان کے (کفریہ) عمل پر رضامندی کا اظہار ہوتا ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
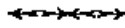
فتویٰ (۳۳۲۶)

یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرنا

سوال اس شخص کا کیا حکم ہے جو اپنے سکول میں ہفتہ اور اتوار کو چھٹی کرتا ہے اور جمعرات اور جمعہ کو تعلیم جاری رکھتا ہے؟ کیا ایسے شخص کا امام بن کر مسلمانوں کو نماز پڑھانا درست ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ہفتہ یا اتوار کو چھٹی کے لیے خاص کرنا' یا ان دونوں دنوں میں چھٹی کرنا جائز نہیں' کیونکہ اس میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے۔ کیونکہ یہودی ہفتہ کے دن چھٹی کرتے ہیں اور عیسائی اتوار کے دن اور ان کا مقصد ان دنوں کی تعظیم کرنا ہوتا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«بُعِثْتُ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ بِالسَّیْفِ حَتّٰی یُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»

"مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر مبعوث کیا گیا ہے تاکہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہو اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے اور میرے حکم کی مخالفت کرنے والے کے لیے ذلت اور رسوائی مقدر کر دی گئی ہے اور جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا' وہ انہی میں سے ہو گا۔"

اس حدیث کو امام احمد' ابو یعلیٰ' طبرانی' ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے فرمایا: "اس کی سند اچھی ہے۔" اس حدیث میں غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس ممانعت میں یہود و نصاریٰ کے ہر اس کام میں مشابہت شامل ہے جو ان کی امتیازی علامت ہے۔ ہفتہ کو چھٹی کرنا یہود کی اور اتوار کو چھٹی کرنا نصاریٰ کی امتیازی علامت ہے۔

جس شخص میں صرف یہی عیب ہو' اس کے لیے مسلمانوں کو نماز پڑھانا جائز ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے نصیحت کی جانی چاہئے اور اسے غیر مسلموں کے تہواروں وغیرہ میں ان سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کرنا چاہئے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۲۵۴)

گناہوں کے کاموں میں تعاون کرنا

سوال ارجنٹائن میں بعض قومی تقریبات منائی جاتی ہیں مثلاً جشن آزادی اور بعض مذہبی تقریبات عرب کے عیسائی گرجوں میں مناتے ہیں مثلاً عید الفصح اس قسم کی تقریبات میں عیسائی پادریوں کے استقبال کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمانوں کا ایسی تقریبات منعقد کرنا' یا ان میں حاضر ہونا یا عیسائیوں کے ساتھ ان میں شریک ہونا جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کے کاموں میں تعاون لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
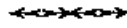
فتویٰ (۸۸۴۸)

عیسائیوں کی تقریبات میں شمولیت اختیار کرنا

سوال عیسائی ماہ دسمبر کے آخر میں کرسمس کے نام سے جو عید مناتے ہیں کیا مسلمان ان کے ساتھ اس تہوار میں شریک ہو سکتا ہے؟ ہمارے ہاں کچھ اہل علم مسیحیوں کی عید کے موقع پر ان کی مجالس میں شریک ہوتے اور اسے جائز کہتے ہیں' کیاان کی یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ کیاان کے پاس اس کے جواز کی کوئی شرعی دلیل موجود ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

عیسائیوں کے ساتھ ان کے تہواروں میں شریک ہونا جائز نہیں' اگرچہ اس میں بعض ایسے افراد بھی شریک ہوں جنہیں علماء سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کی تعداد میں اضافہ اور ان کے گناہ میں تعاون ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة٥/ ٢)

"اور نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون کرو' گناہ اور زیادتی میں باہم تعاون نہ کرو"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
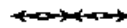
فتویٰ (۱۳۹۷)

ان رسومات میں شرکت جائز نہیں

سوال بدھ مذھب کے لوگ اپنے مردے کے لیے جو محفلیں برپا کرتے ہیں کیا مسلمان ان میں شریک ہو سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں کیا مندرجہ ذیل کام جائز ہیں:

(ا) مردے کے جسم کو نذر آتش کرنا۔

(ب) اس موقع پر حاضر ہونے کی صورت میں اس کے لیے چندہ دینا۔

(ج) میت کے گھر والوں کو سیاہ پھول پیش کرنا۔

(د) بازو پر سیاہ پٹی باندھنا یا گلے میں سیاہ ٹائی پہننا۔

(ہ) میت کے گھر جا کر اہل خانہ سے اظہار افسوس کرنا۔

جواب مندرجہ بالا امور میں سے کوئی کام بھی جائز نہیں۔ بلکہ ان کا ارتکاب حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح کافروں کے ساتھ ان کاموں میں شراکت ہوتی ہے اور ایسے کاموں میں ان سے تعاون ہوتا ہے جو اسلام میں جائز نہیں ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَوَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن حسن قعود' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۲۲۳۴)

چند متفرق سوالات

سوال براہ کرم مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

(۱) کیا شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ جائز ہے کہ مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک چھت کے نیچے عبادت کریں؟

(۲) کیا ایک عمارت میں اس طرح کرنا جائز ہے' جب کہ ہر مذہب والوں کے لیے عمارت کا الگ حصہ مخصوص ہو؟

(۳) دینی مسائل میں بحث و تمحیص اور افہام و تفہیم کے لیے مردوں اور عورتوں کے باہم میل جول کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟

(۴) کیا غیر مسلم ایسی عمارت کا بانی اور منتظم ہو سکتا ہے جسے مسجد بنانا مقصود ہو؟

(۵) کیا اس قسم کی عمارت کے لیے مسلمان مالی تعاون کر سکتا ہے؟

(۶) کیا غیر مسلم اسلامی منصوبوں مثلاً مساجد اور مدارس کے لیے مالی تعاون کر سکتے ہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) اسلامی شریعت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ الحمد للہ اس پر امت کا اجماع ہے۔ جو مسلمان یا غیر مسلم یہ سمجھتا ہے کہ یہودی بھی حق پر ہیں اور عیسائی بھی حق پر ہیں' اس کی یہ بات قرآن مجید' سنت رسول اکرم ﷺ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر یہ بات کہنے والا مسلمان کہلاتا ہے تو یہ بات کہنے کی وجہ سے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾ (الأنعام٦/١٩)

"فرما دیجئے .... اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ساتھ تمہیں بھی (اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے) ڈراؤں اور اسے بھی جس تک یہ پہنچے۔" نیز فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ﴾ (سبا٣٤/٢٨)

"ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے" اور فرمایا:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴾ (الفرقان٢٥/١)

"برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ (تمام) جہانوں کو ڈرانے والا بن جائے۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴾ (آل عمران۳/ ۸۵)

"جو شخص اسلام کے سوا (کوئی اور) دین چاہے' اس سے (وہ دین) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ قیامت کے دن خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا"۔ نیز فرمایا:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ ٱلْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقُرْءَانَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا۟ أَنصِتُوا۟ ۖ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا۟ إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا۟ يَٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَٰبًا أُنزِلَ مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَٰقَوْمَنَآ أَجِيبُوا۟ دَاعِىَ ٱللَّهِ وَءَامِنُوا۟ بِهِۦ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِىَ ٱللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُۥ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءُ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴾ (الأحقاف۴۶/ ۲۹ـ۳۲)

"اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت قرآن سننے کے لئے آپ کی طرف پھیر دی۔ جب وہ حاضر ہوئے تو بولے "خاموش ہو جاؤ۔" جب تلاوت ہو چکی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے جو اپنے سے پہلے (والی وحی) کی تصدیق کرتی ہے وہ حق کی طرف راہنمائی کرتی اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ' اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے محفوظ فرمائے گا اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور اسے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ملے گا' ایسے لوگ واضح گمراہی میں ہیں"۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴾ (الأعراف۷/ ۱۵۸)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔ نیز فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ فِى نَارِ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ ٱلْبَرِيَّةِ ﴾ (البينة۹۸/ ٦)

"اہل کتاب اور مشرکوں میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے' اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بدترین مخلوق ہیں"۔

صحیحین میں حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً»

"(پہلے زمانے) میں نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا' مجھے عمومی طور پر تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے" [1]

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلاَ نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»

[1] مسند احمد ج:۲ ص:۲۲۲' صحیح بخاری حدیث نمبر:۳۳۵' ۴۳۸' ۳۱۲۲۔ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۵۲۳۔ جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۵۵۳۔ نسائی (مجتبیٰ) ج:۱' ص:۲۱۰۔ سنن دارمی حدیث نمبر۱۳۹۶۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اس امت ❶ کا کوئی بھی یہودی یا عیسائی میرے متعلق سن لے' پھر اس (دین) پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے' وہ ضرور جہنمی ہو گا۔" ❷

(۲) اگر مسلمانوں کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ اپنے لئے عبادت کی ایک جگہ متعین کر کے اسے مسجد بنالیں اور وہ عمارت دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ مشترک نہ ہو' تو ایسا کرنا ضروری ہے' ورنہ جہاں ہو سکے وہاں اللہ کی عبادت ادا کر لیں اگرچہ مسلم اور غیر مسلم ایک ہی چھت کے نیچے عبادت کرتے ہوں۔ خواہ وہ جگہ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو یا نہ ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن٦٤/١٦)

جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرو"۔

(۳) مردوں اور عورتوں کا اختلاط بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس بارے میں جناب مفتی شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ صادر فرمایا تھا' جو یہاں نقل کیا جاتا ہے:

مردوں اور عورتوں کے باہم میل جول کی تین حالتیں ہیں:

(۱) عورتوں کا اپنے محرم مردوں کے ساتھ ملنا جلنا۔ اس کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲) عورتوں کا اجنبی مردوں سے بری نیت رکھتے ہوئے میل جول رکھنا' اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(۳) عورتوں کا اجنبی مردوں سے درسگاہوں' دکانوں' دفتروں' ہسپتالوں اور مخلوط محفلوں میں ملنا۔ اصل میں یہی وہ صورت ہے جس کے متعلق سائل یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس کیفیت میں وہ ایک دوسرے کے لئے فتنے کا باعث نہیں بنتے۔ اس کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ہم اجمالی طور پر بھی جواب دیں گے اور تفصیلی طور پر بھی۔

مختصر جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو قوی بنایا ہے اور ان کی فطرت میں عورتوں کی طرف میلان رکھ دیا ہے۔ عورتوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کی طرف میلان رکھا ہے اور اس کے ساتھ ان میں کمزوری اور نرمی کی خصوصیت رکھی ہے۔ جب دونوں آپس میں ملیں گے تو اس سے ایسے اثرات مرتب ہوں گے جن کا نتیجہ ناجائز مقاصد کے حصول کی صورت میں نکلے گا۔ کیونکہ نفس برائی کا حکم دیا کرتا ہے اور نفسانی خواہش انسان کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے اور شیطان برائی اور فحش کام کا حکم دیتا ہے۔

تفصیلی جواب یہ ہے کہ شریعت کی بنیاد کچھ مقاصد اور ان مقاصد کے حصول کے ذرائع پر رکھی گئی ہے اور کسی مقصد تک پہنچانے کے لئے جو ذریعہ اختیار کیا جائے اس کا حکم وہی ہے جو مقصد کا حکم ہے۔ عورتوں سے مردوں کی حاجت پوری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ دروازے بند کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے ہر مرد ہر عورت سے اور ہر عورت ہر مرد سے تعلق قائم کر سکے۔ قرآن وحدیث کے مندرجہ ذیل دلائل سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی۔

قرآن مجید سے اس کے چھ دلائل پیش خدمت ہیں:

---

❶ یعنی جن لوگوں کی رہنمائی کے لئے حضور علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا ہے۔ اس میں زمانۂ بعثت سے لے کر قیامت تک کے تمام مسلم اور غیر مسلم افراد شامل ہیں۔

❷ مسند احمد ج:۲' ص:۳۱۷' ۳۵۰' ج:۲' ص:۳۹۶' ۳۹۸۔ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۵۳۔ ابن مردویہ بحوالہ درمنثور ج:۳' ص:۳۲۵۔ مستدرک حاکم ج:۲' ص: ۳۴۲۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَرَٰوَدَتْهُ ٱلَّتِى هُوَ فِى بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِۦ وَغَلَّقَتِ ٱلْأَبْوَٰبَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ رَبِّىٓ أَحْسَنَ مَثْوَاىَ ۖ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴾ (یوسف ۱۲/ ۲۳)

"اور اسے (یوسف علیہ السلام کو) اس عورت نے اس کی ذات کے متعلق بہکایا جس (عورت) کے گھر میں وہ تھا اور اس (عورت) نے (تمام) دروازے بند کر لئے اور کہا: "آجا۔" اس نے کہا: "اللہ کی پناہ' وہ میرا مالک ہے' اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا' حقیقت یہ ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہوتے۔"

اس آیت سے دلیل اس طرح بنتی ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی کا یوسف علیہ السلام سے میل جول ہوا' تو اس کے نتیجے میں اس کے دل کے پوشیدہ جذبات ظاہر ہو گئے۔ اسی لئے اس نے آپ سے جنسی عمل کا مطالبہ کر ڈالا۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھا۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

﴿ فَٱسْتَجَابَ لَهُۥ رَبُّهُۥ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴾ (یوسف۱۲/ ۳٤)

"پس اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس نے عورتوں کی (بری) تدبیر کو اس سے دور ہٹا دیا۔ بے شک وہ (اللہ) سننے والا جاننے والا ہے"۔

اسی طرح جب مردوں کا عورتوں سے میل جول ہوتا ہے تو دونوں جنسوں سے ہر فرد دوسری جنس کے پسندیدہ فرد کو منتخب کر لیتا ہے' پھر اس کے حصول کے لئے تمام (جائز وناجائز) طریقے اختیار کرتا ہے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے مردوں کو بھی نظر نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے اور عورتوں کو بھی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ ﴾ (النور۲٤/ ۳۰-۳۱)

"(اے پیغمبر!) مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں......"

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے اور امر (حکم) سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ ان کیلئے پاکیزگی کا باعث ہے۔ شارع علیہ السلام نے محض اچانک نظر پڑ جانے کی صورت میں نرمی فرمائی ہے۔ مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

«يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ»

"اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈال۔ تجھے صرف پہلی نظر کی اجازت ہے' دوسری کی نہیں۔" [1]

امام حاکم نے یہ حدیث بیان کر کے فرمایا "یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسے بخاری و مسلم نے روایت نہیں کیا" امام ذہبی نے تلخیص میں اس کی موافقت کی ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نظر نیچی رکھنے کا حکم اسی لئے دیا ہے کہ غیر محرم عورتوں پر نظر ڈالنا بدکاری میں شامل ہے۔ حضرت

---

[1] مستدرک حاکم ج:۲' ص:۱۹۴' مسند احمد حدیث نمبر:۱۳۶۹' ۳۵۳/۳ ج:۵' ص: ۳۵۳' ۳۵۷' سنن ابو داوٴد حدیث نمبر:۲۱۴۹' ترمذی حدیث نمبر:۲۷۷۷۔ سنن بیہقی ۸۰/۷ سنن دارمی ۲۹۸/۲ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۴/۲

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«العَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الاسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطْوُ»

"آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا بات چیت کرنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔" ❶

یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ اس حرکت کو اس لئے بدکاری کا نام دیا گیا ہے کہ مرد نے عورت کے حسن وجمال پر نظر ڈال کر نفس امارہ کی ایک خواہش پوری کی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس عورت کا تصور اس کے دل میں جاگزیں ہو جائے گا' پھر وہ اس سے بدکاری کرنے کی کوشش کرے گا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب شارع علیہ السلام نے عورت کو دیکھنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ اس سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے' تو عورتوں سے میل جول بھی ممنوع ہونا چاہیئے کیونکہ یہی وجہ وہاں بھی پائی جاتی ہے۔ اختلاط کے نتیجے میں بد نظری پیدا ہوتی ہے جس کے بعد اس کے بدتر مرحلے کی کوشش شروع ہو جاتی ہے اور اس کا وہ نتیجہ نکلتا ہے جو ہر لحاظ سے مذموم ہے۔

تیسری دلیل: گذشتہ سطور میں دلائل بیان کئے جاچکے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ لہٰذا اسے اپنا تمام بدن چھپا کر رکھنا چاہیئے۔ اگر بدن کا کچھ حصہ ظاہر ہوا تو اس پر نظر پڑے گی جس کی وجہ سے مرد کے دل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو گا پھر اسے حاصل کرنے کے ذرائع اختیار کئے جائیں گے اور یہی نتائج اختلاط کے بھی ہیں' لہٰذا وہ بھی ممنوع ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ﴾ (النور ٢٤/ ٣١)

"عورتیں (چلتے ہوئے زمین پر) پاؤں نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت معلوم ہو جائے جسے وہ چھپاتی ہیں۔"

وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زمین پر پاؤں مارنے سے منع کیا ہے حالانکہ یہ کام فی نفسہ جائز ہے لیکن اس لئے منع کر دیا کہ مرد پازیب کی آواز نہ سنیں اور ان کے دلوں میں شہوانی خیالات پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط بھی منع ہے کیونکہ اس سے ناگفتہ بہ خرابی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

پانچویں دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴾ (الغافر ٤٠/ ١٩)

"وہ خیانت کرنے والی آنکھ کو بھی جانتا ہے اور (وہ خیالات جو) سینوں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں (انہیں بھی جانتا ہے۔)"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: "بسا اوقات کوئی شخص دوسرے کے گھر میں (کسی کام سے) داخل ہوتا ہے اور گھر والوں میں کوئی خوش شکل خاتون بھی ہوتی ہے' وہ ان کے پاس

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۶۲۴۳' صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۶۵۷۔ سنن ابو داؤد حدیث نمبر ۲۱۵۲۔ مسند احمد ج: ۲' ص: ۲۷۶' ۳۱۷' ۳۲۹' ۳۴۴' ۳۷۲' ۳۵۹' ۴۱۱' ۵۲۸' ۵۳۵۔

سے (اپنے گھریلو کام کے سلسلے میں) گزرتی ہے' جب دوسرے افراد کی توجہ اس شخص کی طرف نہیں ہوتی تو' وہ اس (عورت) کی طرف دیکھ لیتا ہے۔جب دوسرے متوجہ ہوتے ہیں تو اس کی طرف سے نظر ہٹا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کی کیفیت جانتا ہے جس میں اعضائے مستورہ پر نظرڈالنے کی خواہش موجود ہے اور یہ تمنا بھی کہ اگر موقع مل جائے تو اس سے برائی کا ارتکاب کرلے۔"

اس آیت میں دلیل اس طرح ہے کہ جو شخص چوری چوری ان عورتوں کو دیکھتا ہے جن پر نظرڈالنا اسے جائز نہیں تو' اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو "خیانت کرنے والی" قرار دیا ہے۔ پھر بے حجاب ملاقات کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

چھٹی دلیل: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں میں ٹک کر بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ وَقَرْنَ فِى بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٣٣)

"اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ جاہلیت کی طرح اپنی زینت نہ دکھاتی پھرو۔"

استدلال اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی مقدس و پاکیزہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ اصول فقہ کا یہ مسلمہ قانون ہے کہ اس طرح کے خطاب کا حکم سب کے لئے عام ہوتا ہے الا یہ کہ کوئی دوسری دلیل یہ ظاہر کر رہی ہو کہ یہ حکم خاص افراد کے لئے ہے اور مذکورہ بالا آیت میں تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ تو جب عورتوں کو بغیر کسی مجبوری کے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں بلکہ انہیں گھروں میں ٹھہری رہنے کا حکم ہے تو پھر مردوں سے اختلاط کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ خصوصاً موجودہ حالات میں جب کہ عورتوں میں سرکشی' بے حیائی اور اجنبی مردوں کی موجودگی میں بے پردگی عام ہو گئی ہے اور خاوندوں اور سرپرستوں کی طرف سے روک ٹوک بہت کم ہو چکی ہے۔ اس مسئلہ میں حدیث نبوی سے بہت سے دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ہم صرف دس دلائل پر اکتفا کریں گے۔

(ا) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مسند" میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام حمید رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے ساتھ (باجماعت) نماز ادا کرنا پسند کرتی ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا:

«قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلاَةَ مَعِي وَصَلاَتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاَتِكِ فِي حُجْرَتِكِ وَصَلاَتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاَتِكِ فِي دَارِكِ وَصَلاَتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاَتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلاَتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاَتِكِ فِي مَسْجِدِي»

"مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو۔ تمہارا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر میں نماز پڑھنا تمہارے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا اپنے قبیلے (یا محلے) کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔" راوی کہتے ہیں کہ "انہوں نے گھر کی سب سے دور والی اور تاریک کوٹھڑی میں نماز کی جگہ بنوائی' اللہ کی قسم! وفات تک وہ وہیں نماز پڑھتی رہیں"[1]

---

[1] مسند احمد ج:۶' ص:۳۷۱

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح" میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ أَحَبَّ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ إِلَى اللهِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً»

"اللہ تعالیٰ کو عورت کی وہ نماز سب سے زیادہ پسند ہے جسے وہ گھر میں سب سے تاریک جگہ میں ادا کرے" [1]

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے مسجد کی نسبت گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

ان حدیثوں سے مذکورہ بالا مسئلہ کی دلیل اس طرح بنتی ہے کہ جب شریعت نے اسے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور گھر میں اس کی نماز مسجد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نماز سے افضل قرار دی ہے۔ پھر کسی اور کام کے لئے اسے مردوں سے میل جول رکھنا تو بدرجہ اولیٰ منع ہو گا۔

(۲) امام مسلم' ترمذی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا» (رواه مسلم)

"مردوں کی بہترین صف پہلی (سب سے آگے والی) ہے اور بدترین (کمی) صف پچھلی (پیچھے والی) ہے اور عورتوں کی سب سے بہترین صف پچھلی ہے اور ان کی بدترین (کمی) صف اگلی ہے۔" امام ترمذی نے یہ حدیث بیان کر کے فرمایا: "یہ حدیث صحیح ہے" [2]

وجہ دلالت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ مسجد میں آئیں تو مردوں سے الگ جگہ پر نماز پڑھیں۔ پھر ان کی اگلی صف کو بدترین اور پچھلی صف کو بہترین قرار دیا کیونکہ پیچھے والی عورتیں مردوں سے زیادہ دور ہوتی ہیں' انہیں دیکھنے سے زیادہ محفوظ ہوتی ہیں' اس طرح مردوں کی حرکات دیکھ کر اور آوازیں سن کر انکے دلوں کے ان کی طرف متوجہ ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ جب کہ ان کی اگلی صفوں کی کیفیت اس کے برعکس ہوتی ہے اور جب مسجد میں عورتیں موجود ہوں تو مردوں کی پچھلی صفوں کو بری صفیں اسی لئے قرار دیا گیا کہ ایک تو وہ امام کے قرب سے اور آگے بڑھنے سے محروم ہوتے ہیں' دوسرے اس لئے کہ پچھلی صفوں میں وہ عورتوں سے قریب ہوتے ہیں' جن کی وجہ سے مردوں کے دل ادھر مشغول ہو سکتے ہیں' اس طرح نیت اور خشوع میں فرق آجاتا ہے اور بسا اوقات تو عبادت بالکل تباہ ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کی جگہ میں بھی اس قسم کی باتوں کا خطرہ تھا حالانکہ وہاں مردوں اور عورتوں میں اختلاط نہیں ہوتا' بلکہ وہ ایک دوسرے سے صرف قریب ہی ہوتے ہیں تو پھر جہاں اختلاط واقع ہو رہا ہو' وہاں کیا حال ہو گا؟

---

[1] صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر: ۱۶۸۹' ۱۶۹۱' ۱۶۹۲' صحیح ابن حبان حدیث نمبر: ۲۲۱۷' مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۲ ص: ۳۸۲' ۳۸۵۔ معجم طبرانی ج: ۲' ص: ۳۵۔

[2] صحیح مسلم حدیث نمبر: ۴۴۰' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۶۷۸' جامع ترمذی حدیث نمبر: ۲۲۴' سنن مجتبیٰ نسائی حدیث نمبر: ۸۲۱' سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۱۰۰۰' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۶۹۳' سنن دارمی حدیث نمبر: ۱۲۷۲۔

(۳) صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

«إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلاَ تَمَسَّ طِيبًا»

"تم میں سے کوئی عورت جب مسجد میں آئے تو خوشبو کو ہاتھ نہ لگائے۔" ❶

سنن ابی داوٗد' مسند امام احمد اور مسند امام شافعی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لاَ تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلاَتٌ»

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں (میں آنے) سے منع نہ کرو' لیکن وہ خوشبو لگائے بغیر آئیں۔" ❷

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ابن دقیق العید فرماتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عورت مسجد میں جانا چاہتی ہو اسے خوشبو استعمال کرنا حرام ہے' کیونکہ اس سے مردوں کے صنفی جذبات کو انگیخت ہوتی ہے اور بسااوقات اس سے عورتوں میں بھی صنفی جذبات بیدار ہونے کا خطرہ ہوتا ہے...." اس کے بعد فرماتے ہیں: "اس قسم کی دوسری چیزوں کا حکم بھی خوشبو والا ہی ہوگا' مثلاً عمدہ لباس اور وہ زیور جس کی موجودگی کا دوسروں کو احساس ہو اور فاخرانہ ہیئت۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے "مردوں سے اختلاط کا بھی یہی حکم ہے (یعنی حرام ہے۔)" خطابی نے معالم السنن میں فرمایا: "تفل" کا مطلب ناپسندیدہ بو ہے اور جب عورت نے خوشبو نہ لگائی ہو تو اسے تفلہ کہتے ہیں (اور جمع کے لئے کہتے ہیں) "نساء تفلات" ❸ (حدیث میں یہی لفظ آیا ہے)

(۴) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ» (رواه الترمذي في كتاب الأدب)

"میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ کوئی نہیں چھوڑا" ❹

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے لئے فتنہ قرار دیا ہے۔ پھر فتنہ میں ڈالنے والی چیز اور فتنہ میں پڑنے والے شخص کو کس طرح ایک جگہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے؟ یہ بالکل جائز نہیں۔

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»

---

❶ مسند احمد ج:۶' ص:۳۶۳۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۴۴۳۔ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر:۱۶۸۰۔ صحیح ابن حبان حدیث نمبر:۲۱۲۱' ۲۱۵۔

❷ مسند احمد ج:۲' ص:۴۷۵' ج:۵' ۱۹۲' ۱۹۳۔ سنن ابی داوٗد حدیث نمبر:۵۶۵۔ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر۱۶۷۹۔ سنن دارمی حدیث نمبر ۱۲۸۲۔ صحیح ابن حبان حدیث نمبر:۲۲۱۱' ۲۲۱۴۔

❸ احکام الاحکام ج:۲' ص:۱۳۹۔

❹ مسند احمد ج:۵' ص:۲۰۰' ۲۱۰۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۵۰۹۶۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۷۴۰' ۲۷۴۱۔ سنن کبریٰ نسائی بحوالہ تحفۃ الاشراف ۷۹/۱۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر۳۹۹۸۔ سنن بیہقی ج:۷' ص:۹۱۔ جامع ترمذی حدیث نمبر۲۷۸۰۔

"بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے (پہلی قوموں کی جگہ تمہیں آباد کرے گا) پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ لہٰذا دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو' کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں کے ذریعے ہی ہوئی تھی۔" ❶

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے بچنے کا حکم دیا ہے اور "امر" کے صیغہ سے "وجوب" ثابت ہوتا ہے۔ پھر اختلاط کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کس طرح ممکن ہے؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ اختلاط جائز نہیں۔

(۶) امام ابو داؤد نے "سنن" میں اور امام بخاری نے "الکنیٰ" میں اپنی اپنی سند سے حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث اس وقت سنی جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں مرد اور عورتیں مل جل کر چلنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

«اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ»

"پیچھے رہو' تمہارے لئے مناسب نہیں کہ راستے کے درمیان چلو' تم راستے کے کناروں پر چلا کرو"

(اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ) ہر عورت دیوار سے لگ کر چلتی تھی' حتیٰ کہ دیوار سے بہت قریب چلنے کی وجہ سے (بسا اوقات) کپڑا دیوار میں اٹک جاتا۔" ❷ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد کی روایت کے ہیں۔ ابن الاثیر النہایہ فی غریب الحدیث میں کہتے ہیں "يحققن الطريق ان يركبن حقها وهو وسطها" تحققن الطریق کا مطلب یہ ہے کہ درمیان راستے سے چلیں۔

وجہ دلالت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو راستہ چلتے ہوئے بھی مردوں سے الگ ہو کر چلنے کا حکم دیا کیونکہ دوسری صورت میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ پھر دوسرے مقامات پر اختلاط کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

(۷) سنن ابو داؤد طیالسی اور دوسری کتب حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی تو ایک دروازہ عورتوں کے لئے خاص کر دیا اور فرمایا:

«لا يلج من هذا الباب من الرجال احد» "اس دروازے سے کوئی مرد داخل نہ ہو"

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ» "عورتوں کے دروازے سے مسجد میں داخل نہ ہوا کرو" ❸

وجہ دلالت اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت بھی مردوں اور عورتوں کو باہم ملنے کی اجازت نہیں دی اور مسجد کے دروازوں میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ شریک نہیں رہنے دیا تاکہ اختلاط کا سد باب ہو جائے۔ تو جب اس حالت میں بھی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے میل جول منع ہے تو دوسرے مقامات پر بدرجہ اولیٰ منع ہو گا۔

---

❶ مسند احمد ج:۳' ص:۱۹' ۲۲' ۶۱۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۴۲۔ سنن بیہقی ج:۷' ص:۹۱۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۱۹۱۔ سنن ابن ماجہ نمبر:۴۰۰۰۔ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر:۱۴۹۹۔

❷ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۵۲۷۲۔

❸ التاریخ الکبیر ج:۱' ص:۶۰۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۶۲' ۵۷۱۔ سنن طیالسی حدیث نمبر:۱۸۲۹۔

(۸) صحیح بخاری میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا»

"جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو حضور علیہ السلام کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ جاتیں اور نبی کریم ﷺ کچھ دیر اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما رہتے۔" ❶

صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سلام پھیر لیتے تو عورتیں (مسجد سے) چلی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے اٹھنے سے پہلے اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتی تھیں۔

صحیح بخاری کی ہی تیسری روایت میں ہے کہ "وہ جب فرض نماز سے سلام پھیرتی تھیں تو اٹھ کھڑی ہوتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد (کچھ دیر) بیٹھے رہتے جب تک اللہ چاہتا۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھتے تب مرد بھی اٹھ کھڑے ہوتے۔

اس حدیث سے دلیل اس طرح بنتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعہ اختلاط سے منع فرمایا اور اس طرح سے واضح فرمایا کہ دوسرے مقامات پر بھی مرد وزن کا اختلاط منع ہے۔

(۹) امام طبرانی نے اپنی کتاب "معجم کبیر" میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ»

کسی کے سر میں لوہے کی سوئی ماری جائے تو وہ اس کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے جائز نہیں"۔ ❷

امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی شیخین کے راوی ہیں۔ منذری نے "الترغیب والترہیب" میں فرمایا ہے: "اس کے راوی ثقہ ہیں۔"

(۱۰) طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَأَنْ يَزْحَمَ رَجُلٌ خِنْزِيرًا مُتَلَطِّخًا بِطِينٍ وَحَمَأَةٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَزْحَمَ مَنْكِبُهُ مَنْكِبَ امْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ»

"اگر کوئی آدمی مٹی اور کیچڑ میں لتھڑے ہوئے خنزیر سے آلودہ ہو جائے تو بہتر ہے' اس بات سے کہ اس کا کندھا کسی غیر محرم عورت کے کندھے سے لگے" ❸

ان دونوں حدیثوں سے یہ مسئلہ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو غیر محرم عورت کے چھونے سے منع کیا ہے' خواہ درمیان میں کوئی (کپڑا وغیرہ) حائل ہو یا نہ ہو (اور عورت کے جسم کو براہ راست ہاتھ یا کندھا وغیرہ لگے) کیونکہ اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسی بنیاد پر غیر محرم مرد عورت کا باہم ملنا جلنا بھی منع ہو گا۔

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۸۴۹' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۱۰۴۰۔ سنن نسائی ج: ۳' ص: ۶۷۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۹۱۹۔

❷ معجم کبیر طبرانی ۲۰/ ۲۱۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۴/ ۳۴۱۔

❸ طبرانی۔ دیکھئے مجمع الزوائد ۴/ ۳۲۶۔ اس کی سند میں ایک راوی علی بن یزید سخت ضعیف ہے۔

مذکورہ بالا دلائل پر غور کرنے سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ دعویٰ درست نہیں کہ اختلاط سے فتنہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ صرف بعض لوگوں کا قصور ہو سکتا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے شارع ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تاکہ خرابی کی بنیاد ختم ہو جائے۔ یہ حکم وہاں نہیں ہو گا جہاں مجبوری ہو یا سخت ضرورت ہو اور جو عبادت کی جگہ میں ہو جیسے حرم مکی اور حرم مدنی میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ گمراہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ مسلمانوں کی ہدایت میں اضافہ فرمائے اور حکمرانوں کو اچھے کام کرنے' برے کاموں سے روکنے اور کم عقلوں پر کنٹرول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(۴) غیر مسلم ایسی عمارت بنا سکتا ہے جسے مسلمان مسجد کے طور پر استعمال کریں۔ اگر اس کا انتظام مسلمان کے ہاتھ میں ہونا ممکن ہو تو لازماً ایسے ہی ہونا چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر جس نے اسے تعمیر کیا ہے وہی اس کا انتظام بھی کر سکتا ہے اگرچہ وہ غیر مسلم ہو۔

(۵) مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ کے سوا دوسرا مال مسجدیں تعمیر کرنے یا دوسرے خیراتی پروگراموں میں خرچ کرے' یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ البتہ زکوٰۃ کا مال صرف انہی آٹھ جگہوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں۔

(۶) غیر مسلموں کے لئے درست ہے کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور مدرسوں وغیرہ پر خرچ کریں بشرطیکہ اس سے فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
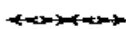
فتویٰ (۲۶۷۷)

ذمی کے ساتھ تعلقات رکھنے کا طریقہ

سوال ذمی کے ساتھ تعلقات رکھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیا ہم ان کے ساتھ معمول کے تعلقات رکھ سکتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ایک مسلمان کے ذمی کے ساتھ تعلقات رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پورا کیا جائے۔ اس کی دلیل متعدد آیات واحادیث ہیں جن میں سے اہل ذمہ سے کیا ہوا عہد پورا کرنے اور ان سے عدل وانصاف پر مبنی رویہ رکھنے کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓاْ إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴾ (الممتحنة ٦٠/٨)

"جن لوگوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نیکی کرنے اور ان سے انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ یقیناً نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

عام حالات میں ذمی کے ساتھ نرمی اور احسان کرنا چاہیے۔ صرف ان کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے شریعت نے منع کیا

ہے' مثلاً اسے سلام کہنے میں پہل نہ کی جائے' اس سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جائے۔ مسلمان کے ترکہ میں سے اسے حصہ نہ دیا جائے اور اس طرح کے دوسرے امور جن کے بارے میں صراحت سے ممانعت وارد ہے' ان سے پرہیز کیا جائے۔ تفصیل کے لئے علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی کتاب "احکام اھل الذمہ" اور دوسرے علماء کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
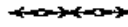
فتویٰ (۲۵۴۱)

کافروں سے دوستی رکھنے والے رشتہ داروں سے میل جول رکھنا

سوال کیا ان رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے جانا درست ہے جو کافروں سے محبت رکھتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر ملاقات کے لئے جانے والا انہیں نصیحت کرے' انہیں کافروں سے محبت ترک کرنے کی ترغیب دلائے اور انہیں بتائے کہ شریعت میں مومنوں سے دوستی اور کافروں سے بے تعلقی رکھنے کا کیا مطلب ہے' تاکہ انہیں اس مسئلہ میں اپنے فرض کا علم ہو جائے اور امید ہو کہ وہ اپنے دین کے احکام پر پختگی سے عمل کرنے لگیں گے اور غلط کام چھوڑ دیں گے' تو اس حالت میں ان سے ملاقات کے لئے جانا جائز ہے۔ بلکہ بسا اوقات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ان سے ملاقات کرنا واجب ہوتا ہے' رشتہ داروں کے بارے میں یہ کام کرنا زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ان سے صلہ رحمی بھی ضروری ہے اور شریعت کے احکام سے واقف کرنا بھی۔ البتہ اگر کوئی شخص ان سے ملاقات کے وقت یہ فرض سرانجام نہیں دیتا تو اس کے لئے ان سے ملنے جانا جائز نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
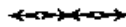
فتویٰ (۸۰۹۷)

عیسائیوں سے تعلق رکھنے کے لئے شرط

سوال جہاں ہم کام کرتے ہیں وہاں بعض عرب عیسائی بھی کام کرتے ہیں۔ کبھی کبھار وہ ہمیں ملاقات کی دعوت دیتے ہیں۔ تو کیا ہم ان سے ملاقات کے لئے جا سکتے ہیں؟ اور کیا ہم انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دے سکتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر آپ ان کے گھر ان سے ملنے کے لئے اس مقصد سے جاتے ہیں' یا انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت اس مقصد سے دیتے ہیں کہ انہیں اسلام کی دعوت دے سکیں اور ان کو نصیحت کر سکیں تو اسلام کی طرف بلانا ایک عظیم مقصد ہے۔ انہیں دعوت دینا یا ان کے مقام پر انہیں ملنے جانا اس عظیم مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور ذرائع کا حکم وہی ہوتا ہے جو مقاصد کا ہوتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
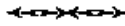
فتویٰ (۵۷۴۱)

مشرکین کے ہاں قیام کرنے کی صورت

سوال کیا مزاروں کو ماننے والے اور غیر اللہ کے لئے جانور قربان کرنے والے مشرکوں میں سے کسی عورت کے گھر رات رہنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
مزاروں والے اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے مشرک کے ہاں رات گزارنا جائز نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے وہ اس پر اثر انداز ہو اور اسے شرک کی طرف بلائے۔ البتہ اس وقت جائز ہے جب مجبوری ہو یا وہاں رہنے میں اسے یہ فائدہ محسوس ہوتا ہو کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ (کے دین) کی طرف بلائے گا اور شرک سے بچنے پر آمادہ کرے گا۔ شاید اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمائے اور حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۵۸۵۵)

عیسائیوں سے میل جول کے بارے میں چند اہم سوالات

سوال ہم لوگ آسٹریلیا میں رہتے ہیں اور یہ ملک سیکولر اور لادینی ہونے کا مدعی ہے۔ یہاں ہر مذہب والوں کو کسی بھی قسم کا عقیدہ رکھنے کی آزادی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کے ذرائع ابلاغ یعنی ریڈیو اور ٹی وی پر عیسائیوں اور یہودیوں کا تسلط ہے۔ کوئی بھی شخص اگر غور کرے تو یہ چیز واضح طور پر نظر آئے گی۔ یہاں مسلمانوں کی تعداد کل آبادی کا بتیسواں حصہ (۱/۳۲) ہے۔ ہم مسلمانوں کو بسا اوقات ان کے مراکز اور عبادت گاہوں میں جانا پڑتا ہے۔ کبھی کبھی کسی غیر مسلم دوست یا افسر کے جنازہ میں بھی جانا پڑتا ہے کیونکہ ڈیوٹی کے حالات اور ذمہ داریوں کا تقاضا ہوتا ہے۔ بسا اوقات کوئی غیر مسلم ہمارے گھر آتا ہے اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو وہ یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مسجد کو اندر سے گھوم پھر کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ وہ اسلامی آداب کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں آئیں گے۔ مثلاً جوتے اتار کر داخل ہوں گے اور عورتیں سر ڈھانپ کر آئیں گی) لہٰذا ارشاد فرمایئے کہ مندرجہ ذیل امور میں شرعی طور پر کیا حکم ہے؟

(۱) ہمارا ان کے گھروں میں داخل ہونا۔

(۲) ہمارا ان کے مذہبی کاموں میں حاضر ہونا۔

(۳) تجارت وغیرہ کے معاملات میں ان کے ساتھ شریک ہونا۔

(۴) ان کا ہمارے گھروں میں داخل ہونا۔

(۵) ان کا ہماری عبادت گاہوں میں داخل ہونا۔

(۶) کیا وہ ہماری مسجدوں میں تقریر کر سکتے ہیں؟
(۷) کیا وہ ہماری تقریبات میں مسجد سے باہر لیکچر ہال میں تقریر کر سکتے ہیں؟
(۸) کیا یہ جائز ہے کہ ہم یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایک عام اجتماع میں شریک ہوں جسے حکومت آسٹریلیا یا حکومت کا کوئی ادارہ منعقد کرتا ہے اور کوئی ایک خاص موضوع متعین کیا جاتا ہے جس پر ہر مقرر اپنے مذہب کی روشنی میں تقریر کرتا ہے۔ مثلاً "مذاہب میں امن و سلامتی" "مذاہب میں رحمت کا تصور" اور "مذاہب میں عبادت کا مطلب" وغیرہ۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) آپ تالیف قلب کے لئے' وعظ و نصیحت کے لئے اور دوسرے دینی مصالح کے پیش نظر ان کے گھروں میں جاسکتے ہیں۔ محبت اور ولاء کے جذبہ کے تحت نہیں جاسکتے۔

(۲) ان کے مذہبی رسم و رواج میں شریک ہونا جائز نہیں' کیونکہ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم انہیں صحیح سمجھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں' اس کے علاوہ اس سے ان کی مذہبی تقریبات کی رونق بڑھتی ہے' جو درست نہیں۔

(۳) جائز تجارتی معاملات میں ان کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے جب کہ مسلمان کو یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ ان کے ناجائز تجارتی معاملات میں شریک ہوجائے گا' مثلاً سود' جوا اور بیع غرر اور دھوکا فریب وغیرہ۔ لیکن تجارت میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح ہم شکوک و شبہات اور حرام کے ارتکاب کے خطرہ سے محفوظ رہیں گے۔

(۴) ہم انہیں اپنے گھروں میں آنے کی اجازت دے سکتے ہیں' بشرطیکہ فتنہ کا احتمال نہ ہو اور اہل خانہ کی عزت و آبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو اور یہ اس وقت جائز ہے جب انہیں وعظ و نصیحت کرنا اور انہیں اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو۔ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حسن سلوک اور ملاقات کے آداب کی پابندی کے مظاہر کو دیکھ کر اسلام کی وسعت ظرفی سے متاثر ہوں اور اسلام قبول کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (الممتحنة ۶۰/ ۸۔۹)

"جن لوگوں نے تم سے دین کی بنا پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ نیکی اور انصاف (کا سلوک) کرنے سے نہیں روکتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنھوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا۔ ایسے لوگوں سے جو دوستی رکھیں گے' وہی ظالم ہیں۔"

(۵) وہ مسجد حرام میں داخل ہو سکتے ہیں نہ حرم مکہ کی حدود میں داخل ہو سکتے ہیں' مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ انہیں وہاں آنے دیں۔ اس کے علاوہ جو مقامات عبادت کے لئے بنائے گئے ہیں' وہاں وہ وعظ اور اسلامی لیکچر سننے کے لئے آسکتے ہیں' شائد اللہ تعالیٰ ان کے دل میں ہماری محبت پیدا فرمادے اور ان کے دل نرم ہو جائیں (اور انہیں توبہ کی توفیق مل جائے) اور اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

(۶) انہیں مسلمانوں کی مسجدوں میں تقریر کرنے یا لیکچر دینے کی اجازت نہیں دینی چاہیے' کیونکہ اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ وہ (عوام کے ذہنوں میں اسلام کے متعلق) شکوک و شبہات پیدا کریں گے اور اللہ کے دین کو غلط رنگ میں پیش کریں گے یا حاضرین کی نظر میں ان کا ایک مقام بن جائے گا جس کی وجہ سے بہت سے فتنے پیش آسکتے ہیں اور بڑی خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔ انہی اسباب کی بنا پر خاص مسلمانوں کے جلسوں اور اجتماعات میں ان کی تقریر یا لیکچر کا بھی یہی حکم ہے۔

(۷۔ ۸) حکومت نے عوام کے اجتماع کے جو مقامات بنائے ہیں اور وہ مناظرات یا علمی مجالس اور مذہبی معاملات پر تقریریں کرنے کے لئے ان کا انتظام کرتی ہے' ان مقامات میں ہم غیر مسلموں کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں' بشرطیکہ جو مسلمان عالم ان اجتماعات میں شریک ہو وہ اسلام کے عقائد' ارکان اور آداب بیان کرے اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اسلام کے متعلق جو شبہات پیش کریں وہ (عالم) ان کا جواب دے اور وہ (لوگ) جن تقریروں میں اسلام کو غلط رنگ میں پیش کریں' ان کی تردید کرے اور اس کے علاوہ حق کی تائید اور دفاع کے لئے مناسب اقدامات کرے۔ لیکن جو مسلمان دین سے ناواقف ہے یا اس نے مناسب تیاری نہیں کی یا اس کی فکری سطح اتنی بلند نہیں یا دین کے متعلق ناکافی معلومات رکھتا ہے' اسے اس قسم کے اجتماعات میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ فتنوں سے محفوظ رہے اور اپنے دین کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار نہ ہو جائے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
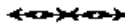
فتویٰ (۲۸۶۷۔۳)

اہل کتاب سے کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

سوال غیر مسلم اہل کتاب جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں' ظاہر ہے کہ وہ جزیہ نہیں دیتے بلکہ مسلمانوں سے دشمنی کرتے ہیں' جب بھی مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانے کا موقع ملے وہ اس میں ضرور شریک ہوتے ہیں' خواہ کھل کر شریک ہوں یا خفیہ طور پر۔ اس قسم کے افراد سے کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اس مقام پر مسلمان "عدم موالات" کا اظہار کس طرح کر سکتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جو غیر مسلم محض مسلمانوں کے ساتھ صلح صفائی سے رہے اور انہیں تنگ کرنے کی کوشش نہ کرے' ہم بھی اس سے اچھا سلوک کریں گے اور اس کے متعلق ہم پر اسلام کی طرف سے جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ پوری کریں گے' یعنی اس سے بھلائی' نصیحت اور حق کی طرف رہنمائی۔ ہم اسے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت پیش کریں گے' شاید وہ اسلام قبول کر لے۔ اگر وہ قبول کر لے تو بہتر ورنہ ہم ان سے وہ فرائض ادا کرنے کا مطالبہ کریں گے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان ملک کے غیر مسلم باشندے پر عائد ہوتے ہیں' اگر وہ لوگ اپنے فرائض ادا کرنے سے انکار کریں تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حتیٰ کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب ہو جائے۔ اس کے برعکس جو غیر مسلم سرکشی کا رویہ اختیار کرے' مسلمانوں کو تنگ کرے اور ان کے خلاف سازشیں کرے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اسلام کی دعوت دیں' اگر وہ انکار

کرے تو مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف کے ازالہ اور دین کی مدد کے لئے اس سے قتال کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ﴾ (المجادلۃ۵۸/ ۲۲)

"آپ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے لوگوں کو ان لوگوں سے دوستی کرتے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں' خواہ وہ ان کے باپ' دادا' یا بیٹے یا بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے۔ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾ (الممتحنۃ ۶۰/ ۸۔۹)

"جنہوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تمہیں ان کے ساتھ نیکی اور انصاف (کا سلوک) کرنے سے نہیں روکتا۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں سے) تعاون کیا۔ جو ان سے دوستی کریں گے' وہی ظالم (لوگ) ہیں۔"

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۶۹۱)

نصرانی پڑوسی سے حسن سلوک کریں

سوال جو مسیحی ہمارے گھر یا مدرسہ کے قریب رہتا ہو اس سے کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہئیے؟ کیا میں اس سے ملاقات کرنے جایا کروں اور ان کے تہواروں کے موقع پر اسے مبارک باد کہوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

جو نصرانی آپ کے پڑوس میں رہتا ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' جائز کاموں میں اس کی مدد کرنا اور اللہ (کے دین) کی طرف دعوت دینے کے لئے اس سے ملاقات کرنا جائز ہے' شائد اللہ تعالیٰ اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ البتہ ان کے تہواروں میں شریک ہونا اور انہیں اس موقع پر مبارک باد کہنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (المائدۃ۵/ ۲)

"نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو' گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

اس کے علاوہ ان کے تہواروں میں حاضری اور مبارک باد اس دوستی میں شامل ہے جو حرام ہے' اسی طرح انہیں دوست بنانا بھی جائز نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
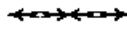
فتویٰ (۳۸۷۳)

مشرکین میں اقامت نہ رکھیں

سوال میں ہر سال دوسرے ملکوں (یونان - آسٹریا) میں بیوی اور بچی سمیت سیر و تفریح کے لئے جاتا ہوں۔ وہاں ہم دو ہفتے سمندر میں یونان کے خوبصورت جزیروں اور باغوں میں شریفانہ تفریح سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس دوران ہم دونوں نمازیں بھی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ میری بیوی پردہ کا پورا خیال رکھتی ہے ہم (مشکوک کھانوں سے بچنے کے لئے) صرف پھل کھاتے ہیں۔ ہم لوگ نہ تو غیر مسلموں سے خلط ملط ہوتے ہیں' نہ انہیں عریاں لباس میں دیکھتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مشرکین کے ملک میں کسی شرعی جواز کے بغیر سفر کر کے جانا جائز نہیں اور تفریح کوئی شرعی جواز نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ»

"میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں میں اقامت رکھتا ہے" [1]

اس لئے ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ تفریحی مقاصد کے لئے ان ملکوں میں نہ جائیں کیونکہ اس سے فتنوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور مشرکین میں اقامت اختیار کرنے جیسا ممنوع کام ہے۔ جب کہ نبی ﷺ کی حدیث صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ الْمُشْرِكِينَ»

"میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں میں اقامت رکھتا ہے" اس مفہوم کی اور حدیثیں بھی ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
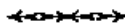
فتویٰ (۲۳۹۳)

دعوت و تبلیغ کی خاطر بے دین ملک میں رہائش اختیار کرنا

سوال بہت سے مسلمان جو ان ملکوں میں آتے ہیں' انکا ارادہ یہاں رہائش اختیار کرنے کا ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ امریکی شہریت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کام جائز ہے جب کہ ملک کفر' شرک اور بے حیائی سے بھرا ہوا ہے' پھر وہ ان

---

[1] سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۲۶۴۵۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۱۶۰۵۔ مجتبیٰ نسائی ۳۶/۸

حکومتوں سے کسی طرح دوستانہ تعلق قائم کرتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اپنے اسلامی ملک کی شہریت سے دست بردار ہوتے ہیں اور اس ملک کی شہریت قبول کرتے ہیں۔ ایسے افراد کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے جب کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے نام پر یہاں رہائش رکھنے کو اپنے لئے جائز قرار دیتے ہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

کسی مسلمان کے لئے ایسے ملک کی شہریت حاصل کرنا جائز نہیں جس کی حکومت غیر مسلم ہو۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں ان سے قلبی تعلق پیدا ہوتا ہے اور ان کے غلط کاموں کی تائید ہوتی ہے۔ شہریت حاصل کئے بغیر رہائش اختیار کرنا بھی بنیادی طور پر منع ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾

(النساء٤/ ٩٧۔٩٨)

"جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں: تم کس حال میں تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ وہ (فرشتے) کہتے ہیں: "کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ انجام کی بری جگہ ہے۔ مگر وہ (سچ مچ) کمزور مرد' عورتیں اور بچے جو کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ راستہ معلوم کر سکتے ہیں' تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ»

"میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش رکھتا ہے"[1]

اس مضمون کی اور حدیثیں بھی ہیں اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ طاقت ہو تو مشرکوں کے ملک سے اسلامی ملک کی طرف ہجرت فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن دین کی سمجھ رکھنے والے افراد اور علماء میں سے اگر کوئی مشرکین میں رہائش رکھے تاکہ انہیں دین کی تبلیغ کر سکے اور اسلام کی طرف دعوت دے سکے تو اس پر کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اسے اپنے دین کے بارے میں آزمائش میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور اسے امید ہو کہ وہ ان پر اثر انداز ہو کر ان کی ہدایت کا باعث بن سکے گا۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (٦١١١)
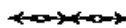
غیر مسلموں سے رواداری کی حدود

سوال ایک دن ہماری ایک عیسائی پڑوسن ہمارے ہاں آئی اور میری والدہ سے باتیں کرنے لگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی

[1] سنن ابی داؤد حدیث نمبر:٢٦٤٥۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:١٦٠٥۔ سنن نسائی (مجتبیٰ) ٨/ ٦٣

نبی مبعوث نہیں ہوا اور عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔ میری والدہ نے اس کی تردید کی اور بحیرا راہب کا واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت کم سن تھے اور یہ ممکن نہیں کہ بحیرا نے آپ ﷺ کو یہ کتاب سکھائی ہو اور اس طرح اس شبہ کی تردید کی' جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی ہے۔ جب مجھے اس بات چیت کا علم ہوا تو میں نے کہا: "یہ عورت اگرچہ ذمی ہے چونکہ اس نے صاف طور پر اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے--- کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق کسی کو اللہ کی اولاد قرار دینا اللہ کو گالی بکنے کے مترادف ہے---- اور چونکہ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے کہ حضور ﷺ کے نبی نہ ہونے کا ذکر ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دیا ہے' اس لئے اسے لازماً سزا ملنی چاہیئے۔ چونکہ ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جس کے حالات سے آپ واقف ہیں' اس لئے میں اسے گھر سے نکالنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکا۔

لیکن اس سے پہلے میں نے اس سے بحث کی۔ میں نے اس "فارقلیط" ❶ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: "مجھے معلوم نہیں۔" پھر میں نے انجیلوں کے بیانات میں تناقض کے بارے میں بات کی اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس کے عقیدہ کے متعلق بتایا کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے بارے میں خود متفق نہیں کہ وہ اللہ تھے یا اللہ کے بیٹے تھے' اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے کہا کہ میں ان مسائل سے ناواقف ہوں۔ پھر اس نے پرانے شبہات ذکر کئے مثلاً یہ کہ شیعہ قرآن مجید کو نہیں مانتے اور قرآن مجید کی ان آیات کا ذکر کیا جن میں عیسیٰ علیہ السلام کو "اللہ کا کلمہ" اور "روح" کہا گیا ہے اور اس قسم کے شبہات پیش کئے جن کی تردید امام ابن حزم' امام ابن تیمیہ اور دیگر علمائے امت رحمہم اللہ اپنی کتابوں میں کر چکے ہیں' جب میں نے اس کی ساری باتیں سنیں تو میں نے اسے اپنے گھر سے نکال دیا۔ میں نے کہا: "جو کوئی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔" دو دن بعد وہ پھر میری والدہ کے پاس آئی اور معذرت کی۔ جب مجھے علم ہوا تو میں نے والدہ سے کہا: "اس جرم کی معذرت قبول نہیں کی جا سکتی' کیونکہ اس جرم کا تعلق میری ذات سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اور اللہ اور رسول کے حق میں معذرت قبول کرنے کا مجھے اختیار نہیں۔ میں نے کہا: "اگر وہ عورت دوبارہ نظر آئی تو میں اسے پھر نکال دوں گا۔" اس کے بعد پھر ایک دن میں گھر آیا تو وہ آئی ہوئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ والدہ کے لئے "ماؤں کے دن" کی مناسبت سے تحفہ لائی ہے۔ مصر میں یہ دن منانے کی رسم علی امین نے شروع کی تھی' میں نے اس عورت سے کہا: "باہر نکل جاؤ" اگر والدہ آڑے نہ آتیں تو میں اسے زبردستی گھر سے نکال دیتا۔ لیکن والدہ اٹھ کھڑی ہوئیں تو میں نے سوچا یہ کافر عورت مسلمانوں کے گھر میں لڑائی ہوتے نہ دیکھے۔

اس کے بعد اس عورت کے خاوند نے میرے بڑے بھائی سے اسلام میں رواداری اور پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ کے متعلق باتیں کرنا شروع کر دیں اور اس سے کہا کہ وہ میری طرف سے معذرت کرے۔ میرا بھائی ویسے تو میرے ساتھ نہیں الجھا لیکن اس نے پڑوسیوں کے حقوق کا مسئلہ اٹھایا اور یہ کہ ملک میں ان کی قوت ہے اور اس طرح کے دوسرے شبہات پیش کئے۔ میں نے کہا "میں جناب شیخ ابن باز کو خط لکھ کر یہ سوالات دریافت کروں گا کہ:

(۱) میں نے جو رویہ اختیار کیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) جب حالات اس قسم کے ہوں تو اس طرح کے ہمسایوں کے کیا حقوق ہوتے ہیں؟

---

❶ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "فارقلیط" کے آنے کی خوشخبری دی ہے۔ اس لفظ کا معنی تعریف والا یعنی "محمد" ہے۔ لیکن عیسائی اس کا ترجمہ "تسلی دینے والا" کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ نہیں۔

(۳) افراد کے متعلق اسلام کی رواداری کی کیا حدود ہیں؟ جو شخص میرے ذاتی حقوق کے بارے میں زیادتی کرے اس کا کیا حکم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حق میں زیادتی کرے اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) عیسائیوں کے کیا حقوق ہیں؟ اور ان کا صحیح مقام کیا ہے۔ معاہد' حربی یا کیا؟

(۵) تفصیل سے ارشاد فرمائیں کہ عیسائی پڑوسیوں کے کیا حقوق ہیں؟

(۶) اس کے بعد میں ان کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ اگر وہ عورت تحفے وغیرہ دے کر میری والدہ کے دل میں نرم گوشہ پیدا کرنا چاہے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب اس عیسائی عورت کا یہ حال ہے جو آپ نے بیان کیا تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے ہاں آنے سے منع کر دیں اور اس سے میل جول نہ رکھیں تاکہ فتنوں سے محفوظ رہیں اور شر و فساد کا دروازہ بند رہے۔ کیونکہ جس قسم کی باتیں وہ کرتی ہے اس میں اسلام پر تنقید اور باطل کی دعوت ہے۔ اس کی ملاقاتیں شبہ سے پاک نہیں' لہٰذا اس سے بچ کر رہنے میں سلامتی ہے۔ اس وقت ان کی جو سرگرمیاں اور ظاہری قوت ہے اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی یقیناً مدد فرمائے گا اور ان لوگوں کی قوت ختم ہو کر رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ مومن کو اللہ کا کام کرتے ہوئے کسی کی ملامت کا خوف نہیں ہوتا۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ اس نصرانی عورت سے بحث کی اور اسے انجیلوں میں تعارض' اس کے عقیدے کی خرابی اور تناقض سے باخبر کیا اور اس کے شر سے بچنے کے لئے اسے گھر سے نکال دیا۔ اگرچہ وہ آپ کی پڑوسن ہے لیکن ہمسائے کے ساتھ آداب کی رعایت اور اس کے احترام اور دیگر حقوق کا لحاظ اسی وقت تک ہوتا ہے جب تک وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھے اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہ کرے اور اس سے فتنہ اور گمراہی کا اندیشہ نہ ہو اور اس سے ایسا رویہ اختیار کیا جائے جس سے وہ اپنے شر سے باز آجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓاْ إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ قَٰتَلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ وَظَٰهَرُواْ عَلَىٰٓ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴾ (الممتحنة ٦٠/ ٨-٩)

"جنھوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تمہیں ان کے ساتھ نیکی اور انصاف (کا سلوک) کرنے سے نہیں روکتا۔ اللہ تو انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے دین کی بنیاد پر جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں سے) تعاون کیا۔ جو ان سے دوستی کریں گے' وہی ظالم (لوگ) ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ ۞ وَلَا تُجَٰدِلُوٓاْ أَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِلَّا ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنْهُمْ ﴾

(العنكبوت٢٩/ ٤٦)

"اہل کتاب سے صرف بہترین اسلوب سے ہی بحث کرو سوائے ان کے جو ان میں سے ظالم ہیں۔"

لہٰذا جو شخص اچھا رویہ رکھے گا اس سے اچھا سلوک کیا جائے گا اور جو ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے گا اس سے وہی سلوک کیا جائے گا جس سے وہ ظلم و زیادتی سے باز آجائے اور فتنہ ختم ہو جائے اور دین میں فتنہ ڈالنا تو قتل سے بڑا جرم ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں اور آپ کو حق پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں بھی اور آپ کو بھی ظاہر اور پوشیدہ فتنوں سے محفوظ رکھے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
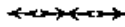
فتویٰ (۲۵۸۲)

دنیا کی خاطر کافر ملک کی شہریت اختیار کرنا

سوال اسلام میں شہریت (Nationality) کی تبدیلی کا کیا حکم ہے؟ یعنی اگر کوئی شخص ایک عربی مسلم ملک کی شہریت چھوڑ کر دوسرے عربی ملک کی شہریت اختیار کر لیتا ہے یا اسلام کے عقیدے کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک عربی مسلم ملک کی شہریت ترک کر کے ایک یورپی (غیر مسلم) ملک کی شہریت اختیار کر لیتا ہے' تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

ایک مسلمان ملک کی شہریت چھوڑ کر دوسرے مسلمان ملک کی شہریت اختیار کر لینا جائز ہے۔ لیکن کسی مسلمان کا اپنے مسلمان ملک کی شہریت چھوڑ کر کسی کافر ملک کی شہریت اختیار کرنا جائز نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
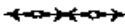
فتویٰ (۸۰۷۳)

جھوٹ اور دھوکے سے امریکہ کا گرین کارڈ حاصل کرنا

سوال امریکہ میں ایک نظام ہے جسے "گرین کارڈ" کا نظام کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کسی غیر ملکی کا ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مستقل رہائش اختیار کرنا۔ گرین کارڈ مندرجہ ذیل صورتوں میں مل سکتا ہے:

(الف) کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ وہ اپنے ملک کے سیاسی حالات کی وجہ سے وہاں نہیں رہ سکتا۔

(ب) یا وہ کسی امریکی عورت سے شادی کر لے۔

سائل عرض کرتا ہے کہ "میں نے جھوٹ بول کر حیلے بہانے سے یہ ثابت کر دیا کہ میں شق (الف) میں شامل ہوں۔ اس طرح مجھے امریکہ میں مستقل رہائش مل گئی۔ اس کے علاوہ حکومت امریکہ مجھے یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہونے کی بنا پر نقد امداد بھی دیتی ہے۔ میں غریب آدمی ہوں اور اپنے بارے میں فتویٰ چاہتا ہوں۔"

اولاً: میں نے جھوٹ بول کر اپنے آپ کو غریب اور ضرورت مند ثابت کیا۔ مقصد یہ تھا کہ میں یہاں تعلیم جاری رکھ سکوں۔

ثانیاً: میں اس بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے جو رقم ملتی ہے وہ حرام ہے یا حلال؟ اور اب میں کیا کروں جبکہ میں حکومت امریکہ کی اس امداد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لیے غیر مسلم ملک کی شہریت اختیار کرنا حرام ہے۔

جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اس کے متعلق قرآن وحدیث کے بہت سے دلائل موجود ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴾ (التوبۃ۹/ ۱۱۹)

"اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

اور ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے:

«إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ»

"جھوٹ سے بچو' کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے" یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔ ❶

اس حیلہ اور جھوٹ کے ذریعہ ان سے مال لینا حرام ہے اور جو لیا جا چکا ہے اسے واپس کرنا واجب ہے' اگر جس سے لیا ہے اسے واپس کرنا ممکن نہ ہو' تو واجب ہے کہ غریبوں پر خرچ کر دیا جائے یا کسی خیراتی پروگرام میں لگا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی جائے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
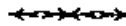
فتویٰ (۶۴۹۵)

کافر ومشرک کا کسی اسلامی ملک کی شہریت حاصل کرنا

سوال کسی کافر شخص کا اسلامی ملک کی شہریت حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان ملک کی شہریت حاصل کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس سے فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور اس سے بھلائی کی امید زیادہ ہو۔ البتہ اسے جزیرہ عرب میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت اسی وقت دی جا سکتی ہے جب وہ اسلام قبول کر لے۔ کیونکہ صحیح بخاری کی روایت:

«أَوْصَى بِإِخْرَاجِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ»

کے مطابق نبی ﷺ نے مشرکوں کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دینے کا حکم دیا تھا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۲/۷ ۹۴)
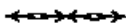
مجبوراً خود کو کافر ظاہر کرنا

سوال کیا عملی یا زبانی طور پر مجبور کئے جانے کی بنا پر خود کو کافر ظاہر کرنا جائز ہے؟

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۰۹۴۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۶۰۶۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

جب "اکراہ" ثابت ہو جائے تو ایسے شخص کے لئے خود کو کافر ظاہر کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ دل میں ایمان پر اطمینان ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (النحل ۱۶/ ۱۰۶)

"جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن (اور پختہ) تھا۔ لیکن جس شخص نے کھلے دل سے کفر کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔"
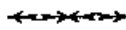
مسلمان کافر ملک میں باشرائط کام کر سکتا ہے۔

سوال کیا مسلمان کا غیر اسلامی ملکوں میں کام کرنا جائز ہے؟ کیا یوسف علیہ السلام کا کام بھی اسی ضمن میں آتا ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

جب مسلمان کو اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ نہ ہو اور وہ حفاظت کرنے والا اور صاحب علم ہو' اسے دوسروں کی اصلاح کی امید ہو اور یہ امید ہو کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکے گا اور غلط کام میں تعاون نہ کرے' اس صورت میں اسے غیر مسلم حکومت میں کام (ملازمت) کرنا جائز ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی ایسے ہی افراد میں سے تھے۔ اگر یہ شرائط پوری نہ ہو سکیں تو جائز نہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
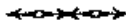
فتویٰ (۳۲۶۲)

عیسائیوں کے ہاں کھانا پینا اور چند دیگر سوالات

سوال

(۱) بسا اوقات مجھے میرا کوئی عیسائی ہم جماعت اپنے گھر آنے اور کھانا کھانے کی دعوت دیتا ہے تو کیا اس کے گھر سے کھانا کھالینا جائز ہے جب کہ یہ یقین ہو کہ جو کھانا تیار کیا گیا ہے وہ شرعی طور پر حلال ہے۔

(۲) کیا میں انہیں توحید الٰہی کے اثبات پر مشتمل کتابیں پیش کر سکتا ہوں۔ جب کہ ان میں قرآن مجید کی آیات عربی عبارت میں موجود ہوں اور ان کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا گیا ہو؟

(۳) کبھی کبھار میں ان میں سے کسی کے گھر میں ہوتا ہوں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے' تو میں اپنا مصلیٰ لے کر ان کے سامنے وہیں نماز پڑھ لیتا ہوں تو کیا ان کے گھر میں پڑھی ہوئی نماز ہو جاتی ہے؟

(۴) عیسائیوں نے مجھے اپنے ساتھ گرجا میں جانے کی دعوت دی۔ میں نے کہا "میں پوچھے بغیر نہیں جاؤں گا۔" تو کیا میرے

لئے ان کے ساتھ جانا جائز ہے تاکہ میں انہیں اسلام کی رواداری کا قائل کر سکوں اور واضح کر سکوں کہ یہ معاشرے کے حقوق کا خیال رکھنے والا دین ہے اور تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دینے کی گنجائش پیدا ہو سکے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا مذہب عیسائی ہے اور وہ پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق ان کی نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔ واضح رہے کہ میرا عیسائی مذہب قبول کرنا محال ہے۔ ان شاء اللہ۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) جی ہاں! آپ کا ہم جماعت نصرانی دوست جو کھانا پیش کرے' وہ کھالینا درست ہے' خواہ اس کے گھر میں ہو یا کہیں اور' جب کہ آپ کو یقینی طور پر علم ہو کہ یہ کھانا فی نفسہ حرام نہیں' یا جب اس کی کیفیت نامعلوم ہو۔ کیونکہ اس میں اصل جواز ہے حتیٰ کہ منع کی کوئی دلیل مل جائے اور محض اس کا عیسائی ہونا اس سے منع نہیں کرتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل کتاب کا کھانا کھانے کی اجازت دی ہے۔

(۲) جی ہاں! آپ انہیں ایسی کتابیں پیش کر سکتے ہیں جن میں توحید وغیرہ کے اثبات کے لئے قرآن مجید کی آیات بھی درج ہوں' خواہ وہ عربی زبان میں اصل آیات ہوں یا ان کا مفہوم دوسری زبانوں میں نقل کیا گیا ہو۔ بلکہ آپ کا یہ کام قابل قدر ہے' کیونکہ انہیں پیش کرنا' یا عاریتاً پڑھنے کے لئے دینا بھی دعوت اور تبلیغ کی ایک صورت ہے اور جب یہ کام خلوص نیت سے کیا جائے تو ضرور ثواب ملے گا۔

(۳) جی ہاں! آپ کی نماز صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اطاعت کا مزید شوق بخشے اور خصوصاً نماز پنجگانہ کو بروقت ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو فرض نمازیں مسجد میں ادا کریں۔

(۴) اگر آپ محض رواداری کے اظہار کے لئے کلیسا میں جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں اور اگر اس لئے جاتے ہیں کہ انہیں اسلام کی طرف بلانے کا راستہ پیدا ہو سکے اور تبلیغ کا دائرہ وسیع ہو سکے اور آپ ان کی عبادت میں شریک نہ ہوتے ہوں اور ان کے عقائد یا رسم و رواج سے متاثر ہونے کا خطرہ نہ ہو' تو جائز ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۷۸۹)
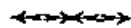
مسجد میں غیر مسلم کے داخلے کا حکم

سوال (۱) کیا کوئی غیر مسلم مسلمانوں کی مسجد یا نماز کی جگہ میں نماز کے موقع پر یا تقریر سننے کے لئے داخل ہو سکتا ہے؟

(۲) مسلمان کے لئے گرجا میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے خواہ وہ ان کی نماز دیکھنے کے لئے جائے یا لیکچر سننے جائے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس مسئلہ کے متعلق اس سے پہلے ہماری طرف سے فتویٰ نمبر ۲۹۲۲ جاری ہو چکا ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے: ''مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ کسی کافر کو مسجد حرام یا حدود حرم میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ﴾ (التوبۃ۹/ ۲۸)

"اے مومنو! مشرک یقیناً ناپاک ہیں تو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔"

دوسری مساجد کے بارے میں بعض فقہاء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ منع کی دلیل موجود نہیں' بعض علماء کہتے ہیں "جائز نہیں" وہ مسجد حرام پر دوسری مساجد کو قیاس کرتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی شرعی مصلحت اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی تقریر وغیرہ سننا جس سے اس کے مسلمان ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ یا مسجد میں پانی ہے اور اسے پینے کی ضرورت ہے تو داخل ہو سکتا ہے۔

مسلمان کے لئے کافروں کے پاس ان کی عبادت گاہوں میں جانا جائز نہیں' کیونکہ اس سے ان کے اجتماع کو رونق ملتی ہے اور اس لئے کہ امام بیہقی نے صحیح سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مشرکین کے پاس ان کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں میں نہ جاؤ' کیونکہ ان پر (اللہ کا) غضب نازل ہوتا ہے۔" [1]

البتہ اگر کوئی شرعی مصلحت پیش نظر ہو یا ان کو اللہ کی طرف بلانا مقصود ہو یا اور کوئی ایسی وجہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۳۶۴)

اہل اسلام اور باطل پرستوں کا مشترکہ عبادت گاہ بنانا

سوال کیا یہودیوں' عیسائیوں اور مسلمانوں۔ تینوں مذہب والوں کی مشترکہ عبادت گاہ قائم کرنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

یہ کام جائز نہیں۔ جو عبادت گاہ تینوں مذاہب کی مشترکہ ہو گی' اس کی بنیاد تقویٰ پر نہیں ہو گی' بلکہ اس کی بنیاد شرک اور غیراللہ کی عبادت پر رکھی گئی ہے اور اسلام کے سوا کوئی مذہب صحیح مذہب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴾ (آل عمران۳/ ۸۵)

"جو کوئی اسلام کے سوا (دوسرا) دین (مذہب) تلاش کرے گا' اس سے وہ (مذہب) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

[1] سنن بیہقی ۹/ ۲۳۴' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر: ۱۶۰۹۔

فتویٰ (۲۲۴۵)
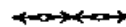
مسلمان کے لئے نصاریٰ کا شعار اپنانا

سوال ہمارا اس مسلمان کے بارے میں اختلاف ہو گیا جو عیسائیوں کا مذہبی نشان صلیب پہنتا ہے۔ ہم میں سے کچھ نے کہا "ہم اس سے بحث کئے بغیر اسے کافر قرار دیتے ہیں" بعض نے کہا "بلکہ ہم اس سے بحث کریں گے اور اسے بتائیں گے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے۔ پھر بھی اگر وہ صلیب پہننے پر اصرار کرے گا تو ہم اسے کافر قرار دیں گے۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:
اس قسم کے مسائل میں تفصیل ضروری ہوتی ہے۔ (یعنی ہر شخص کے متعلق ایک ہی فتویٰ نہیں دیا جا سکتا) جب اس شخص کو وضاحت سے سمجھا دیا جائے کہ صلیب پہننا جائز نہیں اور یہ عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اور اس کے پہننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہننے والا عیسائیوں سے تعلق ظاہر کرنے میں خوش ہے اور ان کے غلط عقائد کو پسند کرتا ہے۔ سمجھانے کے باوجود وہ اس پر اڑا رہے تو اس پر کفر کا حکم لگایا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (المائدۃ٥/ ٥١)

تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا' وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو یقیناً ہدایت نہیں دیتا۔" جب مطلقاً "ظلم" کا لفظ بولا جائے تو اس سے شرک اکبر مراد ہوتا ہے۔

اس عمل سے اس بات کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ (پہننے والا) نصاریٰ کے اس غلط عقیدے کی تائید کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (النساء٤/ ١٥٧)

"انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا' بلکہ انہیں شبہ ڈال دیا گیا۔"

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۳۹۴)
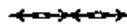
صلیب کے متعلق

سوال اس صلیب کی کیفیت کیا ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور اس کے پہننے پر تنبیہ کی گئی ہے۔ کیا اس کی کئی قسمیں ہیں؟ اگر کوئی مسلمان گھڑی' پین وغیرہ فروخت کرنے کے لئے کسی کمپنی کا نمائندہ (ایجنٹ) ہو' تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ کمپنی کی اشیاء کی نمائش کے لئے عیسائیوں کو ملک میں بلائے؟ اور نمائش کے موقع پر اس غیر مسلم ملک کے جھنڈے اور معروف مونوگرام گھر کے سامنے اور سڑکوں پر لگائے؟ وہ ایک عام آدمی ہے' حکومت میں شامل ہے نہ حکومت کا نمائندہ ہے بلکہ محض اپنی ذات اور اپنی دکان کا نمائندہ ہے۔ جب اس سے بات کی گئی اور بتایا گیا کہ صلیب کے نشان والا جھنڈا لگانا شرعاً منع ہے۔ (یہ نشان اس قسم کا ہے جس طرح "ویسٹ اینڈ" نامی گھڑی پر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے (+) اس نے کہا "یہ تو اس طرح کی لکڑیاں ہیں جس طرح بڑے ڈول کے منہ میں ہوتی ہیں اور یہ محض کمپنی کا نشان ہے۔ اس نے یہی وجہ بتائی۔

اس نے مزید کہا "جب میں ان کے ہاں گیا تو انہوں نے سعودی عرب کا جھنڈا بھی لگایا اور سوئٹزر لینڈ کا بھی۔ وہ اس طرح کی وجوہات بیان کرتا ہے اور وہ فرد ہے جو کسی (کمپنی یا ادارہ) کا نمائندہ نہیں۔ گزارش ہے کہ اس قسم کے کام کے متعلق فتویٰ ارشاد فرمائیں' کیا یہ بھی نصاریٰ کی تعظیم میں داخل ہے؟ کیا اس قسم کے موقعوں پر اس طرح کے جھنڈے وغیرہ لگائے جا سکتے ہیں؟ اگر وہ کہے کہ میں ان کا احترام نہیں کرتا تو کیا اس کی بات مانی جائے گی؟ اگر ہم اسے نصیحت نہ کریں تو کیا ہمیں گناہ ہوگا؟ اس قسم کے معاملہ میں برائی کو منع کرنے کے کیا درجات ہیں؟ براہ کرم فتویٰ ارشاد فرمایئے' اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

وہ صلیب جس کے متعلق ان کے مشہور غلط عقائد ہیں اور جو آج کل عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک لمبے خط پر ایک چھوٹا خط کھینچا جائے کہ اوپر والا چھوٹا خط نیچے والے لمبے خط کو اوپر سے تقریباً ایک تہائی پر قطع کرے اور اس طرح خطوط کے ملنے سے قائمہ زاویے بنیں۔

مسلمان کے لئے نصاریٰ کے مذہبی نشان بلند کرنا جائز نہیں۔ ان کی تقریبات میں شریک ہونا جائز ہے نہ بغیر کسی مجبوری کے انہیں مسلمانوں کے ملک میں بلانا جائز ہے۔

برائی سے منع کرنے کے درجات جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیان فرمائے ہیں:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ»(صحيح مسلم)

"تم میں سے جو شخص برائی (کا ارتکاب ہوتا) دیکھے تو ہاتھ سے اس (صورت حال) کو تبدیل کر دے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کردے)' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (ناپسند کرے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔" یہ حدیث امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۴۴۳)

غیر مسلم دوست کی ضیافت کا حکم

سوال کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اپنے غیر مسلم دوستوں کی خاطر تواضع کرے؟ اور انہیں کھانے پینے کے لئے وہ چیزیں پیش کرے جو دین اسلام میں حرام ہیں؟ ان غیر مسلموں کی اپنے مسلمان دوست سے ملاقات کا کیا حکم ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اسلام رواداری' آسانی اور سہولت والا دین ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دین انصاف بھی ہے۔ دوست کا اکرام اسلامی آداب میں شامل ہے۔ لیکن اگر دوست غیر مسلم ہو تو عزت افزائی کرنے والے کے ارادے اور عزت افزائی کے ذرائع کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر عزت افزائی سے شرعی مقصد کا حصول مطلوب ہو' یعنی وہ اس طرح اس سے اچھے تعلقات استوار کر کے اسے اسلام کی دعوت دینا اور کفر وضلالت سے نکالنا چاہتا ہے تو یہ ایک بلند مقصد ہے اور

شریعت کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ذرائع کا حکم وہی ہوتا ہے جو مقصود اصلی کا حکم ہے۔ اگر مقصد ایسا ہے جس کا حصول واجب ہے تو اس کے لئے مناسب ذرائع اختیار کرنا بھی واجب ہوگا۔ اگر مقصد ایسا ہے جس کا حصول شرعاً حرام ہے تو اس کا ذریعہ بھی حرام ہو گا۔ اس لئے اگر عزت افزائی سے کوئی مقصد حاصل کرنا پیش نظر نہ ہو اور عزت افزائی نہ کرنے سے عزت افزائی کرنے والے کو کوئی دینی' جانی' مالی یا آبرو کے نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہ ہو تو یہ بالکل جائز نہیں اگر کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو جائز ہے۔ باقی رہا حرام چیزوں مثلاً شراب یا خنزیر کے گوشت سے مہمان کی تواضع کرنا تو یہ جائز نہیں' کیونکہ مہمان کی اس طرح خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی' کافروں کی اطاعت اور اللہ کے حق پر ان کے حق کو ترجیح دینا لازم آتا ہے۔ مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہے اور گناہ اور ظلم کے کسی کام میں دوسروں کی مدد نہ کرے۔ غیر مسلم ممالک میں اسلام کے احکام پر ثابت قدمی سے عمل کرنے سے بہت عظیم فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس طرح ایک شخص صرف زبانی طور پر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی تبلیغ کرنے والا بن جاتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' رکن: عبداللہ بن عبد الرحمان بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی'
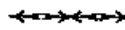
فتویٰ (۷۸۰۷)

مختلف مذاہب کو ایک دوسرے کے قریب کرنا

سوال کیا مختلف مذاہب (اسلام' مسیحیت اور یہودیت وغیرہ) کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوشش اسلامی اور شرعی کوشش ہے؟ کیا ایک سچے مسلمان کے لئے اس کی طرف دوسروں کو بلانا اور اس تحریک کی مضبوطی کے لئے کام کرنا جائز ہے؟ میں نے سنا ہے کہ جامعہ ازہر اور دیگر اسلامی اداروں میں بھی اس قسم کا کام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کیا اہل سنت والجماعت اور مختلف شیعہ فرقوں' دروزیہ' اسماعیلیہ اور نصیریہ وغیرہ کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی تحریک سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ کیا اس قسم کا ملاپ ممکن بھی ہے؟ ان میں سے اکثر بلکہ سبھی فرقے ایسے عقائد رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور اہل اسلام اور اہل سنت سے دشمنی پر مبنی ہیں۔ کیا اس قسم کا تقارب اور ملاپ شرعاً جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) ایمان کے جو بنیادی ارکان اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل کی ہوئی کتابوں تورات' انجیل' زبور اور قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں اور جن کی دعوت ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر نبیوں اور رسولوں نے دی ہے' وہ یکساں ہیں۔ ان میں سے جو نبی پہلے مبعوث ہوا اس نے اپنے بعد آنے والے کی بشارت دی اور جو بعد میں آیا اس نے اپنے سے پہلے آنے والے کی تصدیق اور اس کی عظمت وشان بیان کی۔ اگرچہ حالات' زمانے اور بندوں کی مصلحت کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حکمت' عدل اور رحمت کے پیش نظر فروعی مسائل میں تبدیلی آتی رہی' لیکن بنیادی مسائل ہمیشہ یکساں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ ۚ وَقَالُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ﴾ (البقرة۲/ ۲۸۵)

"رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور مومن بھی (ایمان لائے)۔ ہر کوئی اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے۔ انہوں (مومنوں) نے کہا "ہم نے سن لیا اور مان لیا' اے ہمارے رب! تیری بخشش (چاہتے ہیں) اور تیری طرف ہی واپسی ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَلَمْ يُفَرِّقُواْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُوْلَٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ (النساء٤/ ١٥٢)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کیا' یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر عطا فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

اس کے علاوہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓاْ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُواْ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٨٢﴾ أَفَغَيْرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُۥٓ أَسْلَمَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴾

(آل عمران۳/ ۸۱-۸۳)

"جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے وعدہ لیا (اور انہیں فرمایا) کہ میں نے تمہیں جو کتاب اور حکمت دی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو تمہارے پاس موجود (ہدایت) کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا "کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔" فرمایا "گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پس جو کوئی اس کے بعد (وعدہ سے) پھرے' تو یہی لوگ فاسق ہیں۔ کیا وہ اللہ کے دین کے سوا (کوئی اور) دین ڈھونڈتے ہیں۔ حالانکہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے' خوشی سے یا مجبوری سے' اس کا فرماں بردار ہے اور اس کی طرف ان سب کو واپس لے جایا جائے گا۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴾ (آل عمران۳/ ۸۴-۸۵)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے! ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور آل یعقوب (علیہم السلام) پر نازل کیا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا۔ ہم ان (نبیوں) میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اس (اللہ) ہی کے فرماں بردار ہیں اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے قبول

نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعوت توحید کا ذکر فرمایا اور دوسرے رسولوں کا ذکر فرمایا' پھر ارشاد فرمایا:

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ۝ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَٰلَمِينَ ﴾ (المائدۃ٦/ ٨٩-٩٠)

"یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب' حکم اور نبوت دی۔ پھر اگر یہ لوگ (مکہ والے) ان (باتوں) کا انکار کرتے ہیں تو ہم نے ان (پر ایمان لانے) کے لئے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ دکھائی' لہٰذا تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔ فرما دیجئے "میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا یہ تو جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ لَلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا ٱلنَّبِىُّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ وَلِىُّ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴾ (آل عمران٣/ ٦٨)

"ابراہیم (علیہ السلام) سے سب لوگوں سے قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور ایمان والے اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴾ (النحل١٦/ ١٢٣)

"پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کیجئے وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِى مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ ﴾ (الصف٦١/ ٦)

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا "اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں' اپنے سے پہلے والی چیز یعنی تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا' اسکا نام احمد ہے۔"

نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ﴾ (المائدۃ٥/ ٤٨)

"ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے' جو اپنے سے پہلے والی کتاب کی تصدیق کرنے والی اور ان کی محافظ ہے۔ لہٰذا ان کے درمیان اس (رہنمائی) کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل کی ہے اور آپ کے پاس جو حق آگیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے ہم نے سب کے لئے ایک شریعت اور راستہ مقرر کیا ہے۔"

نبی ﷺ سے بھی صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ»

"میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ ابن مریمؑ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہوں۔ تمام نبی سوتیلے بھائیوں کی طرح ہیں' ان کی مائیں الگ الگ ہیں اور ان کا دین ایک ہی ہے۔" (صحیح بخاری)

(۲) یہود ونصاریٰ نے اللہ کے کلام میں تحریف کی اور جو بات انہیں کہی گئی تھی' اس کو چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگے' اس طرح دین کے بنیادی عقائد اور عملی شریعت کو کچھ کا کچھ بنا دیا۔ مثلاً یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور کہتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ چھ دن میں زمین آسمان پیدا کر کے تھک گیا' اس لئے ہفتہ کے دن آرام کیا" اور کہتے ہیں کہ "ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو صلیب پر چڑھایا اور قتل کر دیا۔" اس کے علاوہ انہوں نے حیلہ کر کے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار جائز کر لیا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اور شادی شدہ زانی کی حد ختم کر دی اور انہوں نے کہا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَآءُ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۸۱)

"اللہ مفلس ہے' ہم دولت مند ہیں"

اور کہا

﴿يَدُ ٱللَّهِ مَغْلُولَةٌ﴾ (المائدۃ ۵/ ٦٤)

"اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے"

اس طرح محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے' جان بوجھ کر قولی اور عملی تحریف کے مرتکب ہوئے۔ اسی طرح عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور الٰہ (معبود) قرار دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا صلیب کے عقیدہ میں یہود کی تصدیق کی اور دونوں گروہوں (یہود ونصاریٰ) نے خود کو اللہ کے بیٹے اور پیارے "قرار دیا" اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی شریعت کا انکار کیا اور ان سے حسد کیا' حالانکہ ان سے یہ عہد وپیان لیا گیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے' آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا۔ اس کے علاوہ دونوں گروہوں کے اور بھی بہت سے ناگفتہ بہ عقائد ہیں' جن میں تناقض بھی پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ان کے جھوٹ' افتراء پردازی' اللہ کے نازل کردہ عقائد اور عملی احکام میں تحریف وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے اور ان کی بدکرداریوں کو واضح فرمایا ہے اور ان کے اقوال کی تردید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ ٱلْكِتَـٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَـٰذَا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ لِيَشْتَرُوا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا۟ لَن تَمَسَّنَا ٱلنَّارُ إِلَّآ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ ٱللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ ٱللَّهُ عَهْدَهُۥٓ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

(البقرۃ ۲/ ۷۹-۸۰)

"ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو (خود) اپنے ہاتھوں سے تحریر لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں "یہ اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) ہے۔" تاکہ اس سے تھوڑی سی اجرت حاصل کر لیں۔ تو ان کے لئے ہلاکت ہے اس چیز کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے لکھی اور ان کے لئے ہلاکت ہے اس چیز کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں آگ نہیں چھوئے گی مگر چند روز۔ فرما دیجئے "کیا تم نے اللہ سے عہد لے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

وعدے کی ہرگز خلاف ورزی نہیں فرمائیں گے' یا تم اللہ کے متعلق وہ کچھ کہہ رہے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں؟"

نیز فرمایا:

﴿ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ (البقرۃ۲/ ۱۱۱)

"وہ کہتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہو گا جو یہودی یا عیسائی ہو گا۔ یہ ان کی (بے بنیاد) آرزوئیں ہیں' فرمایئے "اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو...."

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴾

"وہ کہتے ہیں "یہودی یا عیسائی ہو جاؤ' ہدایت پاؤ گے' کہہ دیجئے "بلکہ یک طرفہ (صرف ایک اللہ کی طرف مائل ہونے والے) ابراہیم کی ملت (اختیار کرو) وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔" تم کہو "ہم ایمان لے آئے ہیں اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب علیہم السلام اور (ان کی) اولاد کی طرف نازل کیا گیا (اس پر بھی) اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو ملا اور جو (دوسرے تمام) نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا (ہم سب پر ایمان لاتے ہیں) ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (اللہ) کے فرمانبردار ہیں۔" (البقرۃ۲/ ۱۳۵۔۱۳۶)

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾

(آل عمران۳/ ۷۸)

"اور ان میں سے کچھ افراد ایسے ہیں جو زبانیں موڑ کر ایک تحریر پڑھتے ہیں تاکہ تم اسے (اللہ کی طرف سے نازل شدہ) کتاب سمجھ لو' حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں "یہ اللہ کے پاس سے (نازل شدہ) ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور وہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥٥﴾ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ (النساء۴/ ۱۵۵۔۱۵۸)

"(ہم نے ان پر لعنت کی) کیونکہ انہوں نے اپنا وعدہ توڑا اور اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیاء کو ناحق قتل کیا اور

کہا کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان (کے دلوں) پر مہر لگا دی ہے' اس لئے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں اور چونکہ انہوں نے کفر کیا اور مریم پر بہت بڑا بہتان باندھا اور کہا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم' اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا' لیکن انہیں شبہ ڈال دیا گیا اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں' وہ اس کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں' انہیں اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں مگر ظن و گمان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا' بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ وَٱلنَّصَـٰرَىٰ نَحْنُ أَبْنَـٰٓؤُا۟ ٱللَّهِ وَأَحِبَّـٰٓؤُهُۥ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ﴾ (المائدۃ۵/ ۱۸)

"یہود و نصاریٰ کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ فرما دیجئے: پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دیتا ہے؟ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم اللہ کے پیدا کئے ہوئے (انسانوں) میں سے انسان ہی ہو۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ عُزَيْرٌ ٱبْنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ ٱلنَّصَـٰرَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَٰهِهِمْ ۖ يُضَـٰهِـُٔونَ قَوْلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن قَبْلُ ۚ قَـٰتَلَهُمُ ٱللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝٣٠ ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ ﴾ (التوبۃ۹/ ۳۰۔۳۱)

"یہود کہتے ہیں "عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں "مسیح اللہ کا بیٹا ہے" یہ ان کے مونہوں کی باتیں ہیں' ان لوگوں کے قول کی نقل کر رہے ہیں جنہوں نے پہلے کفر کیا۔ اللہ انہیں ہلاک کرے! کہاں بھٹک رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور صوفیاء کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی (رب بنالیا۔)"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَـٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ ٱلْحَقُّ ﴾ (البقرۃ۲/ ۱۰۹)

"بہت سے اہل کتاب اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے حق واضح طور پر معلوم ہو جانے کے بعد بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں۔"

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جن سے ان کے ایسے ایسے جھوٹ' تناقض اور شرمناک اعمال سامنے آتے ہیں کہ انتہائی تعجب ہوتا ہے ہمارا مقصد محض بطور مثال ان کے بعض حالات بیان کرنا ہے۔ جو آئندہ شق کے لئے تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۳) مندرجہ بالا دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ تمام مذاہب کی اصل تعلیمات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نازل فرمائی تھیں وہ یکساں ہیں' لہٰذا ان کو قریب لانے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہیں اور مندرجہ بالا دلائل سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات میں تحریف کر کے انہیں کچھ سے

کچھ بنا ڈالا۔ ان کا یہ عمل جھوٹ' بہتان' کفر اور گمراہی پر مبنی ہے۔ اس لئے اللہ کے رسول جناب محمد ﷺ ان کی طرف اور دیگر تمام اقوام کی طرف مبعوث ہوئے' تاکہ جس حق کو وہ چھپاتے تھے' ظاہر کر دیا جائے اور جو عقائد اور احکام انہوں نے خراب کر دیئے تھے ان کی اصلاح کر دی جائے اور اس طرح انہیں بھی اور دوسروں کو بھی صراط مستقیم کی نشاندہی کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (المائدۃ/ ١٥-١٦)

"اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے' تم کتاب میں سے جو کچھ چھپاتے تھے اس میں سے بہت کچھ وہ تم کو بتاتا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کی اتباع کرتے ہیں۔ وہ انہیں اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور انہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ ٱلرُّسُلِ أَن تَقُولُوا۟ مَا جَآءَنَا مِنۢ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَآءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ (المائدۃ/ ١٩)

"اے اہل کتاب! سلسلۂ رسالت میں ایک وقفہ کے بعد تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہیں وضاحت سے (سب کچھ) بتاتا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری دینے والا یا تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ تو (اب) تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور متنبہ کرنے والا آ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لئے حق واضح کر دیا تھا لیکن انہوں نے محض حسد کی وجہ سے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے اسے قبول نہ کیا اور دوسروں کو بھی اسے قبول کرنے سے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ ٱلْحَقُّ﴾ (البقرۃ/٢/ ١٠٩)

"بہت سے اہل کتاب اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں دوبارہ کافر بنا دیں' جب کہ ان کے لئے حق واضح ہو چکا ہے۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَٰبٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ (البقرۃ/٢/ ٨٩)

"جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے کتاب آ گئی' جو اس (صحیح علم) کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس موجود ہے اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے۔ تو جب ان کے پاس وہ (کتاب) آ گئی جسے انہوں نے پہچان لیا (کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے) تو انہوں نے اس کا انکار کیا' پس اللہ کی لعنت ہے کافروں پر۔"

مزید ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ كِتَٰبَ ٱللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۰۱)

"جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول اس چیز کی تصدیق کرتا ہوا آیا جو ان کے پاس موجود ہے' تو جنہیں کتاب دی گئی تھی ان کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ وہ (اسے) جانتے ہی نہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿ لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ ٱلْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنَ ٱللَّهِ يَتْلُوا۟ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴾ (البینۃ ۹۸/ ۱-۲)

"اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ باز آنے والے نہ تھے حتیٰ کہ ان کے پاس واضح چیز آجاتی۔ اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے۔"

لہٰذا ایک عقل مند آدمی' جسے ان کا باطل پر اڑنا' جان بوجھ کر گمراہی میں آگے بڑھتے چلے جانا' حسد اور خواہشات نفسانی کی وجہ سے حق کو قبول نہ کرنا معلوم ہو' کس طرح امید کر سکتا ہے کہ اس قسم کے افراد اور سچے مسلمان ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا۟ لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُۥ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۷۵)

"(اے مومنو!) کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر اسے سمجھنے کے بعد اس میں تحریف کر دیتے ہیں' حالانکہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحَٰبِ ٱلْجَحِيمِ ۝ وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ ٱلَّذِى جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۱۹-۱۲۰)

"ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے جہنم والوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا اور آپ سے یہود و نصاریٰ کبھی راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ آپ ان کی ملت (مذہب و تہذیب) کی پیروی کر لیں اور اگر آپ نے اس علم کے بعد بھی' جو آپ کے پاس آچکا ہے۔ ان کی خواہشات نفس کی پیروی کی تو اللہ سے آپ کا کوئی دوست یا مددگار (آپ کو بچانے والا) نہیں ہو گا"

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ كَيْفَ يَهْدِى ٱللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا۟ بَعْدَ إِيمَٰنِهِمْ وَشَهِدُوٓا۟ أَنَّ ٱلرَّسُولَ حَقٌّ وَجَآءَهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ ۚ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ (آل عمران ۳/ ۸۶)

"اللہ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور انہوں نے یہ گواہی بھی دی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس واضح دلائل آچکے اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔"

بلکہ یہ اہل کتاب اگر اللہ، رسول اور مومنوں سے عداوت رکھنے میں مشرکوں سے بڑھ کر نہیں، تو ان سے کم بھی نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے بارے میں اپنے نبی ﷺ کو یہ ہدایت دی ہے:

﴿ فَلَا تُطِعِ ٱلْمُكَذِّبِينَ ۝٨ وَدُّوا۟ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴾ (القلم٦٨/ ٨-٩)

"جھٹلانے والوں کی بات نہ مانیئے۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپ نرم ہو جائیں تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا:

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ۝١ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴾ (الکافرون١٠٩/ ١-٦)

"کہہ دیجئے "اے کافرو! جسے تم پوجتے ہو میں نہیں پوجتا اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ نہ میں ان کو پوجنے والا ہوں جن کی پوجا تم کرتے ہو اور نہ تم اسکی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین"۔

جو شخص اسلام اور یہودیت یا اسلام اور مسیحیت کو ایک دوسرے کے قریب لانا چاہتا ہے اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص دو متناقض امور کو جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہو، یا کوئی شخص حق اور باطل کو باہم اکٹھا کرنا چاہتا ہو، یا کفر اور ایمان کو ایک کرنا چاہتا ہو۔ اس کی تو وہی مثال ہے جو اس شعر میں بیان کی گئی ہے:

أَيُّهَا الْمُنْكِحُ الثُّرَيَّا سُهَيْلًا … عَمْرَكَ اللهُ كَيْفَ يَلْتَقِيَانِ

هِيَ شَامِيَّةٌ إِذَا مَا اسْتَقَلَّتْ … وَسُهَيْلٌ إِذَا اسْتَقَلَّ يَمَانِ

"اے ثریا (ستارے) کا نکاح سہیل (ستارے) سے کرنے والے! اللہ تجھے آباد رکھے! یہ آپس میں کس طرح ملیں گے؟ ثریا جب بلند ہوتی ہے تو شام کی طرف ہوتی ہے اور سہیل جب بلند ہوتا ہے تو یمن کی طرف ہوتا ہے۔"

(۴) اگر کوئی شخص سوال کرے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ انسانی جانوں کی حفاظت کے لئے جنگ کے ہولناک نتائج سے بچنے کے لئے، انسانوں کو زمین میں سفر کا موقع دینے کے لئے ہم ان لوگوں سے جنگ بندی کرلیں یا وقتی طور پر صلح کرلیں تاکہ لوگ روزی کما سکیں، دنیا کو آباد کر سکیں، حق کی طرف بلا سکیں، لوگوں کو سیدھی راہ دکھا سکیں اور انصاف کا عملی نمونہ پیش کر سکیں؟ اگر کوئی یہ بات کہے تو اس کی بات صحیح ہے اور یہ مقصد بجائے خود ایک عظیم مقصد ہے۔ جو ایک بلند مقام کا حامل اور انتہائی مؤثر ہے۔ لیکن اس میں یہ خیال رکھنا لازمی ہو گا کہ حق کو حق کہا جائے، اس کی تائید کی جائے تاکہ اس کے نتیجہ میں مسلمان غیر مسلموں کے مقابلے میں نام نہاد مصلحتوں کا شکار ہو کر اللہ کے احکامات اور اپنی خودداری اور عزت نفس سے دست بردار نہ ہو جائیں، بلکہ انہیں چاہیئے کہ اپنے عز و شرف کا پورا پورا خیال رکھیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) پر پوری طرح عمل پیرا رہیں۔ قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں اور رسول کریم ﷺ کی اتباع کو پیش نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ۞ وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴾ (الأنفال٨/ ٦١)

"اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جائیں اور اللہ پر اعتماد رکھیں۔ یقیناً وہی (سب کچھ) سننے والا، جاننے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَا تَهِنُوا۟ وَتَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱلسَّلْمِ وَأَنتُمُ ٱلْأَعْلَوْنَ وَٱللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ ﴾ (محمد٤٧/ ٣٥)

"تم کمزور نہ پڑ جاؤ اور صلح کی دعوت نہ دو' تم ہی بلند تر ہو' اللہ تمہارے ساتھ ہے' وہ تمہارے عملوں میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔"

جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی عملی تفسیر متعدد مواقع پر پیش فرمائی۔ حدیبیہ کے موقع پر قریش سے صلح کی' مدینہ منورہ میں جنگ خندق سے پہلے یہود کے ساتھ صلح کی اور غزوہ تبوک کے موقع پر روم کے نصاریٰ سے صلح کی۔ چنانچہ اس کے واضح اثرات اور عظیم نتائج سامنے آئے' امن قائم ہوا' انسانی جانوں کی حفاظت ہوئی' حق کی مدد ہوئی اور اسے زمین میں شوکت حاصل ہوئی' لوگ جوق درجوق اسلام میں داخل ہوئے اور سب لوگ اپنی زندگی میں دینی اور دنیوی طور پر اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی وجہ سے خوشحالی' ترقی' اسلامی سلطنت کی قوت اور اسلام وامن کی دولت سے بہرور علاقوں کی وسعت کے خوشگوار نتائج حاصل ہوئے۔ تاریخ انسانیت اور حیات انسانی کی عملی صورت حال اس کی سب سے مضبوط دلیل اور واضح گواہی ہے' بشرطیکہ انصاف سے کام لیا جائے اور توجہ سے بات سنی جائے' مزاج میں اعتدال ہو اور سوچ افراط و تفریط سے پاک ہو' عصبیت اور خواہ مخواہ کے جھگڑے سے پرہیز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ وہی ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔

(۵) دروز' نصیری' اسماعیلی اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بابی اور بہائی سب کے سب قرآن وحدیث کی نصوص کو اپنی مرضی کے معنی پہناتے ہیں اور اپنے لئے ایسی خود ساختہ شریعت تیار کر لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی۔ انہوں نے اپنی خواہشات نفس کے پیچھے لگ کر تحریف و تبدیل کا وہ راستہ اختیار کیا ہے جو یہود ونصاریٰ نے اختیار کیا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے پہلے فتنہ کے لیڈر عبد اللہ بن سبا حمیری کی تقلید کی ہے جو بدعت' گمراہی اور تفریق بین المسلمین کا علم بردار تھا۔ اس کی شرارت اور گمراہی نے خوب پر پرزے نکالے اور اس کی وجہ سے بہت سے گروہ گمراہ ہو گئے اور انہوں نے کفریہ عقائد اختیار کر لئے اور مسلمانوں میں اختلاف جڑ پکڑ گیا۔ اب اس قسم کی جماعتوں اور سچے مسلمانوں کو باہم قریب لانے کی دعوت غیر مفید ہے اور ان لوگوں کو سچے مسلمانوں سے ملا دینے کی کوشش کی کامیابی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ لوگ گمراہی' الحاد' کفر' مسلمانوں سے حسد اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لحاظ سے یہود و نصاریٰ سے گہری مشابہت رکھتے ہیں' اگرچہ ان کے درمیان آپس میں اختلافات بھی ہوں' ان کی جماعتیں الگ الگ ہوں' ان کے مقاصد اور خواہشات مختلف ہوں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے یہود و نصاریٰ آپس میں اختلاف رکھنے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مصر کی جامع ازھر کے بعض علماء نے ایران کے رافضی "قمی" سے قربت کی کافی کوشش کی اور متعدد پاکیزہ دل سچے علماء بھی اس دھوکے میں آ گئے' حتیٰ کہ انہوں نے "التقریب" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ لیکن جلد ہی انہیں حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ لہٰذا "جماعت التقریب" انجام کار ناکام ہو گئی۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ دل ایک دوسرے سے دور ہیں' خیالات اور آراء میں بے حد اختلاف ہے اور عقائد باہم متضاد ہیں' تو پھر اجتماع ضدین کس طرح ممکن ہے؟

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

مخصوص شخص پر کفر کا اطلاق

فتویٰ (۵۰۰۳)

کون سے گناہ سے کفر لازم آتا ہے؟

سوال جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے اس کے بارے میں دین اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟ مصر میں ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو شرک باللہ کے علاوہ بھی کسی گناہ کے ارتکاب کرنے پر مسلمان کو کافر قرار دے دیتی ہے۔ تو کیا' اللہ کی نافرمانی کے اعمال کا صدور اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ایک انسان کو کافر بنا دیتا ہے حالانکہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

کبیرہ گناہ اپنی شناخت اور شدت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے کچھ تو شرک ہیں' کچھ نہیں۔ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ وہ شرک کے سوا کسی گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہتے۔ مثلاً قتل' شراب' زنا' چوری' یتیم کا مال کھانا' پاک دامن خواتین کو بدکاری کی تہمت لگانا' سود کھانا اور دوسرے کبیرہ گناہ۔ لیکن مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں پر اسلامی شریعت کے مطابق حد یا تعزیر نافذ کرے اور مجرم کا فرض ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے۔ لیکن ایسے کبیرہ گناہ (جن کا تعلق عقیدہ سے ہے) جیسے اللہ کے سوا کسی سے فریاد کرنا' مثلاً مصیبت سے نجات کے لئے فوت شدہ بزرگوں کو پکارنا اور ان کے لئے نذر ماننا اور ان کے لئے جانور قربان کرنا' اس قسم کے کبیرہ گناہ کفر اکبر ہیں۔ جو شخص کوئی ایسا کام کرے اسے صحیح مسئلہ بتانا چاہئے اور دلائل سے خوب واضح کرنا چاہئے۔ اس وضاحت اور تبلیغ کے بعد اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔ ورنہ مسلمان حکمران اسے مرتد قرار دے کر سزائے موت دے گا۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
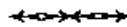
فتویٰ (۷۲۳۳)

کسی مسلمان کو غیر مسلم کہنا

سوال مسلمان کو کہنا کہ تو مومن نہیں یا تو بے ایمان ہے' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ایسا کہنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلاَّ رَجَعَتْ عَلَيْهِ»

"جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہتا ہے' او کافر! تو یہ لفظ ان میں سے کسی ایک پر صادق آ جاتا ہے۔ اگر (جسے کہا گیا ہے) وہ ایسے ہی ہے جیسا کہا گیا (پھر تو وہ کافر ہے ہی) ورنہ یہ (لفظ) کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔" (متفق علیہ) ❶

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"جو شخص اپنے بھائی کو کفر کے لفظ کے ساتھ بلاتا ہے (اسے کافر کہتا ہے) یا کہتا ہے "او اللہ کے دشمن! اور (جسے کہا گیا ہے) وہ ایسا نہیں ہے تو یہ بات کہنے والے پر پلٹ آتی ہے۔" (متفق علیہ) ❷

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۲۳۲)
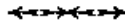
کسی مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر بلانا

سوال ایک مسلمان اپنے بھائی کو کہتا ہے "اے کافر!" حالانکہ مخاطب پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جزاکم اللہ خیراً اور یہ بھی فرمائیں کہ کثرت نسیان کا کیا علاج ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو کفر کی طرف منسوب کرے' جب کہ اس نے کفر کا کام نہ کیا ہو۔ اس پر واجب ہے کہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اپنے بھائی سے بھی معذرت کرے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ایسی حرکت پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے۔

دیر سے یاد ہونے اور بھول جانے کا علاج یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کیا جائے اور جس چیز کو یاد کرنا مقصود ہو اسے بار بار دہرایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں مدد فرمائے۔ ہم' اپنے لئے اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے کہ آپ اپنا مقصود حاصل کر سکیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۶۱۰۴۔ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۶۰۔ جامع ترمذی حدیث نمبر: ۲۶۳۹۔

❷ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۰۴۵۔ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۶۱۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۳۶۸۷۔

فتویٰ (۶۴۴۴)

کفر کا حکم لگانے میں جلدی نہ کی جائے

سوال کیا کسی شخص کو اس کی غلطی بتانے سے پہلے یہ کہنا جائز ہے کہ "تم کافر ہو"؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

اگر مخاطب کافر ہو تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ پہلے اسے بتایا جائے کہ فلاں کام کفر ہے اور اچھے طریقے سے اس سے باز رہنے کی نصیحت کی جائے۔ اس کے باوجود اگر وہ شخص اس کام سے باز نہ آئے جس کی وجہ سے کفر لازم ہو رہا ہے تو اس پر کافر والے احکام نافذ ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس وعید کی زد میں آئے گا کہ اگر اس کی موت کفر پر ہوئی تو وہ دائمی جہنمی ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان معاملات کی اچھی طرح تحقیق کر لی جائے اور کفر کا حکم لگانے میں جلدی نہ کی جائے حتیٰ کہ دلیل بالکل واضح ہو جائے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۱۰۹)

کسی کو کفریہ حرکت یا کلمہ پر کافر کہہ سکتے ہیں

سوال کیا علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو کافر کہہ دیں اور اس پر کفر کا الزام لگا دیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

کسی کی تعیین کیے بغیر (کسی کفریہ حرکت کی بنا پر) کافر قرار دینا شرعاً درست ہے۔ مثلاً یہ کہنا "جس مصیبت کا ٹالنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اگر کوئی شخص اس مصیبت کو ٹالنے کے لئے غیر اللہ سے فریاد کرے تو وہ کافر ہے۔" مثلاً کوئی شخص کسی نبی یا ولی سے یہ درخواست کرے کہ وہ اسے یا اس کے بیٹے کو شفا دے دے۔

کسی معین شخص کو اس صورت میں کافر کہا جا سکتا ہے جب وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جس کا جزو دین ہونا ہر خاص وعام کو معلوم ہو۔ مثلاً نماز' زکوٰۃ یا روزہ وغیرہ۔ جو شخص اس کا علم ہونے کے بعد بھی انکار کرتا ہے اسے کافر کہنا واجب ہے۔ لیکن اسے نصیحت کرنی چاہئے اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ اسلامی حکمران اس کو سزائے موت دیں۔ اگر کفریہ اعمال کے ارتکاب کے بعد بھی کسی خاص شخص کو کافر کہنا درست نہ سمجھا جائے تو پھر کسی مرتد پر بھی حد نافذ نہیں ہو سکتی۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۲۲۶)

کسی کو کافر کہنا کب جائز ہے؟

سوال کسی کو کافر کہنا کب جائز اور کب ناجائز ہے؟ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں تکفیر کی کیا نوعیت ہے۔

﴿ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴾ (المائدة ٥/ ٤٤)

"جو اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ کسی کو کافر کہنا کب جائز اور کب ناجائز ہے تو آپ وہ کیفیت یا صورت بیان کریں جس میں آپ کو اشکال ہے تو ہم آپ کو اس کا حکم بتادیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ومن لم یحکم....... میں تکفیر کی نوعیت "کفر اکبر" ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جناب مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا:

«وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ رَدًّا لِلْقُرْآنِ، وَجَحْدًا لِقَوْلِ الرَّسُولِ ﷺ فَهُوَ كَافِرٌ»

"جو شخص قرآن کو رد کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا انکار کرتے ہوئے اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے"۔

لیکن جو شخص قرآن وحدیث کے خلاف فیصلہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ گناہ کر رہا ہے لیکن اسے ملنے والی رشوت وغیرہ' یا فریق مقدمہ سے دشمنی یا رشتہ داری یا دوستی وغیرہ اسے حق کے خلاف فیصلہ کرنے کی طرف راغب کر رہی ہے تو ایسے شخص کا کفر "کفر اکبر" نہیں ہو گا۔ اسے اللہ کا نافرمان قرار دیا جائے گا "کفر سے کم تر کفر یا ظلم سے کم تر ظلم یا فسق سے کم تر فسق" کا مرتکب ہوا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۲۰۱)

کافر کو کافر کہنے کا وجوب

سوال ہم اس شخص کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتے ہیں جو کافر کو کافر نہیں کہتا۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو جائے' اس کو کافر سمجھنا اور اس پر کفر کا حکم لگانا واجب ہے اور مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ نہ کرے تو اس پر ارتداد کی شرعی حد نافذ کرے۔ جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ البتہ اگر وہ کسی شبہ کی وجہ سے یہ موقف رکھتا ہے تو اس شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۲۵۴)
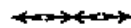
سوال کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی یہودی یا عیسائی کو کافر کہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لئے جائز ہے کہ کسی یہودی یا عیسائی کے بارے میں کہے کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے لئے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جو کوئی بھی قرآن کریم غور و فکر کے ساتھ پڑھتا ہے اسے یہ بات معلوم ہے۔ مثلاً ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ فِى نَارِ جَهَنَّمَ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ ۚ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ ٱلْبَرِيَّةِ ﴾ (البینۃ ۹۸/ ٦)

"اہل کتاب اور مشرکین، جنہوں نے کفر کیا وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے، ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔" یہاں اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ، رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۳۱۹)

کیا یہود و نصاریٰ کو کافر کہا جا سکتا ہے؟

سوال کیا نصرانی کو کافر کہنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جی ہاں! یہودی یا عیسائی کو کافر کے نام سے موسوم کرنا اور ان پر کفر کا حکم لگانا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ نام رکھا ہے اور ان پر یہ حکم لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ ٱلْبَيِّنَةُ ﴾ (البینۃ ۹۸/ ۱)

"جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب اور مشرکین میں سے، وہ باز آنے والے نہیں تھے حتیٰ کہ ان کے پاس دلیل آجاتی۔"

اور فرمایا:

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ﴾ (المائدۃ ۵/ ۱۷)

"یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ ہی مسیح بن مریم ہے"

مزید فرمان ربانی ہے:

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَـٰثَةٍ ﴾ (المائدۃ ۵/ ۷۳)

"یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔"

اس کے علاوہ اور بہت سی آیات واحادیث موجود ہیں جن میں ان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ، رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۳۹۷)

جس کو قرآن کی دعوت نہیں پہنچی اس کا حکم

سوال بدھ مت سے تعلق رکھنے والی ایک تعلیم یافتہ خاتون نے سات سال تک گہرائی سے اسلام کا مطالعہ کیا اور حال ہی میں وہ مسلمان ہو گئی' آج کل وہ بڑی سرگرمی سے اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے اور متعدد مرد اور عورتیں اس کی تبلیغ سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ ایک بار وہ چند نو مسلم افراد کے ساتھ ایک دور دراز علاقے کے تبلیغی دورے پر تھی کہ بدھ مت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اس سے ایک سوال کیا کہ آپ لوگ غیر مسلموں کو جہنمی کس طرح کہہ سکتے ہیں' حالانکہ اس علاقے میں ہم نے آج سے پہلے اسلام کا نام بھی نہیں سنا تھا' تو کیا ہمارے باپ دادا جہنمی ہیں؟ اگر مسلمانوں نے ان تک سچا دین نہیں پہنچایا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے؟ اس نو مسلم خاتون نے ہم سے رابطہ کیا اور وہ اس سوال کا جواب چاہتی ہے۔ سوال کرنے والا شخص بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان غیر مسلموں کے جہنمی ہونے کا حکم اسی شرط کے ساتھ لگاتے ہیں کہ ان تک قرآن کی دعوت خود ان کی زبان میں پہنچ چکی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾ (الأنعام۶/ ۱۹)

"میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ساتھ تمہیں بھی ڈراؤں اور اسے بھی جس تک یہ (قرآن) پہنچے۔"

اور ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾ (الإسراء۱۷/ ۱۵)

"ہم عذاب نہیں کرتے حتیٰ کہ رسول بھیج دیں۔"

لہٰذا جس غیر مسلم کو اسلام کی دعوت پہنچی ہو اور وہ کفر پر اڑا رہے وہ جہنمی ہے۔ اس کی دلیل مذکورہ بالا آیات قرآنی ہیں اور ارشاد نبوی ہے۔

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اس امت میں سے جس یہودی یا عیسائی کو میرے (مبعوث ہونے کے) متعلق خبر مل جائے' پھر وہ اس (دین) کو قبول نہ کرے جو مجھے دے کر مبعوث کیا گیا ہے' وہ (منکر شخص) جہنمی ہو گا۔"[1]

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ جس شخص کو اس انداز سے اسلام کی دعوت نہیں پہنچ سکی کہ اس پر حجت قائم ہو جائے اس کا معاملہ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ قیامت کے دن ایسے افراد کی آزمائش کی جائے گی۔ جس نے اس وقت اللہ کے احکام کی تعمیل کی وہ

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۳۱۷' ۳۵۰' ج:۴' ص:۳۹۶' ۳۹۸۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۱۵۳۔ مستدرک حاکم ج:۲' ص:۳۴۲۔

جنت میں جائے گا اور جس نے نافرمانی کی' وہ جہنم میں جائے گا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت مبارکہ " ﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾ (الإسراء١٧/ ١٥) کی تفسیر کرتے ہوئے یہ مسئلہ واضح کیا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "طریق الہجرتین" کے آخر میں "طبقات المکلفین" کے عنوان کے تحت اس مسئلہ پر بات کی ہے۔ ہماری رائے میں مزید استفادہ کے لئے ان کتب کا مطالعہ مناسب ہو گا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۴۳)

قبر پرستوں کے بارے میں شرعی حکم

سوال ہمارے ہاں قبر پرستی عام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قبر پرستوں کا دفاع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں اور جہالت کی وجہ سے معذور ہیں' لہٰذا انہیں اپنی بیٹیوں کا رشتہ دینے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں' بلکہ اس سے بڑھ کر یہ حضرات ان کے کفر کے قائلین کو بدعتی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے بدعتیوں والا سلوک کیا جانا چاہیئے بلکہ وہ' دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ آپ بھی قبر پرستوں کو ان کی جہالت کی وجہ سے معذور سمجھتے ہیں' کیونکہ جناب نے غباشی نامی ایک شخص کے تحریر کردہ ایک پمفلٹ کی تائید کی ہے جس میں اس نے قبر پرستوں کو معذور کہا ہے۔ لہٰذا جناب والا سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کن معاملات میں جہالت اور لاعلمی کو عذر قرار دیا جا سکتا ہے اور کن امور میں نہیں؟ مزید برآں اس موضوع پر کچھ اہم کتابوں کی طرف راہنمائی فرمائیں' جن کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کیا جا سکے۔ جناب کی بہت نوازش ہو گی۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ دینی مسائل میں بے علمی کی بنا پر اسے معذور قرار دیا جائے یا نہیں اس کا دارومدار اس بات پر بھی ہے کہ اسے یہ مسئلہ کما حقہ پہنچایا جا چکا ہے یا نہیں اور اس بات پر بھی کہ مسئلہ کس حد تک واضح ہے اور کس حد تک اس میں غموض اور اخفاء پایا جاتا ہے اور اس بات پر بھی کہ کسی شخص میں اس مسئلہ کو سمجھنے کی استعداد کس قدر ہے۔ اس لئے جو شخص کسی تکلیف یا مصیبت کو دور کرنے کے لئے قبروں میں مدفون افراد سے فریاد کرتا ہے اسے وضاحت سے بتایا جانا چاہیئے کہ یہ شرک ہے اور اس پر اس حد تک اتمام حجت ہونا چاہیئے کہ تبلیغ کا فرض ادا ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ شخص قبر پرستی پر اصرار کرے تو وہ مشرک ہے' اس سے دنیا میں غیر مسلموں والا سلوک کیا جائے اور اگر اسی عقیدہ پر مرجائے تو آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾
(النساء٤/ ١٦٥)

"(ہم نے) خوشخبری دینے اور تنبیہ کرنے کے لئے رسول (بھیجے) تاکہ رسولوں (کے آنے) کے بعد لوگوں کے پاس (حق کو قبول نہ کرنے کی) کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے"

مزید فرمایا:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾ (الاسراء ۱۷/ ۱۵)

"اور ہم عذاب نہیں کرتے حتیٰ کہ رسول بھیج دیں۔"

اور فرمایا:

﴿ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾ (الأنعام ۶/ ۱۹)

"(اے نبی! آپ فرما دیں) میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعے بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ساتھ میں تم کو بھی (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤں اور (ان کو بھی) جن تک یہ (پیغام) پہنچے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لاَ يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلاَ نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»

"قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سن لے (یعنی اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے) پھر وہ اس (دین) پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو (دین) مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، وہ شخص (ضرور) جہنمی ہو گا۔" [1]

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤاخذہ تبھی ہو سکتا ہے جب کسی کو وضاحت سے خبر دی جا چکی ہو اور اس پر حجت قائم ہو چکی ہو۔ جو شخص کسی ایسے ملک میں رہتا ہو جہاں وہ اسلام کی دعوت کے متعلق سنتا ہے، پھر وہ ایمان نہیں لاتا اور نہ اہل حق سے مل کر حق معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ اسے دعوت پہنچی ہو اور وہ پھر بھی کفر پر اڑا رہا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی، بیان کردہ مذکورہ بالا حدیث اس مسئلہ کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا وہ قصہ بھی دلیل بن سکتا ہے جب سامری نے انہیں گمراہ کر دیا تھا اور وہ بچھڑا پوجنے لگے تھے۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام، اللہ سے ہم کلام ہونے کے لئے جاتے وقت اپنے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ جب ہارون علیہ السلام نے انہیں بچھڑے کی پوجا سے منع کیا تو انہوں نے کہا:

﴿ قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴾ (طہ ۲۰/ ۹۱)

"ہم تو اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے حتیٰ کہ موسیٰ واپس ہمارے پاس آجائے۔"

انہوں نے شرک کی طرف بلانے والے کی بات مان لی اور توحید کی دعوت دینے والے کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرک اور دھوکے کی بات مان لینے میں معذور قرار نہیں دیا کیونکہ توحید کی دعوت موجود تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید پر بھی کوئی طویل زمانہ نہیں گزرا تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جہنمیوں سے جھگڑے اور شیطان کے ان سے اظہار براءت کا واقعہ بیان کیا ہے، اس سے بھی مذکورہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۵۳۔ مستدرک حاکم ج: ۲، ص: ۳۴۲۔ مسند احمد ج: ۲، ص: ۳۱۷، ۳۵۰ ج: ۴، ص: ۳۹۶، ۳۹۸۔

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (ابراھیم١٤/ ٢٢)

"جب معاملے کا فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا "بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر وعدہ خلافی کی۔ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا مگر میں نے تمہیں (گمراہی کی طرف) بلایا' تم نے میری بات مان لی۔ تو (اب) مجھے ملامت نہ کرو' اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمہیں مصیبت سے چھڑا سکتا ہوں نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ اس سے پہلے (دنیا میں) تم جو مجھے (اللہ کا) شریک بناتے رہے ہو (کہ اللہ کے احکام کو چھوڑ کر میری باتیں مانتے رہے ہو)' میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ بے شک ظالموں ہی کے لئے اذیت ناک سزا ہے۔"

انہوں نے شیطان کے وعدے کو سچ مان لیا تھا' شیطان نے ان کے سامنے جھوٹ کو سچ کے رنگ میں پیش کیا اور شرک جیسے گھناؤنے جرم کو خوبصورت بنا کر پیش کیا اور وہ اس کے پیچھے لگ گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اس معاملے میں معذور قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے عظیم ثواب کا سچا وعدہ موجود تھا جو اس وعدے کی تصدیق کر کے اس کی شریعت قبول کر لے اور اس کے مطابق سیدھے راستے پر گامزن ہو جائے۔

جن علاقوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود ہے' ان کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے رہنے والوں کو دو گروہ اپنی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک گروہ طرح طرح کی شرکیہ اور غیر شرکیہ بدعات کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے اور اپنی بدعت کو عام کرنے کے لئے ضعیف حدیثوں اور عجیب و غریب قصے کہانیوں کا سہارا لیتا ہے اور انہیں دلکش انداز سے بیان کر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دوسرا گروہ حق اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور اس کے بارے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے دلائل پیش کرتا ہے اور فریق مخالف کے دعووں کی غلطی اور فریب کو واضح کرتا ہے۔ اس فریق نے حق کو واضح کرنے اور خاص و عام تک پہنچانے میں جو کوششیں کی ہیں' وہ قیام حجت کے لئے کافی ہیں' اگرچہ اس فریق کی افرادی تعداد کم ہی ہو۔ کیونکہ حق بیان کرنے میں دلیل کا اعتبار ہوتا ہے کثرت تعداد کا نہیں۔ جو شخص سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور اس قسم کے علاقے میں رہائش پذیر ہے' وہ اہل حق کی باتیں سن کر حق کو پہچان سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تلاش حق کی کوشش کرے' خواہشات نفسانی اور عصبیت سے بچ کر رہے' دولت مندوں کی دولت اور سرداروں کی سرداری دیکھ کر دھوکا نہ کھائے' اس کے غور و فکر کا معیار درست ہو' عقل و فہم سے دست بردار نہ ہو چکا ہو۔ یعنی ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کی کیفیت ان آیات مبارکہ میں بیان ہوئی ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ (الأحزاب٣٣/ ٦٤۔٦٨)

"اللہ نے کافروں کو یقیناً دھتکار دیا ہے اور ان کے لئے بھڑکتی آگ (جہنم) تیار کی ہے' وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے انہیں کوئی دوست ملے گا نہ مددگار۔ جس دن آگ میں ان کے چہرے ادھر ادھر (الٹ پلٹ) کئے جائیں گے۔ (اس دن) وہ کہیں گے "کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی! کہیں گے "اے ہمارے مالک! ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر

دیا۔ اے ہمارے رب! انہیں دگنا عذاب دے اور انہیں بڑی لعنت کر۔"

البتہ جو شخص غیر اسلامی ملک میں رہتا ہے اور اس نے اسلام' قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے متعلق کچھ نہیں سنا' تو اگر فرض کریں کہ ایسا کوئی شخص موجود ہے تو اس کا حکم اہل فترت کی طرح ہے (جو ایسے زمانے میں تھے کہ سابقہ نبی کی تعلیمات فراموش کی جاچکی تھیں اور نیا نبی ابھی مبعوث نہیں ہوا تھا۔) مسلمان علماء کا فرض ہے کہ اسے دین اسلام کے عقائد اور اعمال کی تعلیم دیں تاکہ اس پر حجت قائم ہو اور اس کا عذر ختم ہو جائے۔ قیامت کے دن ایسے شخص سے وہی معاملہ کیا جائے گا جو ان افراد سے کیا جائے گا جو دنیا میں جنون یا کم سنی وغیرہ کی وجہ سے مکلف ہی نہیں تھے۔ باقی رہے وہ شرعی احکام جو عام لوگوں کے لئے واضح نہیں ہوتے مثلاً ان میں وجہ دلالت بہت خفی ہے یا دلائل بظاہر باہم متعارض ہیں اور ترجیح میں علماء مختلف آراء رکھتے ہیں' تو اس قسم کے مسائل میں اختلاف کرنے والے پر ایمان یا کفر کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے صحیح کہا اور اس سے غلطی ہوئی وہ عند اللہ معذور ہے اور اسے اجتہاد کا ثواب بہرحال ملے گا اور جس کا اجتہاد صحیح ہوا اسے دگنا ثواب ملے گا۔ اس قسم کے مسائل سمجھنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت میں تفاوت پایا جاتا ہے قرآن وحدیث کی نصوص سے واقف ہونے' صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز اور ناسخ ومنسوخ کی پہچان وغیرہ میں بھی سب علماء برابر نہیں ہوتے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو اہل توحید قبر پرستوں کو کافر سمجھتے ہیں' ان کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے ان اہل توحید بھائیوں کو کافر کہیں جو قبر پرستوں کو کافر قرار دینے میں تامل کرتے ہیں۔ اصل میں ان کے سامنے یہ فتویٰ لگانے میں ایک شبہ ہے وہ یہ کہ ان قبر پرستوں کو کافر قرار دینے سے پہلے ان پر اتمام حجت کرنا ضروری ہے بخلاف غیر مسلموں کے مثلاً یہودی' عیسائی اور کمیونسٹ کہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو انہیں کافر نہیں سمجھتا اس کا کفر بھی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اور انہیں نفس کے شر اور گناہوں کی شامت سے محفوظ رکھے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم بغیر علم کے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ نہ کہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس پر قادر ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

تعبیر و توضیح میں باریک بینی اور شک و شبہ میں ڈالنے والے الفاظ سے گریز کی ضرورت

فتویٰ (۲۸۲)

صحیح الفاظ کا انتخاب کریں

سوال اسلامی معاشروں میں اپنے چالو طریق کار کو اسلامی تعلیمات کے موافق ظاہر کرنے کے لئے کچھ کلمات بولے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

«وَتَمَشِّيًا مَعَ الْعَادَاتِ وَالتَّقَالِيدِ الإِسْلاَمِيَّةِ نَهْجُنَا كَذَا»

"اسلامی رسم ورواج پر چلتے ہوئے" ہمارا طریق کار یہ ہے۔"

زمانۂ حاضر کے علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ الفاظ استعمال کرنے درست ہیں یا نہیں' بعض علماء ان الفاظ کو استعمال کرنا درست نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اسلام "رسم ورواج" سے الگ چیز ہے۔ انہوں نے اس بارے میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ لفظ اسلام کے دشمنوں نے ہمارے اندر رائج کیا ہے۔ بعض دوسرے حضرات اس عبارت کے استعمال میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے اللہ اور رسول کے احکام کی پابندی کرتے ہیں' کسی اور چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے اور عبادت کا مقصود بھی تو یہی ہے اور تقالید کا یہ لفظ اسی "تقلید" کے لفظ سے ماخوذ ہے جس پر علمائے کرام نے علمی کتابوں میں بحث کی ہے۔

گزارش ہے کہ آپ اس لفظ کے ضمنی معانی ومفاہیم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمائیں کہ اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اور دلائل بھی بیان فرمادیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اسلام کسی رسم ورواج کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ تو اس وحی کا نام ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل کی اور جس کے ساتھ اس نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں جب مسلمان اس کی پیروی کرتے ہیں اور مسلسل اس پر عمل کرتے ہیں تو یہ چیز ان کے اخلاق وعادات کا جزو بن جاتی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام ایسے قوانین کا نام نہیں ہے جو عوام کے رواج سے ماخوذ ہوں کیونکہ وہ یقیناً اللہ پر' اس کے رسولوں پر اور اسلامی قانون کے تمام بنیادی امور پر ایمان رکھتا ہے لیکن جو الفاظ اخبارات ورسائل اور ریڈیو وغیرہ میں اور مختلف قوانین کی شقوں میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں عام لوگ بھی وہی الفاظ استعمال کرنے لگتے ہیں۔ جس کی مثال سوال میں مذکور الفاظ وَتَمَشِّيًا مَعَ الْعَادَاتِ وَالتَّقَالِيدِ "اسلامی رسم و رواج پر چلتے ہوئے"

ہیں۔

لوگ اسے اچھی نیت سے بولتے ہیں اور ان کا مقصد دین اسلام اور اس کے احکام کی اطاعت ہوتا ہے۔ یہ مقصد اچھا ہے جس پر وہ تعریف کے مستحق ہیں' لیکن انہیں چاہیئے کہ اس مقصود کو ظاہر کرنے کے لئے ایسی عبارت استعمال کریں جو اپنے مقصود کو واضح طور پر بیان کرتی ہو اور اس سے یہ شک نہ پڑے کہ اسلام بھی کچھ رسم ورواج وغیرہ کا مجموعہ ہے جس پر ہم اور ہمارے آباؤ اجداد چلتے آئے ہیں۔ مثلاً ان معاشروں کے طریق کار کو ظاہر کرنے کے لئے مذکورہ بالا الفاظ کے بجائے اس طرح کہا جا سکتا ہے۔

«وَتَمَشِّيًا مَعَ شَرِيعَةِ الإِسْلَامِ وَأَحْكَامِهِ الْعَادِلَةِ»

"اسلامی شریعت اور اس کے عادلانہ احکام پر عمل کرتے ہوئے...."

ایک مسلمان کے لئے صرف نیت کا صحیح ہونا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نیت کو ظاہر کرنے والی عبارت بھی صحیح اور واضح ہونی چاہیئے۔ لہٰذا ایک مسلمان کو اس قسم کی عبارت سے بچنا چاہیئے جن میں ان غلط معانی کا احتمال ہو کہ اسلام بھی کچھ رسوم اور رواجوں کا مجموعہ ہے۔ جب ایک انسان ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے جو غلط فہمی کے امکان سے پاک ہوں تو پھر محض حسن نیت کی بنا پر اسے اس قسم کے ذو معنی الفاظ و تراکیب کے استعمال کی جواب دہی سے بری قرار نہیں دیا جا سکتا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی

فتویٰ (۵۲۰۹)

"آپ ہمیشہ رہیں" الفاظ استعمال کرنا

سوال درخواستوں وغیرہ کے آخر میں یہ لفظ لکھنے کا کیا حکم ہے "ودمتم" (آپ ہمیشہ رہیں)؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ دوام صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے' مخلوق کے لئے دوام نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۷۸۸۷)

"موت ایک اور اسباب بہت ہیں" جملہ جائز ہے

سوال کیا یہ کہنا جائز ہے "موت ایک ہے اور اسباب بہت سے ہیں"؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جی ہاں! یہ الفاظ بولے جا سکتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان شاء اللہ۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۱۷۷)

"یا سیدی" کے الفاظ استعمال کرنا

سوال کیا فوج یا پولیس کے افسر کو اس طرح کہنا جائز ہے: "حاضر یا سیدی" (میرے آقا! میں حاضر ہوں)

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یوں کہنا جائز ہے "حاضر" لیکن «يَا سَيِّدِي» کہنا جائز نہیں' جب بعض صحابہ کرامؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا: «أَنْتَ سَيِّدُنَا» (آپ ہمارے آقا ہیں) تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: «اَلسَّيِّدُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى» (آقا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے)۔ یہ حدیث امام ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کی ہے۔ [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
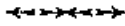
فتویٰ (۹۲۳۴)

بے ادبی کا احتمال رکھنے والے الفاظ استعمال کرنا

سوال میں ایک ہائی سکول میں استاذ ہوں (کورس میں مقرر) توحید کی کتاب میں ایک عبارت نظر سے گزری' جو مجھے صحیح معلوم نہیں ہوئی۔ آپ سے گزارش ہے کہ بیان فرمائیں کہ یہ عبارت کس حد تک صحیح ہے اور کیا یہ رب العالمین کے شان کے منافی تو نہیں؟ ثانوی کی دوسری کلاس میں مقرر محمد قطب کی تصنیف کردہ کتاب التوحید میں صفحہ ۲۳ سطر ۱۷ میں یہ عبارت پائی جاتی ہے کہ "جب اللہ کی طرف سے رسول آکر کہتا ہے۔

﴿ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓ ﴾ (الأعراف ۷/ ۵۹)

(اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں)

اور یہ بات ہر رسول نے اپنی قوم سے کہی ہے' تو وہ رسول حقیقت میں اللہ کا چھینا ہوا حق حقدار کو واپس کرنے کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی انسانوں کے لئے قانون بنانے کا حق' حلال اور حرام' جائز اور ناجائز قرار دینے کا حق"۔ ثانوی کی تیسری کلاس کی کتاب' جو اسی مصنف کی تحریر کردہ ہے' اس میں صفحہ: ۸۳ میں آخری تین سطروں میں یہی بات کہی گئی ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب اقتدار کا چھینا ہوا حق' جس سے لوگوں کو غلام بنایا جاتا ہے' اس کے حقیقی مالک یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹاتا ہے۔ میں نے تو اس عبارت کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اور اسے جائز یا ناجائز نہیں کہا۔ آپ سے گزارش ہے کہ وضاحت فرمائیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

معنی و مفہوم کے لحاظ سے آپ کی ذکر کردہ عبارت میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن کلام کے اسلوب میں اللہ کی شان

---

[1] مسند احمد ج: ۴' ص: ۲۴' ۲۵۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۸۰۶۔ ابن السنی' عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر: ۳۸۷۔ الادب المفرد امام بخاری حدیث نمبر: ۲۱۱۔ الاسماء والصفات امام بیہقی حدیث نمبر: ۲۲۔ عمل الیوم واللیلۃ امام نسائی حدیث نمبر: ۲۴۵' ۲۴۶' ۲۴۷۔

میں بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی غالب آکر اس سے اس کا حق نہیں چھین سکتا۔ بلکہ وہ غالب ہے اور بندوں سے بالاتر ہے۔ لیکن مشرک اور شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والے اللہ کے اس حق کے بارے میں زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں اور اس کی شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۲۱۷)

کسی کو جنتی یا بخشا ہوا کہنا

سوال میں نے کچھ الفاظ سنے ہیں جو کہ عام لوگ اپنی بات چیت میں اکثر استعمال کرتے ہیں' میں ان کے متعلق اسلام کا موقف معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کا ذکر کرتے ہوئے عموماً "فلاں صاحب مرحوم" کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی صاحب حیثیت و صاحب منصب ہو تو «اَلْمَغْفُوْرُ لَهٗ فُلَانٌ» بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ کیا ان لوگوں نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ فلاں کی مغفرت ہو گئی اور فلاں پر اللہ نے رحم کر دیا؟ اس لئے خاص طور پر یہ مسئلہ پوچھنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۸۷)

"اور جب اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم اسے ضرور لوگوں کے لئے بیان کرو گے اور چھپاؤ گے نہیں۔" لہٰذا فتویٰ ارشاد فرمایئے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کو بخش دینا یا موت کے بعد اس پر رحم فرمانا ان غیبی معاملات میں شامل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد جس فرشتے' نبی یا رسول کو اللہ تعالیٰ اطلاع دے دے وہ جان سکتا ہے۔ کسی اور فرد کا کسی میت کے بارے میں یہ کہنا کہ اللہ نے اسے بخش دیا ہے یا اس پر رحم کر دیا ہے' جائز نہیں۔ سوائے اس شخص کے جس کے متعلق نبی معصوم ﷺ کا واضح فرمان موجود ہو۔ اس کے بغیر ایسی بات کہنا ہوا میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ﴾ (النمل ۲۷/ ٦٥)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"

اور فرمایا:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ۝٢٦ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ (الجن ۷۲/ ۲٦-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے' پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' مگر جس رسول کو (کچھ بتانا) پسند کرے۔"

لیکن ایک مسلمان کے لئے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے اس کی مغفرت فرما دے اور اس پر رحم فرما دے لہٰذا اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرنی چاہیے نہ کہ اس کے بارے میں یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ اس کی مغفرت ہو گئی ہے اور اس پر رحمت کر دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ (النساء ٤/ ٤٨)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ (یہ جرم) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اس کے سوا (دوسرے گناہ) جس کے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔"

صحیح بخاری میں حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری خاتون ام العلاء رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا اور یہ خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف رکھتی ہیں' وہ فرماتی ہیں (ہجرت کے موقع پر) مہاجرین کو قرعہ اندازی کر کے (انصار پر) تقسیم کیا گیا (اور انہیں بھائی بھائی بنا دیا گیا) ہمارے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے۔ ہم نے انہیں اپنے گھروں میں رہائش مہیا کی۔ پھر (کچھ عرصہ بعد) وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہو گئی۔ جب وہ فوت ہو گئے اور انہیں غسل دے کر کفن کے کپڑے پہنا دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کہا: "اے ابو سائب (عثمان بن مظعون)! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو' میں تو تیرے بارے میں یہی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے۔" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ»

"تجھے کیا معلوم کہ اللہ نے اسے عزت بخش دی ہے؟"۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! (اگر اس شخص کی بھی عزت افزائی نہیں ہوئی تو پھر) اللہ تعالیٰ اور کس کی عزت افزائی فرمائے گا؟"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ وَاللهِ إِنِّي لأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَاللهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي»

"اس کے پاس یقینی چیز (موت) آچکی ہے۔ قسم ہے اللہ کی! میں اس کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔" ام العلاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کسی کی صفائی نہیں دوں گی (کہ وہ یقیناً صالح اور بخشا ہوا ہے)۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بات فرمائی ہے کہ

«وَاللهِ مَاأَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ»

"مجھے بھی معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں"

تو یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی تھی جب یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی:

﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ﴾ (الفتح ٤٨/ ١-٢)

"یقیناً ہم نے آپ کو واضح فتح عطا فرمائی ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرما دے۔"

اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر نہیں دی تھی کہ آپ جنت میں جائیں گے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۸۸۶)

یہ جملہ غیر محتاط اور ناجائز ہے

سوال یہاں ایک کمپنی (قدرتی چشموں کا) پانی بوتلوں وغیرہ میں بھر کر سپلائی کرتی ہے۔ اس نے پبلسٹی کے لئے بڑے بڑے بورڈ تیار کروا کر شاہراہوں پر نصب کئے ہیں۔ بورڈ پر زمین سے پانی کا چشمہ ابلنے کا منظر دکھایا گیا ہے اور یہ عبارت لکھی گئی ہے۔

«لَا زَالَ فِي عَالَمِنَا بَعْضُ هِبَاتِ الطَّبِيعَةِ»

"ہماری دنیا میں اب بھی فطرت کے عطیات موجود ہیں۔"

میں نے انہیں کہا کہ یہ عبارت شرعی طور پر درست نہیں۔ کیونکہ ہمیں پانی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے فطرت (Nature) نے نہیں' اس طرح کے الفاظ تو کیمونسٹ بولا کرتے ہیں' میں نے کہا "وہ "فطرت" کیا چیز ہے جس کے بارے میں تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ وہ آزاد ارادہ کی مالک ہے اور وہ پانی وغیرہ بخشتی ہے؟" انہوں نے اس کے جواب میں کہا یہ "عبارت "مجاز" کے طریقہ پر کہی گئی ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں "بادشاہ نے شہر بنایا۔" آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں تو نوازش ہو گی کیونکہ لوگ دن رات یہ عبارت پڑھتے ہیں اور بعض اسے صحیح بھی سمجھتے ہوں گے۔ جس سے ان کے عقیدہ کو خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو دوبارہ دین کی طرف آنے کی توفیق بخشے اور صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق دے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ یا التباس نہ ہو۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ کہنا یا لکھنا جائز نہیں کہ

«لَا زَالَ فِي عَالَمِنَا بَعْضُ هِبَاتِ الطَّبِيعَةِ»

"ہماری دنیا میں اب بھی فطرت کے عطیات موجود ہیں۔"

اگرچہ اس کے مجاز ہونے کا دعویٰ ہی کیا جائے۔ کیونکہ اس میں ایک طرح کی تلبیس ہے اور اس کی وجہ سے لوگ ملحدین کے افکار سے مانوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے کافر' اللہ کے وجود کے منکر ہیں اور وہ خیر و شر کی نسبت غیر اللہ کی طرف حقیقی معنی کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ اپنی زبان اور قلم کو اس قسم کی عبارتوں سے بچائے تاکہ وہ اہل الحاد کے مظاہر میں شریک نہ ہو اور اس قسم کی باتوں سے دور رہے جو وہ اسلام کے خلاف آپس میں کرتے ہیں تاکہ ظاہری سیرت بھی شرک کی ملاوٹ سے پاک رہے اور دلی عقیدہ بھی۔ مسلمان کا فرض ہے کہ نصیحت قبول کرے اور اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے باتیں نہ بنائے اور اپنے موقف کو جائز ثابت کرنے کے لئے بہانہ جوئی نہ کرے۔ کیونکہ حق ہی قابل اتباع ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے:

«إِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ»

"اس کام سے پرہیز کرو جس سے بعد میں معذرت کرنی پڑے"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۷۵۱)

بعض الفاظ کا شرعی حکم

سوال آپ کی نظر میں مندرجہ ذیل الفاظ کا شرعی حکم کیا ہے؟ "اللہ جانتا ہے (کہ فلاں بات یوں ہے۔) "خدانخواستہ" "اللہ کی مرضی یہی تھی" اور "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ "اللہ جانتا ہے" بشرطیکہ وہ جو بات بتا رہا ہے' وہ سچ بتا رہا ہو۔ اسی طرح "خدانخواستہ" اور "اللہ نہ کرے" کہنے میں بھی حرج نہیں جب کہ مقصد یہ ہو کہ اللہ نقصان دہ چیز سے محفوظ رکھے۔ "اللہ کی مرضی" سے اگر یہ مراد ہو کہ جو بیماری یا تنگ دستی وغیرہ آئی ہے وہ اللہ کی تقدیر اور اس کے ارادہ کونیہ کے تحت ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ کہنا کہ "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں" جناب ﷺ کی حیات مبارکہ میں درست تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ اعلم "اللہ بہتر جانتا ہے۔" کہنا چاہیے۔ کیونکہ وفات پاجانے کے بعد آپ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد کیا واقعات پیش آئے ہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

اعضائے جسم کو معیوب ہونے سے بچانا

فتویٰ (۴۹۷۱)

نامناسب اعمال سے جسم کی حفاظت

سوال کیا آنکھ کا گناہ زیادہ سخت ہے یا منہ کا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

بعض اوقات منہ سے کیا ہوا عمل آنکھ سے کئے ہوئے عمل سے بدتر اور بڑا گناہ ہوتا ہے۔ منہ سے شرک بھی سرزد ہو سکتا ہے جو اللہ کی نافرمانی پر مشتمل سب سے بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے متعلق بغیر علم کے (سنی سنائی غلط سلط باتیں) کہنا بھی بڑا گناہ ہے' اس کے علاوہ بھی زبان کے کبیرہ گناہ معروف ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الأَجْوَفَانِ الْفَرْجُ وَالْفَمُ»

"لوگوں کو جہنم میں سب سے زیادہ دو چیزیں لے جائیں گی "شرمگاہ اور منہ" [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ کا خطرہ آنکھ سے زیادہ ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

[1] حدیث میں "اجوفان" کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ چیز جو اندر سے خالی ہو۔ مسند احمد ج:۲' ص:۲۹۱' ۳۹۲' ۴۴۲۔ سنن ابن ماجہ' حدیث نمبر:۴۲۴۶۔

اللہ ہی غیب دان ہے

فتویٰ (۱۸۹)

نبی اکرم ﷺ کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی بحث

سوال کیا نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں؟ یعنی کیا وہ غیب جانتے ہیں کہ ان کے لئے حاضر اور غائب سب برابر ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

غیب کے معاملات کے بارے میں اصولی اور بنیادی بات یہی ہے کہ ان کا علم اللہ کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴾ (الأنعام۶/ ۵۹)

"غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں' انہیں صرف وہی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں جو بھی دانہ ہے اور جو بھی خشک و تر ہے وہ کتاب مبین میں موجود ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴾ (النمل ۲۷/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ وہ یہ بھی شعور نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے' غیب کی جو بات چاہتا ہے بتا دیتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۶-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے بس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' مگر جس رسول کو پسند فرمائے' تو اس (تک پہنچنے والے پیغام) کے آگے پیچھے نگران روانہ کرتا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ ٱلرُّسُلِ وَمَآ أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِى وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ وَمَآ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴾ (الأحقاف۴۶/ ۹)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور نہ تمہارے ساتھ (ہونے والے معاملات سے واقف ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری

طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو صرف واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں۔"

ایک صحیح حدیث میں حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: "جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ہم نے انہیں کفن کے کپڑے پہنا دیئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا "اے ابو السائب (عثمان بن مظعون)! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں تیرے حق میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت بخشی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ»

"تجھے کیا معلوم کہ اللہ نے اسے عزت بخشی؟" میں نے عرض کی۔ "میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے تو معلوم نہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ مِنْ رَبِّهِ وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي»

"اس کے پاس اس کے رب کی طرف سے یقینی چیز آ چکی ہے اور میں اس کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہو گا۔"

میں نے کہا

«وَاللهِ! لَا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَبَدًا»

"اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کسی کی صفائی نہیں دوں گی۔"

یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح" میں کتاب الجنائز میں روایت کی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں۔

«مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي»

"میں نہیں جانتا' حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہو گا۔"

بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انجام کی خبر دی تھی' چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ»

"جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔"

اس کے بعد صرف علامات قیامت بیان فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بعض باتوں کا علم دیا اور بعض کا نہیں دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ضرورت یہ معلومات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائیں۔

اللہ کے سوا کوئی کلی علم غیب نہیں رکھتا

سوال غیب کی کون کون سی قسمیں ہیں؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے؟ کیا حضور علیہ السلام کا علم غیب کلی تھا یا جزئی؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

غیب کی بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ نے صرف اپنے پاس رکھا ہے' کسی مقرب فرشتے یا رسول کو بھی اس کی خبر نہیں دی۔ مثلاً اس وقت کا تعین جب مخلوق قبروں سے اٹھ کر اللہ کے سامنے حساب کے لئے حاضر ہوگی۔ تو یہ بات صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّى ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَآ إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ ٱللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

(الأعراف ۷/ ۱۸۷)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب آئے گا؟ فرما دیجئے: اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے' وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ایک بھاری بات ہے۔ وہ تو اچانک ہی تمہیں آلے گی' وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ کہہ دیجئے "اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَسْـَٔلُكَ ٱلنَّاسُ عَنِ ٱلسَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ ٱللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ ٱلسَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴾

(الأحزاب ۳۳/ ۶۳)

"لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور آپ کو کیا معلوم شائد قیامت قریب ہی ہو۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَىٰهَآ ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَىٰهَآ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَىٰهَا ﴾ (النازعات ۷۹/ ۴۲۔۴۵)

"وہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کے برپا ہونے کا وقت کب ہے؟ تجھے اس کے ذکر سے کیا فائدہ؟ (یہ بات تو معلوم ہی نہیں ہو سکتی) اس (کے متعلق علم) کی انتہا تیرے رب پر ہوتی ہے (کسی اور کو معلوم نہیں)' تم تو محض ڈرانے والے ہو' اس شخص کو جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے۔"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مشہور لمبی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔

«مَتَى السَّاعَةُ»؟

"قیامت کب آئے گی؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ»

"جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔"

اس کے بعد قیامت کی علامتیں بیان فرمائیں۔

غیب کی بعض باتیں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض بندوں کو بتائی ہیں مثلاً مستقبل کے واقعات جو نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک معجزہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو اللہ نے اپنے نبی کو خاص طور پر بتائے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں اس قسم کے امور مراد ہیں:۔

﴿ عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلَىٰ غَيۡبِهِۦٓ أَحَدًا ۝٢٦ إِلَّا مَنِ ٱرۡتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۶-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے پس اپنے غیب کی کسی کو اطلاع نہیں دیتا مگر جس رسول کو (اطلاع دینا) پسند کرے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى ٱلۡغَيۡبِ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَجۡتَبِي مِن رُّسُلِهِۦ مَن يَشَآءُ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۷۹)

"اللہ تعالیٰ تمہیں غیب سے باخبر نہیں کرتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے' منتخب فرمالیتا ہے۔"

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کلی علم غیب حاصل نہیں تھا۔ بلکہ جزوی طور پر بھی جس حد تک اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی اتنا علم آپ کو حاصل ہو گیا۔ اس چیز میں نبی علیہ السلام کی کیفیت دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح ہی تھی۔ ہمارا مقصد مثال سے واضح کرنا ہے' تمام دلائل ذکر کرنا مقصود نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' رکن: عبداللہ بن عبد الرحمان بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی

فتویٰ (۱۵۵۲)

شکم مادر میں بچے کی نوعیت کی وضاحت

سوال رسالہ "العربی" کے شمارہ نمبر ۲۰۵' دسمبر ۱۹۷۵ء کے صفحہ ۴۵ پر ایک سوال اور اس کا جواب شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شکم مادر میں بچے کی نوعیت کا تعین مرد کرتا ہے۔ اس مسئلہ میں دین کا موقف کیا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی غیب جانتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو شکم مادر میں بچے کی شکل جس طرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے' یعنی وہ اسے مذکر یا مؤنث اور کامل یا ناقص الخلقت بناتا ہے۔ جنین کے اسی قسم کے دوسرے احوال بھی اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس میں اللہ کے سوا کسی کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلَّذِي يُصَوِّرُكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴾ (آل عمران ۳/ ٦)

"وہی ہے جو رحم مادر میں تمہاری صورت گری کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ لِّلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ۝٤٩ أَوۡ يُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَإِنَٰثًاۖ وَيَجۡعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًاۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴾ (الشوریٰ ۴۲/ ۴۹-۵۰)

"آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے' وہ علم والا قدرت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ یہاں یہ بتاتا ہے کہ زمین و آسمان کی بادشاہی اسی کے لئے ہے' وہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جس طرح چاہتا

ہے رحم میں بچے کو بنا دیتا ہے خواہ مذکر بنائے یا مؤنث اور جس کیفیت کا حامل چاہتا ہے بنا دیتا ہے' خواہ ناقص بنائے یا کامل' حسین اور خوبصورت بنائے یا بدصورت' اسی طرح جنین کے دوسرے حالات اس کے ہاتھ میں ہیں کسی اور کے ہاتھ میں نہیں' نہ ان امور میں اس کا کوئی شریک ہے۔ یہ دعویٰ غلط ہے کہ خاوند یا کوئی ڈاکٹر یا فلسفی جنین کی قسم متعین کر سکتا ہے۔ خاوند تو صرف یہی کر سکتا ہے کہ اس وقت مباشرت کرے جب حمل کی امید زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ کی تقدیر کے مطابق کبھی اس کی خواہش پوری ہو جاتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ سبب کا ناقص ہونا بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی مانع بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً مرض یا بانجھ پن یا اللہ کی طرف سے بندے کی آزمائش کے طور پر بھی اولاد سے محرومی ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسباب بذات خود اثر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ تقدیر کے تحت اسباب پر مسبب مترتب ہوتے ہیں۔ بار آوری ایک تکوینی امر ہے۔ انسان کے بس میں صرف اتنا ہے کہ اللہ کے حکم سے وظیفۂ زوجیت ادا کر دے۔ اس کے بعد اس سے جنین کو وجود میں لانا' اس کو مختلف حالات میں لے جانا اور ایسی تدبیر کرنا کہ اس پر مسببات مرتب ہو جائیں یہ صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کا کام ہے۔ جو شخص ان لوگوں کے حالات اور ان کے اقوال وافعال پر غور کرتا ہے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ مبالغہ آمیز دعوے کرتے اور لاعلمی کی وجہ سے غلط بیانی کے مرتکب ہوتے ہیں اور جدید علوم کے متعلق غلو کا شکار ہوتے اور اسباب پر اعتماد کرنے میں جائز حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور جو شخص ان چیزوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھتا ہے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کونسی چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر رکھی ہے اور کس چیز میں اس کی تقدیر کے مطابق بندے کا بھی کوئی کردار ہے۔ [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة' رکن: عبداللہ بن حسن بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

---

[1] جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں سائل کا یہ مطلب نہیں کہ جنین کی جنس کا تعین مرد کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو لڑکا پیدا ہو جائے اور چاہے تو لڑکی پیدا ہو جائے۔ غالباً اس سے جین (Genes) کے نظریہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کے مادہ تولید میں جو جاندار اجسام ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایک عورت کے مادہ تولید میں موجود ایک بیضہ سے جا کر ملتا ہے اور اس سے بچہ کی تخلیق شروع ہوتی ہے مرد کے جرثومہ اور عورت کے بیضہ کی تفصیلی تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں ۲۳ کروموسوم پائے جاتے ہیں۔ ان کروموسوم کی بناوٹ کے مطابق ایک بچہ کی شکل وشباہت' رنگ و روپ اور دیگر جسمانی اور عقلی خصائص دوسرے بچوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں سے بائیس بائیس کروموسوم دیگر جسمانی خصوصیات کا تعین کرتے ہیں اور تیئیسواں کروموسوم جنین کا تعین کرتا ہے۔ عورت کا یہ کروموسوم ہمیشہ Y (وائی) قسم کا ہوتا ہے۔ جبکہ مرد کا کروموسوم کبھی X (ایکس) ہوتا ہے کبھی کبھی Y (وائی)۔ اگر مرد کا وائی کروموسوم عورت کے وائی کروموسوم سے ملتا ہے تو بچہ مؤنث ہوتا ہے اور جب مرد کا ایکس کروموسوم عورت کے وائی کروموسوم سے ملتا ہے تو بچہ مذکر ہوتا ہے۔ لہٰذا مذکر و مؤنث کا تعین عورت کے مادہ تولید پر نہیں بلکہ مرد کے مادہ تولید کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اسی بات کو مجازاً اس طرح کہہ دیا جاتا ہے کہ مذکر و مؤنث کا تعین مرد کرتا ہے' عورت نہیں۔ اس سائنسی تحقیق سے سائنسی بنیاد پر اختلاف ممکن ہے لیکن میرے خیال میں اس سے عقیدہ متاثر نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم (مترجم)

فتویٰ (۴۹۱۰)

آیت یعلم ما فی الأرحام ...... کا مطلب؟

سوال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش نازل کرتا ہے' اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی؟ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین پر مرے گی؟ بے شک اللہ ہی علم والا اور خبر رکھنے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"وہ جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) رحموں میں ہے۔"

اس آیت کے بارے میں ایک دوست سے میری بہت بحث ہوئی۔ وہ کہتا تھا کہ جدید معلومات کے مطابق ڈاکٹر مختلف شعاعوں کے ذریعے یہ معلوم کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ رحم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ میں نے اسے کہا کہ اللہ تو فرماتے ہیں:

﴿ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"وہ جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) پیٹوں میں ہے۔"

کیا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ سائنس رحم مادر کے اندر کی معلومات حاصل نہیں کر سکتی یا اس کا کوئی اور مطلب ہے؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کا ذکر سوال میں مذکورہ آیت میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح" میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"غیب کی چابیاں پانچ ہیں' انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ بارش نازل کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی' بے شک اللہ ہی علم والا خبر والا ہے۔"

صحیح بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"غیب کی چابیاں پانچ ہیں۔" پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ بارش نازل کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے"

امام احمد نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری متعدد سندوں سے بھی اس قسم کی روایات آئی ہیں جن سے اس آیت میں مذکور مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس رکھا ہے' وہی اس کے وقت پر اسے ظاہر کرے گا' اس کے مقررہ وقت سے کوئی مقرب فرشتہ واقف ہے نہ کوئی نبی اور رسول۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کی علامتیں بتا دی ہیں۔ (اسی طرح) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب اور کہاں نازل ہو گی۔ لیکن اصحاب فراست کو مختلف علامتوں کو دیکھ کر اس کے اسباب کی موجودگی میں ایک اجمالی اور تقریبی علم حاصل ہو جاتا ہے جس میں اندازہ کو دخل ہوتا ہے اور یہ اندازہ کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ما فی الارحام کا تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کہ اس میں بچے کی تخلیق ہوگی یا نہیں ہوگی اور وہ تمام مدت تک باقی رہ کر نشوونما پائے گا یا اس سے پہلے ہی زندہ یا مردہ پیدا ہو جائے گا اور وہ صحیح سلامت ہو گا یا اس میں کوئی پیدائشی عیب اور نقص ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ علم کسی اور سے حاصل کردہ نہیں' نہ اس کا انحصار اسباب اور تجربات پر ہے' بلکہ اسے اس کے وجود میں آنے سے پہلے اور اس کے اسباب کی موجودگی سے پہلے علم ہوتا ہے کہ وہ کس طرح کا اور کن کیفیات کا حامل ہو گا۔ کیونکہ ان اسباب کا مقدر کرنے والا پھر انہیں وجود بخشنے والا وہی ہے۔ وہ علیم ہے' کوئی چیز اس کے علم سے پیچھے ہو سکتی ہے نہ مختلف ہو سکتی ہے۔

مخلوق کو رحم مادر میں موجود شے کے متعلق بعض معلومات حاصل ہو سکتی ہیں مثلاً اس کا مذکر یا مؤنث ہونا' اس کا سالم الاعضاء ہونا یا کسی قسم کی معذوری کا حامل ہونا' یا ولادت کے وقت کا قریب ہونا' یا قبل از وقت اسقاط کا خطرہ محسوس ہونا' یہ سب معلومات اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسباب کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً الٹرا ساؤنڈ وغیرہ کے ذریعے سے۔ لیکن خود بخود یا بلا اسباب حاصل نہیں ہو سکتیں اور یہ بھی اس وقت ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ فرشتے کو جنین کی صورت سازی کا حکم دے چکے ہوتے ہیں اور پھر یہ معلومات رحم کے اندر کے تمام حالات پر مشتمل نہیں ہوتیں' بلکہ بعض حالات کے متعلق ہوتی ہیں اور ان میں بسا اوقات غلطی بھی ہو سکتی ہے اور کسی انسان کو معلوم نہیں کہ مستقبل میں اسے دینی یا دنیوی معاملات میں کیا کچھ حاصل ہو گا۔ اس کا تفصیلی علم بھی محض اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ لوگوں کو اجمالی طور پر نفع یا نقصان کی توقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے اندر امید پیدا ہوتی ہے اور وہ کام کی طرف بڑھتے ہیں یا خوف پیدا ہوتا ہے اور وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اس کی بنیاد علامات اور اس وقت کے حالات پر ہوتی ہے تو یہ سب چیزیں "علم" کہلانے کی مستحق نہیں۔ اسی طرح کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی موت خشکی میں آئے گی یا سمندر میں' وطن میں یا پردیس میں' یہ سب تفصیلات اکیلا اللہ ہی جانتا ہے۔ اسی کا علم کامل اور ہمہ گیر ہے' جو ظاہر و باطن اور کھلی چھپی ہر چیز کو محیط ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے' جو کسی دوسرے سے حاصل ہوتا ہے نہ اس کی بنیاد اسباب و تجربات پر ہوتی ہے' وہ ماضی اور مستقبل سب سے واقف ہے۔ اس کے علم میں کوئی غموض ہے نہ اس میں کوئی غلطی ہوتی ہے۔ اس کا علم تمام کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیلات پر محیط ہے۔ جبکہ کسی اور کا علم اس طرح کا نہیں ہو سکتا۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۱۱۳)

مسئلہ علم غیب

سوال یہاں ہم جب اپنے دوستوں سے کہتے ہیں کہ علم غیب اللہ کا خاصہ ہے کوئی رسول یا فرشتہ غیب نہیں جانتا' تو وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے اور جو قرآن مجید نبی علیہ السلام کو ملا ہے وہ بھی تو غیب ہی ہے اور اس قسم کے دلائل دیتے ہیں۔ ایک دلیل وہ قرآن مجید کی اس آیت سے دیتے ہیں:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۶-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند فرمائے۔"

اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرما لیا تھا' اس لئے وہ غیب جانتے تھے۔ آپ اس دلیل کا کیا جواب دیتے ہیں کیا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے۔ براہ کرم اس سوال کا جواب ارشاد فرمایئے۔

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ﴾ (النمل ۲۷/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے غیب نہیں جانتا۔"

اور فرمایا:

﴿ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ ٱلسُّوٓءُ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۸۸)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میں اپنی جان (ذات) کے لئے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی (تکلیف' رنج' بیماری وغیرہ) نہ پہنچتی۔"

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں مثلاً فرشتوں' نبیوں اور رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے' جتنا چاہتا ہے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۶-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس رسول کو پسند فرمائے تو اس (تک پہنچنے والے پیغام) کے آگے پیچھے نگران روانہ کرتا ہے۔"

رسول کو حاصل ہونے والے اس علم میں وہ وحی بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر نازل فرمائی اور قرآن بھی اس وحی کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سابقہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے بھی یہی معاملہ رہا ہے۔ لیکن ان کا علم ذاتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں خبر دیتا ہے۔ ان نصوص سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر غیب کا علم دے دیا ہے۔ بلکہ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اللہ نے چاہا اس قدر غیبی معلومات انہیں بتا دیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
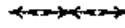
فتویٰ (۴۴۴۳)

ائمہ اربعہ کے باہمی اختلاف کا ایک سبب

سوال کیا وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ بعض شرعی امور میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کیا رسول اکرم ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کے بعد یہ حضرات بھی دنیا میں آئیں گے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ جانتے تھے یا نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ائمہ اربعہ آئیں گے کیونکہ حضور ﷺ غیب نہیں جانتے تھے' صرف وہی باتیں جانتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ باقی رہا ائمہ اربعہ کے باہمی اختلاف کا معاملہ تو اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی لامحدود علم کا حامل نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ ایک امام کو وہ چیز معلوم نہ ہو جو دوسرے کو معلوم ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب واضح دلیل سامنے نہ ہو تو نصوص سے ایک امام نے ایک بات سمجھی ہو اور دوسرے نے وہ بات اس طرح نہ سمجھی ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب "رفع الملام" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لہٰذا آپ اس کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
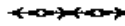
فتویٰ (۳۵۵۲)

عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے

سوال کچھ افراد "مرابطین" کہلاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں علم غیب حاصل ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور جو ان کے پاس جائے' یا ان کے بارے میں خاموش رہے (تردید نہ کرے) اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَبَعْدُ:

علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جو انسان غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے' اس نے اللہ کی خصوصی صفت سے متصف ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس طرح خود کو اللہ کا شریک قرار دیا ہے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کو جس قدر چاہتا ہے غیب کی بات بتا دیتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ﴾ (الأنعام۶/ ۵۹)

"غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں' انہیں صرف وہی جانتا ہے۔"

نیز ارشاد عالی ہے:

﴿قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُۚ﴾ (النمل۲۷/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے' غیب نہیں جانتا۔"

اور فرمایا:

﴿ عَـٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلَىٰ غَيۡبِهِۦٓ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ٱرۡتَضَىٰ مِن رَّسُولٖ فَإِنَّهُۥ يَسۡلُكُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ رَصَدٗا ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۶۔۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' مگر جس رسول کو پسند فرمائے تو اس (تک پہنچنے والے پیغام) کے آگے پیچھے نگران روانہ کرتا ہے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی غیب جانتا ہے' اس کی مخلوق نہیں۔ پھر اس میں سے اس نے ان رسولوں کو مستثنیٰ کر دیا جن کو اس نے پسند فرمایا اور انہیں وحی کے ذریعے غیب کی جو باتیں چاہیں بتادیں اور اس چیز کو ان کا معجزہ اور ان کی نبوت کی سچی دلیل بنا دیا۔ نجومی یا اس قسم کے دوسرے لوگ مثلاً جو کنکری پھینک کر' کتاب کھول کر' یا پرندہ اڑا کر غیب کی باتیں معلوم کر لینے کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ کے پسندیدہ رسول نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیب میں سے کوئی بات بتائے۔ یہ افراد تو اٹکل اور جھوٹ کی وجہ سے اللہ پر جھوٹ باندھنے والے اور اللہ کے منکر ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے پاس (غیب کی کوئی بات پوچھنے کے لئے) جانا حرام ہے' وہ کافر ہیں۔ ان کے بارے میں اور ان کے پاس جانے والوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا جائز نہیں بلکہ ادائے امانت' براءت ذمہ اور امت کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ سب لوگوں کے سامنے سچی بات کھول کر بیان کر دی جائے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۰۷۸)
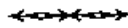
علم غیب کا دعویٰ کرنا کفر ہے

سوال ہمارے ہاں ایک عورت ہے جسے "غائبہ" کہتے ہیں' اگر اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ علم غیب کا دعویٰ رکھتی ہے' تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

علم غیب کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُۚ ﴾ (النمل ۲۷/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے غیب نہیں جانتا۔"

اور اس کا نام بدل کر کوئی اچھا نام رکھ دینا چاہیے۔ مثلاً فاطمہ یا عائشہ وغیرہ تاکہ اس کا یہ مشہور نام ختم ہو جائے جس سے علم غیب کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے سامنے خلوص دل سے توبہ کرے اور یہ وعدہ کرے کہ وہ آئندہ علم غیب کا دعویٰ نہیں کرے گی اور اللہ کے حرام کئے ہوئے نجوم اور کہانت وغیرہ ایسے کاموں سے پرہیز کرے گی جو علم غیب کا دعویٰ کرنے والوں نے بنا رکھے ہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو ملک کے حکام سے اس کی شکایت کی جائے تاکہ اسے مناسب سزا دی جاسکے اور لوگوں کو اس کام سے اور اس کی تصدیق کرنے سے منع کیا جائے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
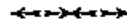
فتویٰ (۳۵۰۱ے)

کیا چودہ صدیاں گزرنے پر قیامت آئے گی؟

سوال بعض علماء سے سنا ہے کہ حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ چودہ صدیاں پوری ہونے کے کچھ عرصہ بعد قیامت آجائے گی۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ واضح رہے کہ چودہ صدیاں تو گزر چکی ہیں اور یہ "کچھ عرصہ" سے کیا مراد ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

قیامت قائم ہونے کا وقت تعیین کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کسی صحیح حدیث میں ایسی کوئی چیز مذکور نہیں جس سے سوال میں مذکور خیال کی تائید ہوتی ہو۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۵۰۲)

علم غیب اللہ کا خاصہ ہے

سوال اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ "تو کیا رسول کا امتی ولی بھی اس علم غیب میں رسول کے تابع ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ غیبی امور کا علم اس کے ساتھ خاص ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ﴾ (النمل ۲۷/ ٦٥)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے غیب نہیں جانتا"

اس سے اللہ تعالیٰ نے صرف رسولوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے یعنی وہ جس رسول کو چاہے' غیب کی جو بات چاہے بتا دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴾ (الجن ۷۲/ ۲٦-۲۷)

"وہ غیب جاننے والا ہے' پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس رسول کو پسند فرمائے تو اس (تک پہنچنے والے پیغام) کے آگے پیچھے نگران روانہ کرتا ہے۔"

لہٰذا نبیوں اور رسولوں کی امتوں میں سے جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے کہ وہ غیب جانتا ہے' وہ جھوٹا ہے۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا اس طرح کا عمل کرے جس سے معلوم ہو کہ اس کے خیال میں کسی رسول کا کوئی پیروکار اور کوئی ولی یا بزرگ غیب جانتا ہے تو وہ بھی غلطی پر ہے اور جھوٹا ہے کیونکہ وہ قرآن میں نازل ہونے والی آیات اور نبی ﷺ کی ثابت

شدہ صحیح احادیث کی مخالفت کر رہا ہے۔ کیونکہ ان آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیبی امور کا علم اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

زمین پر بسنے والی ہر چیز فانی ہے

فتویٰ (۳۵۳۴)

جنات کی عمریں

سوال بات یہ ہے کہ طلبہ مجھ سے پریشان کن سوالات کرتے ہیں اور میں انہیں اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتا۔ مثلاً ایک سوال یہ ہے کہ کیا جن بھی انسانوں کی طرح مرتے اور دفن ہوتے ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ:

«أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ وَالسَّبْعِينَ»

"میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی" [1]

کیا یہ حدیث جنوں پر بھی صادق آتی ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

انسانوں کی طرح جن بھی مرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عام ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ﴾ (آل عمران۳/ ۱۸۵)

"ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔"

باقی رہا ان کی عمروں کا معاملہ تو بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں وہ بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی امت کا ایک حصہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہے:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ ٱلْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقُرْءَانَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا۟ أَنصِتُوا۟ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا۟ إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا۟ يَٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَٰبًا أُنزِلَ مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَٰقَوْمَنَآ أَجِيبُوا۟ دَاعِىَ ٱللَّهِ وَءَامِنُوا۟ بِهِۦ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الاحقاف۴۶/ ۲۹-۳۲)

"اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو پھیر دیا وہ قرآن سننے لگے۔ جب تلاوت ہو چکی تو وہ ڈرانے والے (مبلغ) بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے۔ انہوں نے کہا "اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی ہے وہ حق کی طرف اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتی ہے۔ اے

---

[1] جامع ترمذی حدیث نمبر: ۳۳۳۱ اور ۳۵۵۰۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۴۲۳۶۔ یہ الفاظ ابن ماجہ کی روایت کے مطابق ہیں۔

ہماری قوم! اللہ کی دعوت دینے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لاؤ' وہ (اللہ) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے دے گا اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا' نہ اس کے سوا اس کے کوئی دوست ہوں گے (جو اسے اس کے عذاب سے بچالیں) یہی (منکر لوگ) واضح گمراہی میں ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ (الجن ٧٢/ ١-٢)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا تو بولے: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ وہ ہدایت کی راہ دکھاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہیں کریں گے۔" سورت کے آخر تک انہیں کا تذکرہ ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۴)
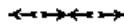
فرشتوں کی بابت سوال

سوال ہمیں ان فرشتوں کے متعلق بتایئے جو انسان کی زندگی میں اس کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ جو "رَقِيبٌ" اور " عَتِيدٌ" کے نام سے مذکور ہیں۔ جب انسان فوت ہوتا ہے تو کیا اس پر مقرر یہ فرشتے بھی فوت ہو جاتے ہیں؟ یا انسان کی وفات کے بعد وہ کہاں چلے جاتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

فرشتوں کے حالات ومعاملات کا تعلق غیبی امور سے ہے۔ ان کا علم ہمیں صرف قرآن وحدیث سے ہو سکتا ہے اور قرآن وحدیث میں اس قسم کی کوئی صراحت نہیں کہ انسان کی نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے فرشتے انسان کی موت کے وقت مر جاتے ہیں نہ کوئی ایسی صراحت موجود ہے کہ وہ زندہ رہتے ہیں اور نہ یہ کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہوتا ہے؟ یہ سب چیزیں اللہ کے علم میں ہیں' ہمیں ان امور کے متعلق کوئی خاص عقیدہ رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا' نہ ان کے ساتھ کسی عمل کا تعلق ہے۔ لہٰذا اس قسم کے سوالات کرنا فضول ہے۔ لہٰذا ہم سائل کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی چیزوں میں نہ پڑے جن سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور ان چیزوں کے متعلق سوال کیا کرے جن سے اس کو اور تمام مسلمانوں کو دین اور دنیا میں فائدہ پہنچے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' عبداللہ بن عبد الرحمان غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار

فتویٰ (۳۳۵۰)

کیا رسول اکرم ﷺ نے رب کو دیکھا؟

سوال سفر معراج میں رسول اللہ ﷺ پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے' پھر ساتوں آسمانوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ تک گئے اور پھر اس سے آگے۔ جس طرح تفسیر صاوی میں مذکور ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

نصوص شرعیہ کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب محمد ﷺ کو جب معراج ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ نبی ﷺ سے جب یہ بات دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: رَأَيْتُ نُوْرًا "میں نے ایک نور دیکھا تھا۔" دوسری روایت میں ہے: نُوْرٌ أَنّٰی أَرَاهُ "وہ نور ہے' میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟" یہ دونوں حدیثیں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ»

"جان لو! تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھے گا۔"

یہ حدیث بھی امام مسلم نے روایت کی ہے۔

دنیا میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا

سوال کیا دنیا میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ظاہر طور پر ہو سکتی ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس مسئلہ کی بنیاد توقیف پر ہے۔ کسی کے لئے یہ چیز اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے جب اس کے پاس ایسی دلیل موجود ہو جس سے استدلال کرنا درست ہو۔ قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ جب انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔" اور حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے آنکھوں سے اللہ کی زیارت نہیں کی' صحیح مسلم میں حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ "میں (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا: "اے ابو عائشہ [1] تین باتیں ایسی ہیں' جس نے ان میں سے کوئی ایک بات کی اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا....." مسروق کہتے ہیں "میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا' (یہ بات

[1] حضرت مسروق کی کنیت ہے۔

سن کر) میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور عرض کی "اے ام المؤمنین! مجھے (بات کرنے کی) مہلت دیجئے اور جلدی مت کیجئے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ رَءَاهُ بِٱلْأُفُقِ ٱلْمُبِينِ ﴾ (التکویر ۸۱/ ۲۳)

"اور البتہ تحقیق اس نے اسے (آسمان کے) روشن کنارے پر دیکھا۔"

اور فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ﴾ (النجم۵۳/ ۱۳)

"اور البتہ تحقیق اس نے اسے ایک اور مرتبہ بھی دیکھا تھا۔"

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"امت میں سب سے پہلے میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تو جبرئیل تھے" میں نے انہیں اس صورت میں کبھی نہیں دیکھا جس پر انہیں پیدا کیا گیا ہے مگر ان دو موقعوں پر۔ میں نے انہیں آسمان سے اترتے دیکھا۔ ان کی عظیم خلقت نے آسمان اور زمین کے درمیان کی جگہ کو روک لیا تھا[1]" پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَّا تُدْرِكُهُ ٱلْأَبْصَـٰرُ وَهُوَ يُدْرِكُ ٱلْأَبْصَـٰرَ ۖ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلْخَبِيرُ ﴾ (الانعام۶/ ۱۰۳)

"آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین' باخبر ہے۔"

کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ ۞ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِىَ بِإِذْنِهِۦ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ عَلِىٌّ حَكِيمٌ ﴾ (الشوری۴۲/ ۵۱)

"کسی انسان کے لئے یہ لائق نہیں کہ اللہ اس سے ہم کلام ہو مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا یہ کہ قاصد بھیج دے اور وہ اللہ کے حکم سے جو چاہے وحی کرے بیشک وہ بلندیوں والا حکمتوں والا ہے۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا "کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے ایک نور دیکھا تھا۔"

ایک روایت میں ہے "وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟"[3]

صحیح مسلم ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے:

«وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ»

"جان لو! تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھے گا"[4]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "ائمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی مومن دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ

---

[1] یعنی وہ اس قدر عظیم الخلقت تھے کہ آسمان سے زمین تک وہی نظر آ رہے تھے۔

[2] صحیح بخاری حدیث نمبر:۴۶۱۲' ۴۸۵۵' ۷۳۸۰۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۷۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۳۰۷۰۔

[3] صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۷۸۔ جامع الترمذی حدیث نمبر: ۳۲۷۸۔

[4] صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۳۱۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۳۱۸۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۲۳۵۔

تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا ان کا اختلاف صرف نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ہے اور اس مسئلہ میں بھی امت کے اکثر علماء بالاتفاق یہ رائے رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ کی زیارت نہیں کی۔ نبی ﷺ کی صحیح احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔"

یہ بات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے نہ امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ سے کہ انہوں نے کہا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے بچشم سر اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے بلکہ ان سے یا تو مطلقاً "دیکھنے" کا لفظ ثابت ہے۔ یا "دل سے دیکھنے کا۔"

واقعہ معراج بیان کرنے والی کسی صحیح حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ نبی علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

رہی وہ حدیث جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ»

"میرے پاس میرا رب بہترین صورت میں تشریف لایا" [1]

تو یہ خواب کا واقعہ ہے جو مدینہ منورہ میں پیش آیا اور روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ اسی طرح حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ذکر ہے، وہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے اور احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے اور معراج تو مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ سُبْحَٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ﴾ (الأسراء ١٧/ ١)

"پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔"

قرآن مجید میں صریح الفاظ میں موجود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا:

«لَن تَرَانِي» "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔"

اور اللہ کے دیدار کا معاملہ آسمان سے کتاب نازل کرنے سے عظیم تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَٰبًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا۟ مُوسَىٰٓ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوٓا۟ أَرِنَا ٱللَّهَ جَهْرَةً ﴾ (النساء ٤/ ١٥٣)

"اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے لکھی لکھائی کتاب نازل کریں۔ انہوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں صاف طور پر اللہ تعالیٰ کو دکھا دیجئے" اس لئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے تو وہ گویا یہ کہہ رہا ہے کہ وہ شخص جناب موسیٰ علیہ السلام سے بھی عظیم ہے اور اس کا دعویٰ تو اس شخص سے بھی بڑھ کر ہے جو یہ کہنے لگے کہ اللہ نے مجھ پر آسمان سے کتاب نازل کی ہے۔ (خلاصہ کلام یہ ہے کہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور ائمہ مسلمین رحمہم اللہ سب کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت آنکھوں سے آخرت میں ہو گی، دنیا میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن خواب میں اس کی زیارت ہو سکتی ہے اور دلوں کے حالات کے مطابق قلبی مکاشفات اور مشاہدات ہو سکتے ہیں۔ بسااوقات کسی شخص کا قلبی مشاہدہ اس قدر قوی ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ آنکھ سے دیدار ہوا ہے یہ اس کی غلط فہمی ہوتی ہے اور دلوں کے مشاہدات بندوں کے ایمان و معرفت کے مطابق (قوی اور

---

[1] مسند احمد ج ۱ ص: ۳۶۸، ج: ۵، ص: ۲۴۳۔ جامع الترمذی حدیث نمبر: ۳۲۳۳، ۳۲۳۴۔

ضعیف یا کم اور زیادہ) ہوتے ہیں اور اس کی معرفت مثالی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔" ❶

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵٦١١)

کیا نبی اکرم ﷺ نے شب معراج اللہ کو دیکھا؟

سوال کیا محمد ﷺ نے معراج کی رات اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا تھا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے دنیا میں اپنے رب کو بچشم سر نہیں دیکھا البتہ جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں افق کی وسعت میں دیکھا. مندرجہ ذیل فرمان الٰہی میں بھی حضرت جبریل علیہ السلام ہی کا ذکر ہے:

﴿ عَلَّمَهُۥ شَدِيدُ ٱلْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَٱسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِٱلْأُفُقِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِۦ مَآ أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰٓ ۝ أَفَتُمَٰرُونَهُۥ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝ عِندَ سِدْرَةِ ٱلْمُنتَهَىٰ ۝ عِندَهَا جَنَّةُ ٱلْمَأْوَىٰٓ ۝ إِذْ يَغْشَى ٱلسِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝ مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴾ (النجم ۵۳/ ۵-۱۷)

"اسے سکھایا ہے شدید قوتوں والے نے۔ طاقت والے نے' پھر وہ برابر ہوا۔ اور وہ بلند افق پر تھا پھر قریب ہوا اور نیچے آیا۔ پس وہ دو کمانوں کے فاصلے پر تھا یا اس سے بھی قریب۔ تب اس نے اللہ کے بندے پر وحی کی جو کی۔ جو اس نے دیکھا دل نے جھٹلایا نہیں۔ تو کیا تم اس سے اس چیز کے متعلق جھگڑتے ہو جو وہ دیکھتا ہے اور اس نے اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔ جب بیری پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا۔ نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

❶ فتاویٰ جلد:۲' صفحہ:۳۳۵۔

دل کے خیالات' وساوس اور ان کا علاج

فتویٰ (٦٥٠٦)

وسوسہ کا علاج

سوال میں ایک مسلمان نوجوان ہوں اور حال ہی میں اسلامی احکام کی پابندی شروع کی ہے۔ شیطان کی طرف سے مجھے بہت سی رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ جب میں ایک پر قابو پانے میں کامیاب ہوتا ہوں تو دوسری چیز سامنے آجاتی ہے۔ میں شریعت کی پابندی کے معاملہ میں ایک اچھے مرحلے تک پہنچ گیا تھا اور میں دیکھتا تھا کہ میں اللہ کے فضل سے اپنے اردگرد کے افراد سے بہتر ہوں۔ لیکن اب مجھے یوں نظر آنے لگا ہے کہ جو مجھ سے کم پابند شریعت تھے وہ مجھ سے بہتر ہو گئے ہیں اور اللہ کی اطاعت میں مجھ سے آگے نکل گئے ہیں اور میں مسلسل پستی میں گرتا جا رہا ہوں اور جو پاکیزہ زندگی گزار رہا تھا اس سے دور ہوتا جارہا ہوں۔ میں ہر طرح نفس اور شیطان کا مقابلہ کرتا ہوں۔ لیکن کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو میری اندرونی کیفیت کو سمجھ سکے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا دل اندر ہی اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ لیکن کوئی ایسا شخص نہیں جس کو اپنے دل کی بات بتا سکوں کہ شیطان میرے دل میں کیا کیا باطل خیالات ڈال رہا ہے۔ میں خواہ مسجد میں ہوں یا سڑک پر' گھر میں ہوں یا سکول میں' یہ وسوسہ مجھ سے کسی بھی حرکت اور سکون کی حالت میں لحہ بھر کے لئے بھی جدا نہیں ہوتا۔ کیا کوئی ہے جو شیطان کے مقابلے میں میرا ساتھ دے سکے؟ کیا کوئی ہے جسے اللہ میری مدد کرنے کی توفیق بخشے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ ان وسوسوں میں مشغول نہ ہوں۔ ان کی طرف بالکل توجہ نہ دیں۔ تلاوت قرآن مجید زیادہ کریں' نیک اعمال کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شیطان کے فریب سے بچائے اور حق پر قائم رکھے۔ تمام جن اور انسان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں' جیسے چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔ اپنی عبادت پر فخر نہ کریں۔ اپنے اچھے کردار اور نیکیوں کی کثرت سے دھوکا نہ کھائیں۔ عبادت میں اور آخرت کے معاملات میں اپنے سے کم تر کی طرف نہ دیکھیں۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے اور نیک اعمال میں کمی اور کوتاہی کرنے لگتا ہے اور شیطان نیکی کے کاموں میں مسلمان کی ہمت پست کر دیتا ہے۔ آپ اس شخص کی طرف دیکھیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پابندی اور اس پر عمل کرنے میں آپ سے بڑھ کر ہے۔ اس سے زیادہ نیکیاں کرنے اور اللہ کی مغفرت اور رحمت کی طرف تیزی سے آگے بڑھنے اور بلند درجات اور جنت الفردوس کے حصول کے لئے کام کرنے کی ہمت پیدا ہوگی۔ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو راہ حق پر ثابت قدمی عطا فرمائیں گے اور صراط مستقیم کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائیں گے اور آپ کو وسوسوں سے نجات دیں گے۔

ہم آپ کو یہ بھی نصیحت کرتے ہیں کہ امام ابن جوزی کی کتاب "تلبیس ابلیس" کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے اس موضوع پر خوب لکھا ہے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے مطالعہ سے فائدہ دیں گے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
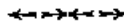
فتویٰ (۸۶۹۱)

یہ خیال غلط ہے

سوال میں چاہتا ہوں کہ نماز پڑھوں' روزے رکھوں' قرآن مجید کی تلاوت کروں اور قرآن و سنت کے احکام پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں۔ لیکن پھر یہ خیال آتا ہے کہ میں یہ کام اس لئے کروں گا تاکہ لوگ مجھے دین دار اور نیک کہیں۔ جب یہ احساس پیدا ہوتا ہے تو میں اس کے ڈر سے کئی کام چھوڑ دیتا ہوں۔ میں اس مشکل سے کس طرح نجات حاصل کر سکتا ہوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی نیت اور حصول ثواب کے لئے اسلام کے احکام پر عمل کریں اور اس وسوسہ کی طرف توجہ نہ دیں کہ آپ کا یہ عمل ریاکاری میں شامل ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے اس خیال کو دور کیجئے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
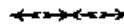
فتویٰ (۷۳۴۹)

کبھی خلوت بھی نقصان کا باعث ہوتی ہے

سوال میں انیس سالہ نوجوان ہوں۔ الحمد للہ تمام نمازیں حتیٰ کہ فجر کی نماز بھی مسجد میں باجماعت ادا کرتا ہوں۔ بسا اوقات مسجد میں اذان بھی دیتا ہوں' قرآن مجید میں سے تقریباً چھ پارے حفظ کئے ہیں۔ لیکن ایک چیز مجھے بہت پریشان کرتی ہے۔ وہ یہ کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں یعنی جب کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوتا ہوں' یا جب سونے کے لئے لیٹتا ہوں تو مجھے اس قسم کے خیالات آنے لگتے ہیں۔ مثلاً میں لندن چلا گیا ہوں اور بری لڑکیوں کی محفل میں ہوں اور نعوذ باللہ بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔ تو کیا اس سے مجھے گناہ ہوگا؟ حالانکہ اس سے مجھ پر عملی طور پر کوئی ایسا اثر نہیں ہوتا کہ خود لذتی (مشت زنی) کا ارتکاب کروں' الا یہ کہ شاذ و نادر ایسا ہو جاتا ہے' مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں مجھ پر وہ حدیث صادق نہ آ رہی ہو جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہیں روکتی اللہ اسے مزید دور کر دیتا ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) سوال میں مذکور دلی خیالات اور وسوسوں پر اللہ کے ہاں مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ صحیح حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إن الله تعالىٰ تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها مالم تعمل أو تكلم به"

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ چیزیں معاف کر دی ہیں جو دل میں خیالات کی صورت میں ہوں جب تک انہیں (زبان سے) بولا نہ جائے یا عمل نہ کیا جائے۔" [1]

(۲) اپنے ہاتھ سے صنفی خواہش پوری کرنا جسے خودلذتی (مشت زنی) کہتے ہیں' حرام ہے۔

(۳) آپ نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے۔ لیکن کئی صحابہ کرام اور تابعین سے اس مفہوم کے اقوال مروی ہیں امید ہے کہ آپ وسوسوں میں مشغول نہیں ہوں گے جب کہ آپ عملی طور پر گناہوں سے بچتے رہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
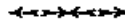
فتویٰ (۷۴۸۴)

شیطانی وساوس سے بچنے کا طریقہ

سوال میں نماز میں شیطانی وسوسوں سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب نماز میں شیطان وسوسہ ڈالے تو ان خیالات کے پیچھے نہ لگ جائیں (خود بھی وہ باتیں سوچنا شروع نہ کر دیں) بلکہ اس سے اپنی توجہ ہٹا کر قرآن مجید کی آیات پر غور کرنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا احساس کریں' رکوع' سجدہ اور تشہد میں تکبیر' تحمید اور تسبیحات کہتے وقت اور نماز کی دوسری دعائیں پڑھتے ہوئے اور نماز کے افعال ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس کریں۔ اس کے علاوہ (جب وسوسہ آئے تو) تین بار أعوذ بالله من الشيطان الرجيم ○ پڑھ کر بائیں طرف تھوکیں (یعنی تھو تھو کریں)

وساوس کے بارے میں سوال

سوال جب میں نیکی کا کوئی کام کرتا ہوں تو میرے دل میں شہرت کی محبت اور لوگوں کی تعریف کی خواہش کا وسوسہ آجاتا ہے۔ لیکن میں فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں اور اس وسوسہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ریاکاری اور شہرت طلبی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس طرح اللہ کے حکم سے یہ وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ وسوسہ جس میں میرے ارادے کو کوئی دخل نہیں ہوتا' کیا اللہ تعالیٰ اس پر بھی محاسبہ فرمائیں گے؟ کیا اس کی وجہ ایمان کی کمزوری ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب آپ کی یہ کیفیت ہے کہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو آپ جلدی سے اس سے رک جاتے ہیں اور اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں تو ہمیں امید ہے کہ اللہ کی رحمت ومغفرت آپ کو نصیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو بات میں اخلاص نصیب فرمائے اور شیطان کے مکرو فریب سے محفوظ رکھے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر:۵۲۶۹۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۱۲۷۔

فتویٰ (۶۵۴ھ)

شکوک وشبہات اور وساوس کا حل

سوال گزارش یہ ہے کہ میرے سوالات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے میرا یہ خط آخر تک ضرور پڑھئے۔ کوئی شخص نعوذ باللہ مرتد کب ہوتا ہے؟ ہو سکتا ہے میرا یہ سوال عجیب محسوس ہو' لیکن اس نے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے' بسااوقات مجھے اپنے روز مرہ کے عام کاموں کے متعلق یوں لگتا ہے کہ یہ حرکتیں مرتد ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں الحمد للہ دل سے پوری طرح ایمان پر قائم ہوں۔ لیکن جس طرح میں نے بتایا ہے کہ میں جو بھی کام کرتا ہوں تو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے مجھے شکوک وشبہات گھیر لیتے ہیں۔ مثلاً میں کسی شخص سے یا چند اشخاص سے بات کر رہا ہوں (اسی اثنا میں) ایک لفظ بولنا چاہتا ہوں' لیکن اس کے بولنے سے پہلے ہی مجھے یہ شک پڑ جاتا ہے کہ کہیں یہ کفریہ لفظ نہ ہو' چنانچہ میں لکنت کا شکار ہو جاتا ہوں۔ بسااوقات مجھے یہ غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ یہ لفظ زبان سے نکالوں یا نہ نکالوں۔ چونکہ بات جاری ہوتی ہے' اسلئے یہ لفظ زبردستی زبان سے نکل جاتا ہے حالانکہ میرا ارادہ اس سے نعوذ باللہ کفر کا نہیں ہوتا' چنانچہ مجھے وسوسے آنے لگتے ہیں کیا میں اس وقت مرتد کے حکم میں ہوتا ہوں۔ نعوذ باللہ من ذلک وسوسہ میں اضافہ اس طرح ہوتا ہے کہ اس لفظ کے بولنے سے پہلے مجھے اس کا احساس تھا' تو کیا میرا حکم اس شخص کا سا ہو گا جسے کفر پر مجبور کر دیا گیا ہو؟ کیونکہ لوگوں کی نظریں مجھ پر جمی ہوتی ہیں اور وہ میری بات پوری ہونے کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ تو بہت کمزور دلیل ہے' چنانچہ میرے شکوک میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ تو بات چیت کے دوران ان لحات میں میں کیا کروں؟ یہ ایک عجیب احساس ہے جو مجھے گھیر لیتا ہے تو میری نیند حرام ہو جاتی ہے۔ جب میں اس چیز کو نظرانداز کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ یہ شکوک دوبارہ شروع ہو جاتے ہیں۔ کیا میرے لئے ضروری ہے کہ جس طرح کوئی غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتے وقت غسل کرتا ہے' اس طرح غسل کروں؟ کیا اس کے بغیر میری نماز صحیح نہیں ہو گی؟ کیا میرے سابقہ اعمال ضائع ہو جائیں گے جس طرح مرتد کے ہو جاتے ہیں؟ مثلاً کیا مجھے دوبارہ فریضہ حج ادا کرنا پڑے گا؟ اس کے علاوہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جب میں غصے میں ہوتا ہوں تو میرا دل بعض خاص خیالات کی طرف شدت سے مائل ہوتا ہے (میں یہ خیالات بیان نہیں کر سکتا)' لیکن میں جلد ہی اپنے اعصاب پر قابو پاتا ہوں اور ان خیالات سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہوں تو کیا یہ بھی نعوذ باللہ کفر شمار ہو گا؟ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک حدیث پڑھی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک کافر ہو جاتا ہے۔" کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے آدمی کو کافر کہے تو اس کا حکم مرتد والا حکم ہو جاتا ہے؟ اور اگر میں دل میں محسوس کروں کہ فلاں شخص کافر ہے اور زبان سے نہ کہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص بعض خرافات پر یقین رکھے مثلاً تیرہ (۱۳) کے ہندسے کو منحوس سمجھے' یا زمین پر ناخن وغیرہ پھینکنے کو منحوس سمجھے تو کیا یہ بھی کفر ہے؟ واضح رہے کہ ان خرافات پر یقین رکھنے والا پوری طرح مسلمان ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تمام تعلیمات پر ایمان رکھتا ہے اور جب یہ شخص توبہ کر لے اور ان خرافات پر یقین کرنا چھوڑ دے تو کیا وہ اسلام میں نئے سرے سے داخل ہونے والے کی طرح ہو گا۔ یعنی اس پر غسل وغیرہ واجب ہو گا؟ پھر میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے وساوس اور شکوک وشبہات جتنے بھی ہوں' کیا یہ گناہ شمار ہوں گے ان پر میرا مؤاخذہ ہو گا یا نہیں؟ میں کبھی کبھار ان سے نجات پانے کی کوشش میں ان کے بارے میں گھنٹوں سوچتا رہتا ہوں۔ اب میں خط کو مزید طول

نہیں دینا چاہتا اور مذکورہ بالا تمام معروضات کا خلاصہ ایک سوال کی صورت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ کوئی شخص مرتد کب ہوتا ہے؟ میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ مرتد کی پہچان کیا ہے؟ میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ انسان اپنے بارے میں کس طرح جان سکتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا ہے؟ اور میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر مرتد دوبارہ مسلمان ہونا چاہے تو اس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے جس طرح ایک کافر مسلمان ہوتے وقت غسل کرتا ہے' اگر مرتد ہونے کے زمانے میں اس پر غسل جنابت فرض نہ ہوا ہو؟ ایک اور سوال بھی ہے کہ حج فرض ہے جو زندگی میں صرف ایک بار ادا کرنا فرض ہے سوائے حالت ارتداد کے (نعوذ باللہ من ذلک) تو کیا اور بھی ایسے حالات ہیں جن میں مسلمان پر دوبارہ حج کرنا فرض ہو جاتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی چیزیں بہت سی ہیں' جنہیں علماء نے مرتد کے احکام کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ جو شخص مرتد ہو جائے' اس کے بعد دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو اس کے وہ نیک کام ضائع نہیں ہوتے جو اس نے پہلے اسلام کے دوران کئے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۱۷)

"تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور کفر کی حالت میں مرجائے تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ جہنم والے ہیں' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمل ضائع ہونے کی یہ شرط بیان کی ہے کہ یہ عمل کرنے والے کی موت کفر پر آئے۔

(۲) دل میں آنے والے خیالات اور شیطانی وسوسوں کی بنا پر انسان کا مؤاخذہ ہوتا ہے نہ ان کی بنا پر وہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

«إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا»

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کی وہ غلطیاں معاف کر دی ہیں جن کے متعلق وہ (صرف) دل میں سوچیں (عمل نہ کریں)"

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔

(۳) برے خیالات اور وسوسوں کو دل سے دور ہٹا دیں اور اللہ کی پناہ مانگیں' اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن مجید کثرت سے کریں۔ نیک لوگوں کی مجلس اختیار کریں اور نفسیاتی واعصابی امراض کے ڈاکٹر سے علاج کروائیں۔ حسب توفیق تقویٰ پر کاربند رہیں اور مشکل اور پریشانی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں تاکہ وہ آپ کے تفکرات اور پریشانیاں دور فرمائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمْرِهِۦ ۚ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق۶۵/ ۲-۳)

"جو شخص اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لئے (پریشانیوں سے) نکلنے کی راہ بنا دے گا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ اللہ اپنے کام کو پہنچنے والا ہے (یعنی پورا کر کے رہے گا) اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔"

اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۱۱۷)
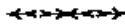
وساوس اور فضول خیالات کا حل

سوال اگر ایک مسلمان کو کثرت نسیان کا عارضہ ہو تو وہ اس وقت کونسی دعا پڑھے جب اسے وسوسے اور فضول خیالات آرہے ہوں اور دل تنگ ہو رہا ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی دعا مروی ہے جو ان عوارض میں مبتلا شخص پڑھ سکے؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ایسی صورت میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اعوذ باللہ پڑھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ»

"شیطان آدمی کے پاس آکر کہتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ حتیٰ کہ کہتا ہے "تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ اس حد تک پہنچ جائے تو چاہیے کہ اللہ کی پناہ مانگے اور (مزید سوچنے سے) رک جائے۔" صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں "وہ کہے آمنت باللہ میں اللہ پر ایمان لایا۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور مجھ پر نماز خلط ملط کر دیتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ذَاكَ الشَّيْطَانُ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا وَجَدْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا»

"یہ ایک شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں' جب تو اسے پائے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور دائیں طرف تین بار تھتکار دے۔" عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔" [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
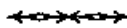
فتویٰ (۸۴۴۰)

عیسائیوں کا اللہ کی بابت سوال

سوال میرا کچھ دوستوں سے تعارف ہوا' وہ عیسائی تھے' میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا "ہم اسلام

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۲۰۳۔

قبول کرتے ہیں بشرطیکہ تم ایک سوال کا جواب دو۔" سوال یہ ہے کہ وہ یہ تو اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام آسمانوں' زمینوں اور دیگر مخلوقات کا خالق ہے لیکن وہ یہ پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ اور کیسے بنا؟ اور کس نے اسے بنایا؟ جب انہوں نے مجھ سے یہ سوال پوچھے میں بہت پریشان ہو گیا' میں ان کے پاس سے چلا آیا اور دوبارہ ان کے پاس نہیں گیا' گزارش ہے کہ مجھے اس معاملہ میں فتویٰ دیں' میں انہیں کیا جواب دوں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق ہو اور میں انہیں جواب دے سکوں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس قسم کے سوالات شیطان کے وساوس سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ انسانی شیطانوں کو اس قسم کی باتیں سمجھاتا ہے تاکہ وہ دوسروں کو راہ راست سے بھٹکا دیں۔ اللہ کی ایک صفت "اول" ہے' لہٰذا کوئی چیز اس سے پہلے نہیں ہو سکتی اور وہ "آخر" ہے کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں ہو سکتی [1] اور وہ اکیلا ہے کوئی اس کے مشابہ نہیں۔ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔ صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ»

"لوگ تم سے علم کے بارے میں پوچھتے رہیں گے حتیٰ کہ یہ کہنے لگیں گے "ہمیں تو اللہ نے پیدا کیا ہے' اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

«صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ»

"اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا' (اس سے پہلے) مجھ سے دو آدمیوں نے یہ سوال کیا ہے اور یہ تیسرا شخص ہے (جس نے یہی سوال کیا ہے۔)" [2]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ»

"اے ابو ہریرہ! لوگ تجھ سے سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ کہیں گے کہ اللہ تو ہے پس اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں مسجد میں تھا کہ کچھ اعرابی لوگ آئے۔ انہوں نے کہا "اے ابو ہریرہ! اللہ تو ہے لیکن اللہ کو پیدا کس نے کیا ہے؟" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑیں اور انہیں ماریں پھر کہا:

«قُومُوا قُومُوا صَدَقَ خَلِيلِي»

"اٹھ جاؤ! اٹھ جاؤ! میرے دوست (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا۔" [3]

---

[1] حدیث میں ہے "تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں' تو آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں" مسند احمد ج:۲' ص:۳۸۱۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۷۱۳۔ ابو داؤد حدیث نمبر:۵۰۵۱۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۳۳۹۷' ۳۴۷۷۔ ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۸۳۱' ۳۸۷۳۔ مستدرک حاکم ج:۱' ص:۵۴۳' ۵۳۶۔

[2] صحیح مسلم ج:۱' ص:۱۲۰ حدیث نمبر:۱۳۵۔

[3] صحیح مسلم ج:۱' ص:۱۲۱ حدیث نمبر:۱۳۵۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ لِيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ»

"شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتیٰ کہ کہتا ہے "تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو (بندے کو چاہئے کہ) اللہ کی پناہ مانگے اور (آگے سوچنے سے) رک جائے۔" ❶

ایک اور روایت میں ہے کہ

«لاَ يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللهِ»

"لوگ سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ کہا جائے گا "یہ مخلوق تو اللہ نے پیدا کی' اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جس کو یہ چیز پیش آئے تو وہ کہے آمنت باللہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔" ❷

یہ حدیث ابو داؤد نے بھی روایت کی ہے۔ ان کی ایک روایت میں ہے:

«فَإِذَا قَالُوا ذَلِكَ فَقُولُوا: ﴿اللَّهُ أَحَدٌ ۞ اللَّهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۞ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلاَثًا وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ»

"جب وہ یہ بات کہیں تو تم کہو "اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا' نہ وہ جنا گیا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔" پھر اپنے بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان سے پناہ مانگے۔ ❸

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۸۹۴)

ہر کام میں اللہ کی خوشنودی کا خیال کیجئے

سوال میں اس زمانے میں زندگی گزار رہا ہوں اور سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ کیونکہ اللہ کے لئے نیت کو خالص کرنا آسان کام نہیں۔ حالانکہ خلوص نیت لازمی فرائض میں شامل ہے۔ اسی لئے تو ایک صحابی فرمایا کرتے تھے: "اخلاص بہت نادر شے ہے۔" اس لئے انسان کو کیا کرنا چاہئے کہ وہ اللہ کے لئے اخلاص والا بن جائے؟ وہ کیا کرے کہ حصول علم اور بلند مناصب کا حصول بھی محض اللہ کے لئے بن جائے؟ وہ کیا طریقہ اختیار کرے کہ اس کی یہ کیفیت ہو جائے کہ جب نماز میں کھڑا ہو تو اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کا پورا پورا احساس ہو؟ میں نماز شروع کرتا ہوں اور نماز سے فارغ ہو جاتا ہوں

---

❶ بخاری مع فتح الباری حدیث نمبر:۳۲۷۶۔ صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۰' حدیث نمبر:۱۳۴۔

❷ صحیح بخاری حدیث نمبر:۷۲۹۶۔ صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۱۹۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۷۲۱۔

❸ سنن ابو داؤد حدیث نمبر:۴۷۲۲۔ عمل الیوم واللیلۃ' امام نسائی حدیث نمبر:۶۶۱۔

اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے ہوتا ہے گویا میں زمین و آسمان کے بادشاہ کے حضور نہیں کھڑا تھا۔ جب میں کسی برائی کو دیکھ کر ناراض ہوتا ہوں تو کیا معلوم وہ محض ذاتی غیرت کی وجہ ہو' خالصتاً اللہ کے لئے نہ ہو؟ میرے بات کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس چیز کے متعلق ریاکاری اور شہرت کے لئے پوچھ رہا ہوں۔ جس عمل میں دکھاوا اور شہرت نہ ہو اس کا یہ مطلب نہیں کہ خالص اللہ کے لئے ہے ممکن ہے اس کا یہ عمل کسی مقصد کے لئے نہ ہو۔ لیکن میں ایک کام صرف اس لئے کرتا ہوں کہ میں وہ کام کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے میں روزہ رکھتا ہوں یا رات کو نماز پڑھتا ہوں۔ ایک بھائی نے مجھ سے بات کی کہ ممکن ہے ایک شخص ایک نیکی کرتا ہے اور اس میں ریاکاری یا شہرت کا شائبہ نہیں' اس کے باوجود ممکن ہے وہ نیکی خالص اللہ کے لئے نہ ہو۔ مثلاً وہ رات کو تہجد پڑھتا ہے۔ کیونکہ اس کا دل چاہتا ہے اور بس۔ براہ کرم اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ظاہری اعمال میں اللہ کی اطاعت کرنے اور دل میں اس کے لئے خلوص رکھنے کی کوشش کیجئے۔ عمل کرتے ہوئے یہ ارادہ رکھیے کہ آپ اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ آپ کو ثواب دے گا۔ اللہ سے امید رکھیے' آخرت میں اس کا اچھا بدلہ ملنے کی امید رکھیے اور شیطانی وسوسہ پر توجہ نہ دیجئے۔ وہ آپ کو خواہ مخواہ پریشان کرنا اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
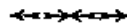
فتویٰ (۹۳۰۶)

شکوک اور وساوس شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

سوال میں ہمیشہ ایک مسلسل شک اور وسوسہ میں مبتلا ہوں۔ نماز میں بھی روزہ میں بھی' ایک احساس مسلسل مجھے چمٹا رہتا ہے۔ بسا اوقات تو اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں شک ہونے لگتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ نماز بالکل بیکار چیز ہے۔ کیا وسوسہ جسمانی مرض ہے یا نفسیاتی؟ کیا اس صورت میں مجھے گناہ ہوتا ہے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے میرا کیا مقام ہو گا؟ کیا مجھے اسلام میں اپنے اس مرض یعنی شک اور وسوسہ کا علاج مل سکتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ کو جو یہ شکوک اور وساوس پیش آتے ہیں یہ شیطان کی طرف سے ہیں ان پر توجہ نہ دیجئے۔ ان سے دھیان (توجہ) ہٹائیے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کیجئے۔ (أعوذ بالله من الشيطان الرجيم کہا کیجئے۔) اور یہ الفاظ بکثرت دہرائیے۔ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ "میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں" اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کیجئے جس طرح نبی ﷺ نے اس قسم کے وسوسوں میں مبتلا انسان کو تعلیم دی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فرقہ ناجیہ

فتویٰ (۱۶۷۴)

اسلام کا فرقوں اور پارٹیوں کے متعلق نظریہ

سوال پارٹیوں کے متعلق اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟ کیا اسلام میں اس قسم کی پارٹیاں بنانا جائز ہے جیسے حزب التحریر (آزادی کی پارٹی یا لبریشن فرنٹ)' الاخوان المسلمون کی پارٹی وغیرہ۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ دین میں ایسے فرقے اور پارٹیاں بنائیں جو ایک دوسرے کو برا بھلا کہتی رہیں اور ایک دوسرے کو قتل کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس افتراق سے منع فرمایا ہے۔ اس افتراق کو پیدا کرنے والے اور اس کے پیچھے چلنے والے کی مذمت کی ہے اور ایسی حرکت کرنے والوں کو عذاب عظیم سے ڈرایا ہے نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۰۳-۱۰۵)

"تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور متفرق نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو متفرق ہو گئے اور انہوں نے اختلاف کیا' اس چیز کے بعد کہ ان کے پاس واضح ہدایات آچکی تھیں۔ ان ہی لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا

يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (الأنعام٦/ ١٥٩ـ١٦٠)

"جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور (مختلف) پارٹیاں بن گئے' آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے تھے۔ جو نیکی لے کر آیا تو اس کے لئے اس کا دس گنا (اجر وثواب) ہے اور جو برائی لے کر آیا' اسے صرف اس کے برابر ہی بدلہ (گناہ اور عذاب) ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

اور یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ»

"میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔"

افتراق کی مذمت میں اور بھی بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں۔

اگر مسلمانوں کے حکمران نے انہیں اس انداز سے منظم کیا ہو کہ زندگی کے مختلف اعمال اور دینی و دنیوی معاملات ان کے درمیان تقسیم کر دیئے ہوں تاکہ ہر شخص دین یا دنیا کے کسی پہلو سے متعلق اپنا فرض ادا کرے تو یہ درست ہے۔ بلکہ یہ مسلمانوں کے حکمران کا فرض ہے کہ (تقسیم کار کے اصول پر) رعایا پر مختلف اقسام کے دینی اور دنیوی فرائض تقسیم کر دے۔ مثلاً ایک جماعت کو علم حدیث کی خدمت کے لئے مقرر کرے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچانے' مدون کرنے اور صحیح و ضعیف احادیث کی پہچان وغیرہ کا کام کرے' دوسری جماعت فقہ کی تدوین اور تعلیم و تعلم میں مشغول ہو جائے' تیسری جماعت عربی زبان کی گرائمر اور زبان دانی' بلاغت اور اس کے علمی اسرار کو ظاہر کرنے کی خدمات انجام دے' چوتھی جماعت جہاد کرے' مسلمانوں کی سرزمین کی حفاظت کرے' مزید علاقے فتح کرے اور اسلام کی نشرواشاعت میں پائی جانے والی رکاوٹوں کو دور کرے' ایک اور جماعت صنعتی اور زرعی پیداوار اور تجارت کے فرائض انجام دے۔ اسی طرح دوسرے کام بھی کئے جائیں تو اس قسم کی تقسیم زندگی کی ضرورت ہے' اس کے بغیر امت کا نظام قائم رہ سکتا ہے نہ اس کے بغیر اسلام کی حفاظت اور نشرو اشاعت ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سب لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہیں' ان سب کا ہدف ایک ہو' اسلام کی تائید و نصرت۔ اس کے دفاع اور خوشحال زندگی کے وسائل کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کریں' سب کے سب اسلام کے زیر سایہ' اس کے جھنڈے تلے اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ پر چلتے رہیں' گمراہ کن راستوں پر چلنے سے اجتناب کریں اور ہلاک ہونے والے فرقوں سے بچ کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام٦/ ١٥٣)

"اور یہ میرا راستہ ہے بالکل سیدھا' تو اس کی پیروی کرو اور (دوسری) راہوں کی پیروی نہ کرو (ورنہ) وہ تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گی اس نے تمہیں یہ نصیحت کی ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔"

نبوی طریقہ دعوت و تبلیغ ہی بہتر ہے

سوال دونوں میں سے کون سا کام بہتر ہے۔ سیاست کے ذریعے اسلام کے لئے کام کرنا' یا لوگوں کو نبوی طریقہ کی طرف

واپس آنے کی دعوت دینے کے ذریعے اسلام کے لئے کام کرنا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اسلام کے لئے لوگوں کو کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کی دعوت کے ذریعے کام کرنا ضروری ہے اور یہ کام اس نہج پر کیا جائے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی ہے اور جس کا حکم اپنے رسول محمد ﷺ کو یہ کہہ کر دیا ہے:

﴿ ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَـٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ ﴾ (النحل ١٦/ ١٢٥)

"اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے اس طریقے سے بحث کیجئے جو بہتر ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ هَـٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَـٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴾ (یوسف ١٢/ ١٠٨)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے' میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہوں' میں بھی اور میری پیروی کرنے والے بھی اور اللہ پاک ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔"

جناب رسول اللہ ﷺ نے دعوت الی اللہ کا طریقہ زبانی ارشادات کے ذریعے بھی واضح فرمایا ہے' عملی طور پر بھی اور تحریری طور پر بھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ»(صحيح مسلم)

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے (ختم کر کے صورت حال) تبدیل کر دے' اگر (قوت بازو سے روکنے کی) طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر کے' سمجھا کر تبدیلی پیدا کرے)' اگر (اس کی بھی) طاقت نہ ہو تو دل سے (تبدیلی کی خواہش اور عزم رکھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے"

اس حدیث کو امام احمد' امام مسلم اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے روایت کیا ہے اور جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا:

«إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ»

"تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ انہیں سب سے پہلے جس چیز کی دعوت دو' وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی ہونی چاہیے۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (زکوۃ) کی ادائیگی فرض کی ہے' (یہ زکوۃ) ان کے دولت مندوں سے وصول کی جائے گی اور واپس ان کے غریبوں کو دے دی جائے گی۔ اگر اس بات میں بھی وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی

بد دعا سے بچنا' کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں ہوتا۔" ❶ اس حدیث کو امام احمد' امام بخاری' امام مسلم اور سنن اربعہ والوں نے روایت کیا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب غزوہ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عنایت کیا تو ان سے فرمایا:

«انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ تَعَالَى فِيهِ، فَوَاللهِ لأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ»

"آرام سے چلتے جاؤ حتیٰ کہ ان کے علاقہ میں پہنچ جاؤ' پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور بتانا کہ اسلام میں ان پر اللہ کے کون سے حقوق کی ادائیگی واجب ہے' قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔" ❷

جناب رسول اللہ ﷺ نے مختلف قوموں کے بادشاہوں کو خطوط ارسال فرمائے جن میں انہیں اسلام لانے کی دعوت دی اور انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا۔

اہل کتاب کو حضور علیہ السلام نے جو خطوط تحریر فرمائے ان میں یہ آیت بھی لکھی:

﴿ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ﴾ (آل عمران ۳/ ٦٤)

"اے اہل کتاب اس بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر (واجب التسلیم) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہ بنالیں۔"

اور انہیں یہ وعدہ دیا کہ اگر وہ ایمان لائیں گے تو دگنا اجر وثواب پائیں گے اور انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ اگر وہ اعراض کریں گے تو اپنے گناہ کی سزا بھی پائیں گے اور اپنی قوموں کے گناہوں کی بھی۔ ❸

اس کے علاوہ نبی علیہ السلام نے اپنے عمل سے اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عملی توحید اور عبادت میں درجہ کمال کی ایک عظیم مثال تھے' اسی طرح آپ ﷺ اپنے کردار اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں اخلاق حسنہ کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتے تھے نہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام لیتے تھے' لیکن جب اللہ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو پھر آپ ﷺ غضبناک ہو جاتے تھے نیز رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے بیان کے مطابق مومنوں کے ساتھ انتہائی شفقت ورحمت کا برتاؤ کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۴۵۸' ۱۴۹۶' صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۹' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۱۵۸۴' جامع ترمذی حدیث نمبر: ۶۲۵۔ سنن نسائی ۵/۵۵ مسند احمد ۱/ ۲۳۳۔

❷ مسند احمد ج: ۵' ص: ۳۳۳۔ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۲۹۴۲' ۳۰۰۹' ۳۷۰۱' ۴۲۱۰' صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۴۰۶۔

❸ جناب رسول اللہ ﷺ نے مختلف قوموں کے حکمرانوں کو خط تحریر فرمائے تھے۔ مثال کے طور پر دیکھئے' صحیح بخاری حدیث نمبر: ۲۹۳۹' ۲۹۴۰' ۴۴۲۴ اور صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۷۷۳۔

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (القلم ٦٨/ ٤)

"آپ عظیم (عمدہ ترین) اخلاق پر کار بند ہیں"

اس طرح آپ ﷺ نے زبانی' تحریری اور عملی طور پر دعوت و تبلیغ کا ایک طریق کار پیش کر دیا ہے تو یہ محمدی دعوت کی سراپا حکمت و رحمت والی پالیسی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے وضع فرمائی ہے۔ لہٰذا اسلامی جماعتوں کے مبلغین کا فرض ہے کہ وہ حکمت' موعظۂ حسنہ اور جدال احسن پر مبنی اصولوں کو پیش نظر رکھیں اور ہر کسی سے اس کی ذہنی سطح کے مطابق بات کریں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دین کی مدد فرمائے گا اور ان کے تیروں کو ان کے بھائیوں کی طرف سے پھیر کر دشمنوں کی طرف کر دے گا۔ "وہی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشنے والا ہے۔"

شہداء کے احترام میں خاموش کھڑے ہونا

سوال کیا شہداء کے لئے ایک منٹ کھڑا ہونا جائز ہے؟ کیونکہ جب کوئی خاص تقریب شروع ہوتی ہے تو لوگ شہیدوں کی روحوں کے احترام میں یا اظہار افسوس کے لئے ایک منٹ خاموش کھڑے ہوتے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شہداء یا سرداروں کے احترام میں یا ان کی ارواح کی عزت کرتے ہوئے یا ان پر اظہار افسوس کے لئے تھوڑی دیر خاموش کھڑا ہونا برا ہے کیونکہ یہ ان بدعتوں میں شامل ہے جو نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے زمانے میں موجود نہیں تھیں اور یہ توحید کے آداب اور اللہ تعالیٰ کی خالص تعظیم کے منافی ہے بلکہ دین سے ناواقف بعض مسلمانوں نے اس بدعت کو جاری کرنے والے کافروں کی پیروی میں اور ان کے اپنے زندہ اور مردہ سرداروں کے بارے میں غلو پر مبنی بری رسموں کی پیروی میں اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے۔

اسلام میں فوت ہونے والوں کے جو حقوق معروف ہیں' وہ یہ ہیں کہ فوت ہونے والے مسلمانوں کے لئے دعا کی جائے' ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے' ان کی خوبیاں بیان کی جائیں' ان کی خامیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے آداب ہیں جو اسلام نے بیان کئے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے زندہ اور مردہ بھائیوں کے ان حقوق کی پاسداری کی ترغیب دلائی ہے۔ ان آداب میں کسی سردار یا شہید کے لئے خاموش کھڑا ہونا شامل نہیں۔ بلکہ یہ اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۸۸۹)

خیر کی توفیق کسے حاصل ہے؟

سوال اللہ کے ہاں توفیق والا کون ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

خیر کی توفیق اسے حاصل ہے جو دین اسلام پر مضبوطی سے قائم ہے۔ عقیدہ میں' اقوال میں اور افعال میں قرآن و سنت اور

سلف صالحین یعنی صحابہ کرام' تابعین عظام کے طریق کار پر عمل پیرا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۶۲۳)

صحیح راستہ کون سا ہے؟

سوال میں نے موجودہ حالات میں تبدیلی لانے کے طریقوں کے متعلق کافی مطالعہ کیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس اپنے موقف کے حق میں دلائل موجود ہیں۔ لیکن میں اپنے محدود علم کی وجہ سے یہ نہیں جان سکا کہ موجودہ زمانہ کی مناسبت سے کونسا طریقہ زیادہ بہتر ہے' جب کہ صورت حال یہ ہے کہ ہم دین سے مکمل طور پر دور جا چکے ہیں' ہمارے پاس محض کچھ رسم ورواج اور تہوار باقی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی۔

جواب الْحَمْدُ لِلهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جنت تک وہی راستہ پہنچا سکتا ہے جس پر محمد ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے مسلمان تھے۔ جو اس راستے پر چلے گا نجات پائے گا اور جو اس سے ادھر ادھر ہو گا ہلاک ہو جائے گا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۸۴۵)

وطنیت اور سیاست کا حکم

سوال کیا کسی انسان کے لئے یا مومن کے لئے یہ کہنا حرام ہے کہ أنا وطني "میں وطن پرست ہوں۔"؟[1] کیا کسی انسان کے لیے داخلی یا خارجی سیاست پر بات کرنا حرام ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان کے لئے فخر کی سب سے بڑی بات اور اس کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہو اور دین کی تائید ونصرت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے فی سبیل اللہ جہاد کرے۔ مسلمان کو یہ کہنا چاہیے: "میں مسلم ہوں" اس سے اس کی شان اور درجہ زیادہ بلند ہوتا ہے۔ دین اسلام اور اخوت اسلامی ہی سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اتحاد پیدا فرمائے گا۔ وطنیت کے نعرے تخریب اور مسلمانوں کے باہمی افتراق کا ذریعہ ہیں' جب کہ اس سے مقصود دوسرے ممالک کے مسلمانوں پر اپنی برتری کا اظہار ہو۔ اگر محض تعارف کے لئے وطن کا ذکر کیا جائے' مقصد یہ ہو کہ میں فلاں ملک کا باشندہ ہوں دوسرے کسی ملک کا نہیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز مدظلہ نے قومیت کے متعلق ایک رسالہ بھی تصنیف

---

[1] "وطن پرست" سے لغوی معنی "وطن کا پجاری" مراد نہیں' بلکہ وہ مفہوم مراد ہے جو عرف عام میں سمجھا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ملک کو زیادہ اہمیت دینے والا' اپنے وطن اور اہل وطن کے فائدہ کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کرنے والا۔

کیا ہے۔
امت اور قوم کی داخلی اور خارجی سیاست پر بات کرنا حرام نہیں بشرطیکہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ ہو اور ایسے فتنے پیدا نہ ہوں جن کا نتیجہ افتراق' بزدلی' ناکامی اور تنزل ہو۔
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
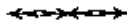
فتویٰ (۸۹۷۳)

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو

سوال اسلام کے بارے میں نوجوانوں کا کیا موقف ہونا چاہیے؟ آپ نوجوانوں کو ان کی زندگی کے نازک مرحلہ کے بارے میں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے' کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا رہے۔ اللہ کے راستے کی طرف دعوت دے۔ جب اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو اپنی رائے پر محض تعصب کی بنا پر نہ اڑا رہے' بلکہ جہاں بھی حق ملے اس کی پیروی کرے کیونکہ حق ہی اتباع کا مستحق ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عمل میں' حسن اخلاق میں' اپنے کردار میں اور دعوت و تبلیغ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو پیشوا بنائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الأحزاب۳۳/ ۲۱)
"تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین اسوہ (نمونہ) ہے۔"
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
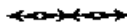
فتویٰ (۶۶۳۸)

شریعت اور طریقت میں فرق

سوال شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
شریعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے ذریعے نازل کی اور جسے رسولوں کو دے کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ کی بندگی کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس (شریعت) پر عمل کریں جس طرح انہیں اللہ کے رسول علیہ السلام حکم دیں۔
اور طریقت وہی معتبر ہے جو اس کے مطابق ہو' یعنی اس طریق کے مطابق ہو جو اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء جناب محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اور اس کے متعلق یہ فرمایا ہے:
﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ﴾
(الأنعام۶/ ۱۵۳)

"اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا' تو اس کی پیروی کرو اور دوسری راہوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔"

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً ـ قِيلَ: مَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي»

"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی' وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ عرض کی گئی "یا رسول اللہ وہ کون سا ہے؟" آپ نے فرمایا "جو لوگ اس چیز پر قائم ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔" ❶

اس لئے طریقت' شریعت ہی میں شامل ہے۔ اس کے خلاف جو بھی طریقے ہیں جیسے صوفیانہ طریقے' تیجانیہ' نقشبندیہ' قادریہ وغیرہ۔ یہ سب بعد میں بننے والے طریقے ہیں' ان کو صحیح تسلیم کرنا یا ان پر عمل کرنا جائز نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
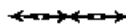
فتویٰ (۸۳۰)

ناجی فرقہ کون سا ہے؟

سوال میں نے ایک حدیث شریف پڑھی ہے جو شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب "مختصر سیرۃ الرسول ﷺ" میں ذکر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«سَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی' وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے"

سائل اس مسئلہ کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہے جس کے متعلق امام محمد بن عبد الوہاب نے مذکورہ بالا کتاب میں یہ الفاظ لکھے ہیں: "یہ مسئلہ عظیم ترین مسائل میں سے ہے' جس نے اس مسئلہ کو سمجھ لیا وہی فقیہ ہے اور جس نے عمل کیا وہی (کما حقہ) مسلم ہے۔ ہم اللہ کریم منان سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔" سائل مندرجہ ذیل سوالات کا جواب معلوم کرنا چاہتا ہے جو اس حدیث کے متعلق پیدا ہوتے ہیں:

(۱) وہ کون سا نجات پانے والا گروہ ہے جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے؟

(۲) کیا اہل حدیث کے علاوہ دوسرے گروہ مثلاً شیعہ' شافعی' حنفی' تیجانی وغیرہ ان بہتر (۷۲) فرقوں میں شامل ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے؟

(۳) جب ایک کے سوا یہ تمام جہنم میں جانے والے ہیں پھر آپ لوگ انہیں بیت اللہ شریف کی زیارت کی اجازت کیوں دیتے ہیں؟ کیا امام محمد بن عبد الوہاب غلطی پر تھے یا آپ سیدھے راستے سے ہٹ چکے ہیں؟

---

❶ جامع ترمذی حدیث نمبر: ۲۶۴۳۔ طبرانی صغیر نمبر ۷۲۴۔ عقیلی: الضعفاء ۲/ ۲۶۲

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

(۱) شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے مختصر السیرۃ میں اس مشہور صحیح حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر فرمایا ہے جو بہت سے محدثین مثلاً ابوداؤد' نسائی اور ترمذی وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ملتے جلتے الفاظ سے روایت کی ہے۔ ان میں سے ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ:

«اِفْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے' ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی' ایک کے سوا وہ بھی سب فرقے جہنم میں جائیں گے" [1]

ایک روایت میں فرقہ کے بجائے "ملۃ" کا لفظ ہے [2] ایک روایت میں ہے کہ "صحابہ نے عرض کی "یا رسول اللہ! نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"جو اس جیسے طریقے پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں" [3]

ایک روایت میں ہے:

«هِيَ الْجَمَاعَةُ، يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ»

"وہ جماعت ہے۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔" [4]

(۲) نجات یافتہ فرقہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے' جس طرح مذکورہ بالا حدیث کی بعض روایات میں اس فرقہ کی صفت اور علامت مذکور ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: "نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟" تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"جو اس طریقہ پر ہو گا جس پر آج میں اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔"

دوسری روایت میں ہے:

«هِيَ الْجَمَاعَةُ، يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ»

---

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۳۳۲' ج:۳' ص:۱۲۰' سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۵۹۶' جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۶۴۲' سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۹۲۹' مستدرک حاکم ج:۱' ص:۱۲۸۔ آجری: الشریعہ' ص:۲۵

[2] جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۶۴۳۔

[3] معجم صغیر طبرانی حدیث نمبر:۷۲۴' جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۶۴۳۔

[4] مسند احمد ج:۳' ص:۱۳۵' ج:۴' ص:۱۰۲' سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۵۹۷' سنن دارمی ج:۲' ص:۲۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر:۴۰۴۰' ۴۰۴۱' مستدرک حاکم ج:۱' ص:۱۲۸۔ آجری: الشریعہ' ص:۱۸

"وہ جماعت ہے' جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس فرقہ کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ وہ اپنے عقیدہ میں' قول و عمل میں اور اخلاق و کردار میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہو گا وہ ہر عمل اور ہر پرہیز میں کتاب و سنت کے طریقہ پر چلے گا اور مسلمان جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر کاربند ہو گا۔ جن کا مقتدا محض اللہ کے رسول ﷺ تھے' وہ رسول جن کی یہ صفت ہے کہ:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ (النجم٥٣/ ٣۔٤)

"وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے' وہ تو محض وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔"

لہٰذا ہر وہ شخص جو اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی قولی اور عملی سنت اور اجماع امت کی پیروی کرتا ہے' غلط خیالات' گمراہ کن خواہشات اور غلط سلط تاویلات سے متاثر نہیں ہوتا' ایسی تاویلات جن کی اس عربی زبان میں گنجائش ہی نہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان ہے اور جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اور وہ تاویلات شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے بھی خلاف ہیں' جو شخص بھی اس طریق کار پر عمل کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہے۔

(۳) لیکن جو شخص خواہش نفس کو اپنا معبود بنا بیٹھے اور قرآن مجید اور صحیح احادیث کے مقابلے میں اپنے امام یا سربراہ کی حمایت میں اپنے امام یا سربراہ کی رائے کو ترجیح دے اور کتاب و سنت کی نصوص کی اس انداز کی تاویل کرے جو عربی زبان کے قواعد اور شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے خلاف ہو' وہ "جماعت" سے خارج ہو جاتا ہے اور ان بہتر فرقوں میں شامل ہو جاتا ہے جن کے متعلق رسول محمد ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ سب جہنم میں جائیں گے۔ لہٰذا ان فرقوں کی نمایاں علامت جس سے ان کی پہچان ہو سکتی ہے' یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت اور اجماع امت کی مخالفت کرتے ہیں اور اس اختلاف کی بنیاد کسی ایسی تاویل پر نہیں ہوتی جو قرآن مجید کی زبان اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو اور جس میں غلطی کرنے والے کو شرعاً معذور سمجھا جا سکے۔

(۴) وہ مسئلہ جو امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے اور جس کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ جس نے اسے سمجھ لیا اس نے دین کو سمجھ لیا اور جس نے اس پر عمل کیا وہ صحیح مسلمان ہے' یہ وہی مسئلہ ہے جو جواب کے دوسرے پیرے میں بیان ہوا' یعنی نجات پانے والے فرقہ کو اس علامت سے پہچاننا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور یہ کہ دوسرے فرقے وہ ہیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ لہٰذا جس شخص نے نجات پانے والے فرقے اور ہلاک ہونے والے فرقے میں اس طرح امتیاز کیا جس طرح نبی ﷺ نے امتیاز کیا ہے اور نبی علیہ السلام کی وضاحت کے مطابق ان دونوں کا فرق سمجھ لیا' اس نے دین کو (کما حقہ) سمجھ لیا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے ساتھ رہنا چاہئے اور وہ کون لوگ ہیں جن سے دور بھاگنا چاہئے جس طرح انسان شیر سے بھاگتا ہے اور جس نے اس صحیح فہم کے مطابق عمل کیا اور اہل حق و ہدایت کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہا وہی صحیح مسلمان ہے۔ "نجات یافتہ فرقہ" کے اوصاف علم و عقیدہ کے لحاظ سے بھی اور قول و عمل کے لحاظ سے بھی اسی پر صادق آتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ سب سے عظیم مسئلہ ہے اور اس کا فائدہ بھی سب سے عظیم اور ہمہ گیر ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الوہاب پر رحمت فرمائے' جو عظیم بصیرت کے حامل تھے اور دین کی نصوص اور اس کے مقاصد کی گہری سمجھ رکھتے تھے۔ انہوں نے دین سے تعلق رکھنے والا یہ مسئلہ جو مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کبھی اشارتاً

بیان فرمایا' جیسے یہاں بیان کیا اور کبھی وضاحت اور تفصیل سے بیان فرمایا' جیسے ان کی اکثر تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔

(۵) اسلام کی طرف اپنی نسبت کرنے والی جماعتیں اور گروہ جن ناموں اور القاب سے مشہور ہیں' بہتر فرقوں کی پہچان کے لئے یا ایک دوسرے سے امتیاز کے لئے ان کے یہ نام رسول اللہ ﷺ نے نہیں رکھے۔ بلکہ ان کی صرف یہ علامت بتائی ہے کہ قرآن وسنت' خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں۔ خواہشات نفس اور اوہام کی پیروی کرتے ہیں' بغیر علم کے اللہ کے ذمہ باتیں لگادیتے ہیں' جناب رسول اللہ ﷺ کے سوا دوسرے متبوعین کے لئے تعصب رکھتے ہیں' ان کی دوستی اور مخالفت کا دارومدار یہی قائدین ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس نجات یافتہ فرقہ کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں' مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہتے ہیں' اپنے احساسات' خیالات اور خواہشات پر شریعت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کی پسند اور ناپسند شریعت کے احکام کے تابع ہوتی ہے' ان کی محبت اور مخالفت کا دارومدار بھی اسی چیز پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص مختلف فرقوں کی پہچان کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ پیمانہ کے علاوہ دوسرا پیمانہ اختیار کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے نجات یافتہ اور ہلاک ہونے والے فرقوں کے مابین امتیاز کرے تو اس نے بغیر علم کے بات کی اور بغیر بصیرت کے اس فرق کا فیصلہ کیا۔ اس طرح اس نے اپنے آپ پر بھی ظلم کیا اور مسلمان کہلانے والے فرقوں پر بھی ظلم کیا اور جو شخص نجات یافتہ اور ہلاک ہونے والے فرقوں کے مابین امتیاز کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وضاحت کی طرف رجوع کرتا ہے اس کا فیصلہ بھی انصاف پر مبنی ہوتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ امت کی ان جماعتوں کے مختلف درجات ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت شریعت کے احکام دل وجان سے تسلیم کرنے اور شریعت کی اتباع کرنے کا انتہائی شوق رکھتی اور دین میں بدعتیں ایجاد کرنے' یا نصوص میں تحریف کرنے' یا ان میں کمی بیشی کرنے سے انتہائی دور بھاگتی ہے تو ایسے خوش نصیب لوگ ہی فرقہ ناجیہ میں شمار ہو سکتے ہیں۔ تو حدیث کا علم رکھنے والے علماء اور کتاب وسنت کی سمجھ رکھنے والے ائمہ وفقہاء میں ایسے افراد موجود ہیں جو اجتہاد کی اہلیت رکھتے ہیں' شریعت کو تسلیم کرتے اور اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں' البتہ کبھی کبھار کچھ نصوص کی ایسی تاویل کر لیتے ہیں جو درست نہیں ہوتی تو انہیں ایسی غلطی میں معذور قرار دینا چاہئے کیونکہ یہ اجتہادی غلطی ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شریعت کی بعض نصوص کا انکار کر دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اسلام میں ابھی ابھی (نئے نئے) داخل ہوئے ہیں (اور انہیں ان نصوص کا علم نہیں) وہ اسلامی علاقوں کے دور دراز خطے میں پیدا ہوئے (جہاں اسلامی تعلیمات عام نہیں) تو انہیں یہ شرعی حکم معلوم نہیں ہو سکا جس کا انہوں نے انکار کیا ہے۔ بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جو کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا ایسی بدعت ایجاد کرتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی تو یہ مومن ہیں' انہوں نے جو نیکی کی اس کے لحاظ سے وہ اللہ کے فرماں بردار ہیں اور جس گناہ یا بدعت کا ارتکاب کیا اس کے لحاظ سے گناہ گار ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی مشیت میں داخل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ (النساء۴/ ۴۸)

"یقیناً اللہ تعالیٰ یہ (گناہ) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے' اس کے علاوہ جس کے (گناہ) چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَءَاخَرُونَ ٱعْتَرَفُوا۟ بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا۟ عَمَلًا صَٰلِحًا وَءَاخَرَ سَيِّئًا عَسَى ٱللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ﴾ (التوبۃ ۹/ ۱۰۲)

"اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے' انہوں نے ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے (نیک) اور کچھ برے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔"

یہ دونوں قسم کے افراد اپنی غلط تاویل یا لاعلمی کی بنا پر کسی حکم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر نہیں ہوجاتے' بلکہ انہیں معذور سمجھا جاتا ہے اور وہ فرقہ ناجیہ (نجات یافتہ فرقہ) میں شامل ہیں اگرچہ ان کا درجہ پہلی قسم کے افراد سے کم ہے۔

کچھ لوگ وہ ہیں جو واضح ہو جانے کے بعد بھی دین کے کسی بنیادی مسئلہ کا انکار کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں' یا شرعی نصوص کی ایسی بعید تاویل کرتے ہیں جو پہلے گزرے ہوئے تمام مسلمانوں کے خلاف ہوتی ہے۔ جب ان کے سامنے حق واضح کیا جائے اور مباحثہ ومناظرہ کے ذریعے حجت قائم کردی جائے تب بھی حق کو قبول نہیں کرتے تو ایسے لوگ کافر اور مرتد ہیں' اگرچہ وہ خود کو مسلمان کہیں' اگرچہ اپنے عقیدہ وطریقہ کے مطابق پوری کوشش سے اسلام کی تبلیغ کریں۔ مثلاً قادیانی جماعت' جنہوں نے جناب محمد ﷺ پر نبوت ختم ہوجانے کے عقیدہ کا انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ غلام احمد قادیانی' اللہ کا نبی اور رسول ہے یا وہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) اور مسیح علیہ السلام ہے' یا اس کے بدن میں محمد ﷺ یا عیسیٰ علیہ السلام کی روح آگئی ہے اس طرح وہ نبوت ورسالت میں خود مسیحؑ یا محمد ﷺ ہی بن گیا ہے۔

(۹) اہل سنت والجماعت کے چند پختہ اصول ہیں' جن پر وہ فروعی مسائل کی بنیاد رکھتے ہیں اور جزوی مسائل میں نیز خود پر اور دوسروں پر احکام کی تطبیق میں' ان کا لحاظ رکھتے ہیں۔

ان میں سے ایک اصولی مسئلہ یہ ہے کہ ایمان دل کے عقیدہ' زبان کے اقرار اور اس کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔ نیکی کرنے سے ایمان بڑھتا اور گناہ کرنے سے گھٹتا ہے۔ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ اطاعت کرے گا اس کے ایمان میں اتنا ہی اضافہ ہو جائے گا اور جس قدر کوتاہی کا مرتکب ہو گا اور کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے گا جو کفر تک نہیں پہنچتا' اسی قدر اس کے ایمان میں کمی واقع ہو جائے گی۔ یعنی ان کے نزدیک ایمان کے درجات ہیں' اسی طرح فرقہ ناجیہ کے افراد میں بھی ان کے قول وعمل کے مطابق درجات کا فرق پایا جاتا ہے۔

ایک اصولی مسئلہ یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص یا گروہ پر نشاندہی کرتے ہوئے کفر کا حکم نہیں لگاتے۔ کیونکہ جب حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما نے ایک کافر کو اس کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کردیا تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ عذر قبول نہیں فرمایا کہ اس نے ان سے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا»

"تم نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اس نے کہا یا نہیں۔" ❶

یعنی خلوص دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کیا ہے یا نہیں؟

اِلّا یہ کہ کوئی شخص واضح طور پر کفر کا اظہار کرے مثلاً کسی ایسی بات کا انکار کرے جس کا جزو دین ہونا ہر خاص وعام کو

---

❶ مسند احمد ج:۴' ص:۴۳۹' ج:۵' ص:۲۰۷' صحیح بخاری حدیث نمبر:۴۲۶۹' ۶۸۷۲' صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۶' سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۲۶۴۳' سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۹۷۷۔

معلوم ہے۔ یا قطعی اجماع کا انکار کرے' یا ایسی صریح نصوص کی تاویل کرے جن میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں اور جب اس پر واضح کر دیا جائے کہ (اس کا یہ عمل کفر ہے) تو بھی اسے چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار نہ کرے (تو ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا۔)

امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اہل سنت والجماعت کا طریقہ اختیار کیا اور انہی کے اصولوں پر چلے۔ انہوں نے اہل قبلہ میں سے کسی فرد یا جماعت کو کسی گناہ' بدعت یا تاویل کی وجہ سے نام لے کافر نہیں کہا الاّ یہ کہ اس کے کفر کی واضح دلیل موجود ہو اور یہ ثابت ہو چکا ہو کہ اسے حق پہنچایا اور سمجھایا جا چکا ہے۔ حکومت سعودیہ (اللہ اس کی حفاظت فرمائے اور توفیق سے نوازے) اپنی رعیت کے ساتھ برتاؤ کرنے اور ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں اپنے موقف سے نہیں ہٹی۔ دوسرے ممالک کے مسلمانوں' خصوصاً حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے آنے والوں کے متعلق اس کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھتی ہے' انہیں اپنا دینی بھائی سمجھتی ہے' ان تمام کاموں میں ان سے تعاون کرتی ہے جن سے انہیں قوت حاصل ہو۔ ان کے حقوق کا خیال رکھتی ہے' دور سے آنے والوں کا خوشی سے استقبال کرتی ہے' پوری محبت اور توجہ سے ہر وہ کام کرتی ہے جس سے انہیں حج کے ارکان ادا کرنے میں آسانی ہو۔ جس نے بھی اس کے حالات کو دیکھا بھالا ہے اور اس کے معاملات سے واقف ہوا ہے اس سے یہ سب چیزیں مخفی نہیں اور اسے معلوم ہے کہ وہ مسلمانوں کی عام اصلاح کے لئے اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے آنے والے حاجیوں کو زیادہ سے زیادہ راحت اور آرام پہنچانے کے لئے کس قدر کوششیں کر رہی ہے۔

اس لئے وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو ان کے خفیہ عقائد کی کھوج لگائے بغیر' بیت اللہ کی زیارت کی اجازت دے دیتی ہے۔ دل کی کیفیت کا کھوج لگانے کی کوشش کرنے کی بجائے ظاہر پر عمل کرتی ہے اور دلوں کے رازوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتی ہے۔ لیکن کسی شخص یا کسی گروہ کا کفر واضح ہو جائے اور اسلامی ممالک کے محقق علماء کے نزدیک ان کا کفر ثابت ہو چکا ہو' تو پھر اسے لازماً ایسے شخص یا جماعت کو جس کا کفر ثابت ہو چکا ہو حج اور عمرہ کی ادائیگی سے روکنا ہی پڑتا ہے۔ تاکہ دل میں کفر کی نجاست رکھنے والوں کو بیت اللہ کے قریب آنے سے روکا جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کیا جائے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ﴾ (التوبۃ ۹/۲۸)

"اے مومنو! یقیناً مشرکین پلید ہیں' لہٰذا وہ اس سال (یعنی ۹ ھ) کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔"

اور فرمایا:

﴿ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴾ (الحج ۲۲/۲۶)

"اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں' قیام کرنے والوں' رکوع کرنے والوں اور سجدے کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا۔"

مذکورہ بالا وضاحت سے اس عظیم مسئلہ کی اہمیت خوب ظاہر ہو گئی جس کی طرف اپنے زمانے کے امام دعوت شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اور جس کی وضاحت سوال میں طلب کی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ رحمہ اللہ صحیح منہج پر کاربند تھے کیونکہ آپ نے اہل سنت والجماعت کے اصولوں کی پابندی کی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حکومت سعودیہ مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے طرز عمل میں صحیح راستے سے نہیں ہٹی۔ بلکہ وہ اہل سنت والجماعت کے

اصولوں پر اسی طرح کاربند ہے' جس طرح امام دعوت کاربند تھے۔ یعنی وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے ظاہر کے مطابق سلوک کرتی ہے اور دلوں کے اندر جھانک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کرتی' لہٰذا جن کی حقیقت پوشیدہ ہوتی ہے ان سے درگزر کرتی ہے اور جو اپنے جرم کو ظاہر کر دیتا ہے اور مسلسل سمجھانے اور بحث و مناظرہ کے بعد بھی اپنے جرم پر اصرار کرتا ہے' اس پر سختی کرتی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: ابراہیم بن محمد آل شیخ

فتویٰ (۴۱۴۳)

اہل سنت والجماعت کی تعریف

سوال اہل سنت والجماعت کی اصطلاحی تعریف کیا ہے؟ ہندوستان کے بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اہل سنت والجماعت میں شمار کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیوں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اہل سنت و الجماعت وہ لوگ ہیں جو اس راستے پر ہوں جس پر اللہ کے نبی جناب محمد بن عبداللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۲۴۶)

امت کی اقسام اور جہنمی فرقوں کی پہچان

سوال نبی ﷺ نے امت کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا:

«كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً»

"وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے"

اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ کیا بہتر فرقے سب کے سب مشرکوں کی طرح دائمی جہنمی ہیں یا نہیں؟ جب نبی علیہ السلام کی "امت" کا لفظ بولا جاتا ہے تو کیا اس سے مراد صرف پیروی کرنے والے ہوتے ہیں یا پیروی کرنے والے اور نہ کرنے والے سب شامل ہوتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس حدیث میں امت سے مراد امت اجابت ہے۔ وہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے بہتر فرقے راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں اور ایسی بدعتوں کے مرتکب ہیں جو اسلام سے خارج نہیں کرتیں۔ ان کو ان کی بدعتوں اور گمراہیوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا' اللہ چاہے تو کسی شخص کو معاف بھی کر سکتا ہے اور اس کی مغفرت (بغیر عذاب کے) ہو سکتی ہے اور ان کا انجام جنت ہے۔ ایک نجات یافتہ جماعت ہے اور وہ اہل سنت والجماعت ہے۔ اہلسنت وہ لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی

سنت پر عمل کرتے اور اس طریقے پر قائم رہتے ہیں جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ ان ہی کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةٌ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلاَ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ»

"میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم اور غالب رہے گی۔ جو ان کی مخالفت کرے گا یا ان کی مدد نہیں کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے۔" [1]

لیکن جس کی بدعت اس قسم کی ہو کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہو جائے تو وہ امت دعوت میں تو شامل ہے امت اجابت میں شامل نہیں' وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس مسئلہ میں زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ بعض علما کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت ہے۔ یعنی وہ تمام لوگ جن کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ اس میں مومن اور کافر سبھی شامل ہیں اور ایک فرقہ سے مراد امت اجابت ہے یعنی وہ لوگ جو نبی ﷺ پر صحیح ایمان لائے ہوں اور ایمان کی حالت ہی میں فوت ہوئے ہوں۔ یہ فرقہ جہنم سے نجات پانے والا ہے۔ ان میں سے کچھ بغیر عذاب پائے جہنم سے نجات پا جائیں گے (یعنی جہنم میں داخل ہی نہیں ہوں گے۔ سیدھے جنت میں جائیں گے) کچھ عذاب پانے کے بعد (اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر) نجات پا جائیں گے اور آخرکار جنت میں جا پہنچیں گے اور بہتر فرقوں سے مراد اس نجات یافتہ فرقہ کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں جو سب کے سب کافر اور دائمی جہنمی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امت دعوت' امت اجابت سے عام ہے۔ یعنی امت اجابت کا ہر فرد امت دعوت میں شامل ہے' لیکن امت دعوت کا ہر شخص امت جابت میں شامل نہیں ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
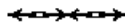
فتویٰ (۴۳۶۰)

سب نہیں' صرف ایک فرقہ جنتی ہے

سوال حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

«وَسَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً»

"میری امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی" کیا یہ سب فرقے جنت میں داخل ہوں گے اور ان میں سے کوئی جہنم میں ہمیشہ بھی رہے گا یا نہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسند امام احمد ج:۵' ص:۳۴' ۲۹۹' ۲۷۸' ۲۷۹۔ صحیح بخاری مع فتح الباری حدیث نمبر:۳۶۴۰' ۷۳۱۱' ۷۴۵۹' صحیح مسلم (ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ) حدیث نمبر:۱۹۲۱' ۳۶۴۱' ۱۰۳۷' ۱۹۲۰' ۱۹۲۳' ۱۹۲۴۔

«افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے' نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے سوا سب (فرقے) جہنم میں جائیں گے۔"

صحابہ نے عرض کی "اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"جو اس طریقے پر ہو گا جس پر اب میں اور میرے صحابی ہیں۔" [1]

اس سے نجات یافتہ فرقہ کی وضاحت ہو گئی۔ یعنی یہ وہ فرقہ ہے جو قولاً' عملاً اور عقیدتاً شریعت پر سختی سے قائم رہے گا اور جو اس حال میں فوت ہوا وہ یقیناً جنتی ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
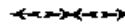
فتویٰ (۲۲۲۹)

نجات یافتہ فرقے کی پہچان

سوال آپ نجات یافتہ فرقہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں! وہ کون ہیں؟ ان کا طریقہ کیا ہے؟ اور ان کا علاقہ کون سا ہے؟ اگر حدیث نبوی میں یا علماء کے ارشادات میں اس کی کوئی وضاحت موجود ہے تو بیان فرما دیجئے۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

نجات یافتہ فرقہ وہی ہے جو اس طریقہ پر قائم ہو جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہی وضاحت فرمائی ہے۔ ان کا طریقہ کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور وہ علم جس کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہو' اس پر عمل کرنا ہے۔ وہ کسی شہر کے ساتھ خاص نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۸۰۰)

اللہ تک پہنچنے کا راستہ ایک ہے

سوال موجودہ مذہبی جماعتوں کے ظہور کی کیا وضاحت ہو سکتی ہے؟ جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہر گروہ کا اپنا اپنا دعوت کا طریقہ ہے اور ہر ایک کی کوشش ہے کہ اقتدار اسے حاصل ہو۔ کیا یہ سب فرقے یا ان میں سے بعض فرقے اور جماعتیں

[1] مسند احمد ج:۲' ص: ۳۳۲' ج:۳' ص: ۱۲۰' ۱۴۵۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۵۹۶' جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۶۴۲' سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۹۹۲' مستدرک حاکم ج:۱' ص: ۱۲۸' الشریعہ مصنفہ آجری حدیث نمبر:۲۵۔

اس حدیث کے تحت آتی ہیں

«سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً...»

"میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی' ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے....؟"

ہم ان سب پارٹیوں کو کس طرح ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں مثلاً اخوان المسلمین' سلفیہ' ظلفیہ' جماعت التکفیر والہجرۃ' تبلیغی جماعت اور صوفیہ ... وغیرہ۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کا دین ایک ہے اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ بھی ایک ہے' جو شخص دین اسلام پر قائم ہے اور اس طریقے پر ہے جس پر رسول اللہ ﷺ تھے' وہی صحیح ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
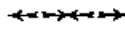
فتویٰ (۸۷۴۷)

ایک گروہ کے سوا سب جہنم میں جائیں گے

سوال بہت عرصہ سے یہ حدیث مجھے معلوم ہے اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ حدیث یہ ہے:

«... سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي - هَذِهِ الأُمَّةُ - عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَهِيَ مَنْ كَانَ عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"میری امت یعنی یہ امت۔ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے اور وہ ایک (نجات پانے والا فرقہ) وہ ہے جو اس طریقے پر ہے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں"

مجھے یہ حدیث اسی طرح معلوم ہے۔ لیکن ایک دن میں ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اس میں یہی حدیث ذکر کی گئی تھی۔ لیکن آخری الفاظ اس طرح تھے:

«كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"ایک کے سوا وہ سب جنت میں جائیں گے"

اللہ کی قسم! اس روایت سے مجھے سخت خلجان پیدا ہوا۔ کیا واقعی ایک کے سوا سب فرقے جہنم میں جائیں گے' یا ایک کے سوا سب جنت میں جائیں گے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

تمام روایتوں میں حدیث کے یہی الفاظ ہیں:

«كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے"

اور یہی ثابت ہے۔ یہ الفاظ کہ

«كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"ایک کے سوا سب جنت میں جائیں گے"

ان کی کوئی اصل نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
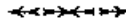
فتویٰ (۴۱۶۱)

صرف قرآن وسنت کی پیروی ضروری ہے

سوال کیا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی اسلامی فرقہ ہو اور فرقہ کا ایک امیر جماعت ہو؟ اس سے تو مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو گا؟ ان کی وحدت و یگانگت ختم ہو جائے گی اور جھگڑے پیدا ہوں گے۔ جبکہ قرآن میں ہے:

﴿ وَلَا تَنَٰزَعُواْ فَتَفۡشَلُواْ﴾ (الأنفال٨/٤٦)

"آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان کا فرض ہے کہ قولی' عملی اور اعتقادی طور پر اس چیز کی پیروی کرے جو اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت میں موجود ہے۔ اپنی دوستی' دشمنی اور محبت و نفرت کی بنیاد اسی چیز کو بنائے اور جہاں تک ہو سکے حق سے قریب تر رہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
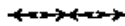
فتویٰ (۴۰۹۳)

تعاون کے لائق جماعت

سوال میں یونیورسٹی کا طالب علم ہوں' مختلف آراء و افکار کے گرداب میں گرفتار ہوں۔ بہت سی جماعتیں اور پارٹیاں ہیں جن میں سے ہر ایک خود کو دوسروں سے افضل ثابت کرتی ہے اور اپنے حامیوں کی تعداد میں اضافے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ مثلاً اخوان المسلمین کی جماعت ہے' تبلیغی جماعت ہے جو چالیس دن یا چار مہینے کے لئے نکلنے کو کہتی ہے' انصار السنۃ المحمدیہ ہے عبدالحمید بن بادیس کی اصلاحی جماعت ہے' لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ صحیح راستہ کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں جس میں ہمارا بھلا ہو اور اسلام ان تمام چیزوں سے محفوظ رہے جس کی وجہ سے وہ بیرونی تحریکات سے متاثر ہوتا ہے جو ہماری لاعلمی میں ہمیں تباہ کر رہی ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ کا فرض ہے کہ آپ کسی خاص جماعت کی طرف داری کئے بغیر حق پر عمل کریں' جس کی تائید دلیل سے ہوتی ہو۔ تعاون کی سب سے زیادہ مستحق وہ جماعت ہے جو اس صحیح عقیدہ کی حامل ہو جس پر سلف صالحین اور ائمہ دین کاربند تھے اور قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو اور بعد میں پیدا ہونے والی بدعتوں اور خرافات سے دامن کش رہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۲۵۰)

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا جماعت

سوال آج کل عالم اسلام میں متعدد فرقے اور صوفیہ کے مختلف طرق پائے جاتے ہیں۔ مثلاً تبلیغی جماعت' اخوان المسلمین' سنی' شیعہ وغیرہ ان میں سے وہ کون سی جماعت ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

اسلامی جماعتوں میں حق سے زیادہ قریب اور اس پر عمل کی زیادہ کوشش کرنے والے اہل سنت ہیں۔ ان میں اہل حدیث اور انصار السنۃ کی جماعت اور اس کے بعد الاخوان المسلمون شامل ہیں۔ مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر جماعت میں بعض غلطیاں بھی ہیں اور بعض صحیح باتیں بھی۔ آپ ہر ایک سے اس کے صحیح کام میں تعاون کریں اور ان کی غلطیوں سے بچیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نصیحت بھی کریں اور تعاون علی البروالتقویٰ کے اصول پر کام کریں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۲۸۰)

ہر ایک کے ساتھ صحیح کام میں تعاون کریں

سوال اس وقت جو جماعتیں اور فرقے موجود ہیں' مثلاً اخوان المسلمین کی جماعت' تبلیغی جماعت' انصار السنۃ المحمدیہ کی جماعت' جمعیۃ شرعیہ سلفی اور جو التکفیر والہجرۃ والے کہلاتے ہیں' یہ سب اور ان کے علاوہ اور بھی جماعتیں مصر میں موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان کے متعلق ایک مسلمان کا کیا موقف ہونا چاہیے؟ کیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ان پر صادق آتی ہے کہ: ان تمام فرقوں سے الگ رہو اگرچہ درخت کی جڑ چبانی پڑے' حتیٰ کہ تجھے موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو۔" یہ حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب "الصحیح" میں روایت کی ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ان تمام فرقوں میں حق اور باطل' غلط اور صحیح پایا جاتا ہے' ان میں بعض دوسروں کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہیں' ان میں خیر زیادہ اور فائدہ وسیع ہے۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے صحیح کام میں تعاون کریں اور جو غلطی نظر آئے اس کے بارے میں نصیحت کریں اور مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک اختیار کریں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۲۱۲۲)

حق وباطل میں فیصلہ کرنے والی چیز قرآن وسنت ہے

سوال موجودہ دور میں کئی جماعتیں اور پھر آگے ان کی شاخیں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ وہ "فرقہ ناجیہ" میں شامل ہے۔ ہمیں معلوم نہیں ان میں سے کون حق پر ہے کہ اس کی اتباع کریں' جناب سے امید ہے کہ آپ ہمیں بتائیں گے ان میں سے بہتر اور زیادہ اچھی جماعت کون سی ہے تاکہ ہم حق کی پیروی کر سکیں' اس کے ساتھ دلائل بھی بیان فرما دیجئے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ سب جماعتیں "فرقہ ناجیہ" میں شامل ہیں۔ سوائے ان کے جو کسی ایسے کفریہ عقیدہ یا عمل کے مرتکب ہوں جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے' لیکن ان کے درجات مختلف ہیں' جس طرح حق کو سمجھنے' اس پر عمل کرنے میں اور دلائل کے سمجھنے میں غلطی کرنے اور عملی کوتاہیوں میں وہ مختلف درجات پر ہیں۔ ان میں سے زیادہ ہدایت یافتہ وہ ہے جس نے دلیل کو زیادہ بہتر طور پر سمجھا اور بہتر طور پر اس کے مطابق عمل کیا۔ لہٰذا ان کے نقطہ ہائے نظر کو سمجھیں اور اس کا ساتھ دیں جو حق کا زیادہ متبع اور زیادہ اختیار کرنے والا ہے اور دوسرے مسلمان بھائیوں پر زیادتی نہ کریں کہ ان کا جو مسئلہ صحیح ہو اس کو بھی رد کر دیں۔ بلکہ حق کی پیروی کریں وہ جہاں بھی ہو' اگرچہ سچی بات اس شخص کی زبان سے ظاہر ہو جو بعض مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتا ہے۔ حق مومن کا رہنما ہوتا ہے اور حق وباطل میں فیصلہ کرنے والی چیز قرآن وسنت کی دلیل ہی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۱۴۹)

"سلف" سے کون لوگ مراد ہیں؟

سوال میں لفظ "سلف" کی تشریح معلوم کرنا چاہتا ہوں اور سلفی کون ہوتے ہیں؟ میں کتاب "عقیدہ واسطیہ" کا تعارف چاہتا ہوں اور سورت کہف کی پہلی پانچ آیات کی تفسیر جاننا چاہتا ہوں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

"سلف" سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں جو نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرنے والے ہیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قیامت تک صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والے افراد۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«هُمْ مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"جو اس طریقے پر ہوں جس پر آج میں اور میرے صحابی ہیں۔"

سورۃ کہف کی پہلی پانچ آیات یہ ہیں:

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ ٱلْكِتَٰبَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُۥ عِوَجَا ۜ ﴿١﴾ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ﴿٢﴾ مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ﴿٣﴾ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ (الكهف ۱۸/ ۱۔۵)

"تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب' تاکہ وہ لوگوں کو اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور انہیں ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے۔ اس بات کا انہیں کوئی علم نہیں (ان کے پاس کوئی دلیل نہیں) نہ ان کے باپ دادا کو علم تھا۔ بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ محض جھوٹ بکتے ہیں۔"

ان آیات کی تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی تعریف بیان فرمائی جو اکیلا اور بے نیاز ہے' جس کی صفات جلال وکمال میں کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے نہ مخلوق کو ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا فرمانے میں کوئی شریک ہے۔ ان میں سب سے عظیم اور بلند مرتبہ نعمت یہ ہے کہ اس نے اپنی رحمت اور فضل سے اپنے رسول محمد ﷺ کو تمام جہانوں کی طرف مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ پر کتاب قیم یعنی سیدھی (راہ راست دکھانے والی) کتاب قرآن مجید نازل فرمائی اس کتاب میں کوئی کجی نہیں' اس میں کوئی اختلاف ہے' نہ تناقض' اور اضطراب' بلکہ اس کی آیات ایک دوسری کی تائید اور تصدیق کرتی ہیں' جو اس کی رہنمائی کے مطابق چلے اللہ اسے سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور جو کوئی اس کا راستہ چھوڑے' اس کے احکام کی نافرمانی کرے اور اس کے حدود سے تجاوز کرے تو اسے اپنے شدید عذاب سے ڈراتا ہے جو جلد بھی آسکتا ہے اور دیر سے بھی اور جو مومن اللہ کی صفات کمال پر ایمان رکھتے ہیں اسے شریک سے' بیوی سے اور اولاد سے پاک مانتے ہیں' نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی کرتے ہیں' انہیں خوشخبری دیتا ہے کہ انہیں عظیم اجر حاصل ہو گا' دنیا میں جلد فتح حاصل ہو گی اور آخرت میں ابدی نعمتیں ملیں گی۔ وہ ہمیشہ ان نعمتوں میں رہیں گے۔ وہ ان نعمتوں سے نکلیں گے نہ وہ ختم ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام غیر محدود ہو گا۔ جو لوگ ظلم وزیادتی کرتے ہوئے اللہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں انہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔ یعنی جو لوگ جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے اور کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنی اولاد بنا رکھا ہے' اس کی ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس کی بنیاد علم پر ہو' نہ ان کے باپ دادا کے پاس کوئی یقینی علم تھا۔ یہ تو پرانی جہالت نسل در نسل چلی آرہی ہے' جس میں حماقت اور بے بصیرتی کی وجہ سے بعد والے پہلے والوں کی تقلید کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ بات جو ان کے منہ سے نکلی ہے بہت بڑی ہے' یعنی یہ بات بہت بری اور انتہائی شناعت کی حامل ہے' جو وہ صرف مونہوں سے کہہ رہے ہیں' اس کی کوئی علمی بنیاد نہیں جس کی وجہ سے وہ دلوں میں راسخ ہو۔ بلکہ محض جھوٹ اور افتراء ہے۔

"عقیدہ واسطیہ" ایک عظیم کتاب ہے جس میں قرآن وسنت کے دلائل کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنا عقیدہ اس کے مطابق رکھیں اور دوسروں کو بھی یہی عقیدہ رکھنے کی دعوت دیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۳۶۱)

"سلفیت" سے کیا مراد ہے؟

سوال "سلفیت" سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

سلفیت "سلف" کی طرف نسبت ہے۔ سلف سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پہلی تین صدیوں کے علمائے کرام رحمہم اللہ ہیں۔ جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتری کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا:

«خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ»

"سب لوگوں سے بہترین میرے ہم عصر ہیں، پھر وہ جو ان سے ملیں گے، پھر وہ جو ان سے ملیں گے۔ پھر ایسے لوگ آجائیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔" [1]

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی "مسند" میں اور امام بخاری اور امام مسلم نے "صحیحین" میں روایت کیا ہے۔ [2]

سلفی، سلف کی طرف نسبت ہے اور سلف کا معنی بیان ہو چکا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو سلف کے طریقے پر چلتے ہوئے قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہیں، ان کی طرف دعوت دیتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ "اہل سنت والجماعت" ہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ، رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز
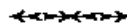
فتویٰ (۴۲۵۰)

بے علم آدمی گمراہی سے کیسے بچ سکتا ہے؟

سوال ایک دیانت دار مسلمان کیا کرے جو ایک جاہل معاشرہ میں زندگی گزار رہا ہے۔ جہاں علماء ہیں نہ اسلامی تحریکیں۔ وہ ان جماعتوں کا تقابل کر کے معلوم نہیں کر سکتا کہ کتاب وسنت کے مطابق کون سی جماعت ہے جس کی پیروی کی جائے۔ تو ایسا شخص کیا کرے جس کے عجز کی یہ کیفیت ہے اور وہ بھیڑیوں کے درمیان زندگی گزار رہا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

مسلمان کو اپنے دین کی اتنی باتیں لازماً سیکھنا چاہئیں جن سے اسے دین کی سمجھ آجائے اور وہ لوگوں کو اپنی طاقت کے مطابق بھلائی کی دعوت دے سکے، باقی جن چیزوں کی اسے طاقت نہیں وہ اس پر واجب نہیں کیونکہ شریعت کی آسانی کی بہت دلیلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] یعنی سچی جھوٹی گواہی دینے میں اور قسمیں کھانے میں بے باک ہوں گے۔

[2] مسند احمد ۴/۴۲۶، ۴۷۹۔ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۲۶۵۱، ۳۶۵۰، ۶۴۲۸، ۶۶۹۵، صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۵۳۵۔

﴿ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ ﴾ (المائدة ٥/ ٦)

"اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن ٦٤/ ١٦)

"جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔"

اسے ان علماء سے تعاون کرنا چاہیئے جو خیر سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر اسے کوئی عالم نہ ملے تو اس کا فرض ہے کہ کسی ایسے شہر میں چلا جائے جہاں دین کی سمجھ اور شعائر اسلام پر عمل کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کرنے والے لوگ دستیاب ہوں' جب کہ اسے اس کا کوئی راستہ بھی ملتا ہو۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
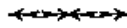
فتویٰ (۹۷۸۵)

شر غالب ہو تو زندگی کیسے گزاری جائے؟

سوال آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں' جب کہ میں اس زمانے میں زندگی گزار رہا ہوں جس میں بدعت' الحاد اور فساد کی کثرت ہے اور نماز کے تارک بہت زیادہ ہیں؟ جزاكم الله خير الجزاء

جواب الحمدلله والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه. أما بعد:

ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور وہ نصیحت کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو کی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَااللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ؛ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ»

"لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا' اس ڈر سے کہ کہیں میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (ایک بار) میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر اور بھلائی نصیب فرمائی۔ تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں" میں نے کہا "کیا اس شر کے بعد بھی کوئی بھلائی ہو گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں اور اس میں کچھ خرابی ہو گی" میں نے عرض کی "وہ خرابی کیا ہوگی" آپ نے فرمایا "کچھ لوگ میرے اسوہ سے ہٹ کر چلیں گے' تو ان کے کچھ کام اچھے دیکھے گا اور کچھ برے۔" میں نے کہا: "کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا؟ ارشاد ہوا: "ہاں' کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر (کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم کی طرف) بلانے والے ہوں گے' جو ان کی بات مانے گا اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔" میں نے کہا "اگر مجھ پر وہ وقت آجائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟" فرمایا آپ نے "مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔" میں نے کہا: "اگر ان کی کوئی جماعت اور کوئی امام نہ ہو تو پھر؟ فرمایا: "پس تو ان تمام فرقوں سے الگ رہنا' اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑیں چبانا پڑیں' حتیٰ کہ اسی حال میں تجھے موت آجائے۔" (متفق علیہ)

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۶۴۵۲)

ملت اسلامیہ کس طرح متحد ہو سکتی ہے؟

سوال اس دور میں ہم امت اسلامیہ میں کس طرح اتفاق پیدا کر سکتے ہیں؟ حالانکہ ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ روزانہ مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کر رہے ہیں (مثلاً تنظیم آزادی فلسطین اور جو کچھ خود اس میں داخلی طور ہو تا ہے اور عراق ایران کا مسئلہ) اور ہماری بکھری ہوئی عرب قوم جو صرف اس بات پر متفق ہے کہ آپس میں متفق نہیں ہو گی۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
امت اسلامیہ میں اتحاد اسی چیز سے پیدا ہو سکتا ہے جس سے عہد نبوی میں پیدا ہوا تھا یعنی صحیح عقیدہ' سچا ایمان اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل' اس کی طرف دعوت اور اس سلسلے میں آنے والی مشکلات پر صبر۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۸۶۸۷)

مجددین کے بارے میں صحیح نقطۂ نظر

سوال میں نے ایک حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ عَامٍ مَنْ يُصْلِحُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ أَمْرَ دِينِهَا»
"اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر (ایسا شخص) بھیجے گا جو اس امت کے دینی معاملات درست کرے گا"
اس کے متعلق میں کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔
(ا) اس حدیث کی سند اور صحیح متن کس طرح ہے؟ اس کا راوی کون ہے؟
(ب) اگر ممکن ہو تو ان نیک حضرات کا ذکر فرما دیں (کہ وہ کون کون ہیں؟)

(ج) "دین کے معاملات درست کرنے" کا کیا مطلب ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہمیں روشن (واضح) راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں؟

(د) ان حضرات کا علم کس طرح ہو سکتا ہے؟

(ھ) یہ بات کس حد تک درست ہے کہ مجدد ہر ہجری صدی کے بارھویں سال کے شروع میں آتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

(۱) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی کتاب "سنن" میں سلیمان بن داؤد مہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ہمیں عبد اللہ بن وھب نے خبر دی' انہوں نے کہا "ہمیں سعید بن ابی ایوب نے شراحیل بن یزید معافری سے خبر دی' انہوں نے ابو علقمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور میرے علم کے مطابق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا»

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسا شخص بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔" ❶

(۲) یہ حدیث صحیح ہے' اس کے سب راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

(۳۔۴) "دین کی تجدید" کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مکمل کر دیا ہے اور ان پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دی ہے اور اسے ان کے لئے بطور دین پسند فرمالیا ہے' جب اکثر لوگ اس دین کے راستے سے ہٹ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک یا زیادہ ایسے علماء اور مبلغین کو (دین کی خدمت کے لئے) کھڑا کر دے گا جنہیں دین کی پوری سمجھ حاصل ہوگی۔ وہ قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی کریں گے' انہیں بدعتوں سے بچائیں گے اور دین میں ایجاد ہونے والے نئے کاموں سے روکیں گے اور انہیں گمراہی سے ہٹا کر قرآن و سنت کی سیدھی راہ کی طرف لائیں گے۔ اسے امت کے لحاظ سے تجدید کہا گیا ہے' دین کے لحاظ سے نہیں جسے اللہ نے نازل کیا اور مکمل فرما دیا ہے۔ کیونکہ تبدیلی' کمزوری اور انحراف کا وقتاً فوقتاً ظہور امت میں ہو گا۔ اسلام محفوظ رہے گا کیونکہ اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اس کی وضاحت کرنے والی سنت نبوی کو تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر ۱۵/ ۹)

"یقیناً ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

(۵) حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اصلاح کرنے والے یہ حضرات بارھویں سال کے شروع میں آیا کریں گے۔ بلکہ وہ اللہ کے علم اور حکمت کے مطابق ہر سو سال کے شروع میں' یعنی ہجری صدی کے شروع میں آئیں گے۔ کیونکہ وقت کا مسلمانوں میں جو حساب معروف ہے وہ یہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر فضل اور اس کی رحمت ہے اور اس طرح اس کی طرف سے بندوں پر حجت قائم ہوتی ہے تاکہ اس تبلیغ و وضاحت کے بعد وہ کوئی عذر پیش نہ کر سکیں۔

---

❶ سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۲۹۱' مستدرک حاکم ۴/ ۵۲۲' بیہقی کی المعرفۃ: ۵۲' خطیب کی تاریخ: ۲/ ۶۱۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۷۴۳)
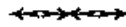
حدیث بدأ الاسلام غریبًا کی تشریح

سوال گزارش ہے کہ ہمیں اس حدیث کا مطلب سمجھا دیں:

«بَدَأَ الإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ»

"اسلام شروع ہوا تو اجنبی تھا اور وہ دوبارہ اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح شروع ہوا۔"

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اسے شان' غلبہ اور اقتدار حاصل تھا' دوبارہ حاصل ہو جائے گا' یا کوئی اور مطلب ہے؟ اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھیں:

«خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»

"بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے' پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے ہیں' پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں"

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ موجود تھے' وہ سب سے افضل زمانہ ہے اور بعد میں کبھی کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا جو اس قدر خیر و برکت کا حامل ہو اور پہلی حدیث میں "جس طرح شروع ہوا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام آخری زمانہ میں اسی طرح ہو گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا اور مسلمانوں میں باہمی محبت اور اتفاق کا دور دورہ ہو گا۔ جب کہ آج کل ہم مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ رہے ہیں کہ وہ آپس میں لڑ رہے ہیں اور افتراق وانتشار کا شکار ہیں۔ حکمران اہل دین پر سختی کرتے ہیں' معاشرہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان سے برسرپیکار ہے۔ مغربی ممالک مسلمان علاقوں پر تخریبی ثقافت کے ذریعے حملہ آور ہیں اور اس قسم کے خیالات پھیلا رہے ہیں جو مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں' لباس کے ایسے فیشن رائج کر رہے ہیں جن کو اختیار کر کے عورتیں عریانی اختیار کر رہی ہیں۔ براہ کرم شافی جواب سے نوازیں' اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسلام شروع میں ایک اجنبی کی حیثیت رکھتا تھا' جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو اس کو کوئی کوئی شخص قبول کرتا تھا' اس وقت یہ اجنبی تھا' کیونکہ اس کے ماننے والے اجنبی بن کے رہ گئے تھے۔ ان کی تعداد بھی کم تھی اور قوت بھی' جب کہ ان کے مخالفین تعداد میں زیادہ' قوت میں برتر اور مسلمانوں پر مسلط تھے' حتیٰ کے بعض حضرات نے اپنے دین کو فتنوں سے بچانے اور خود ظلم واستبداد اور تکلیف وتشدد سے بچنے کیلئے حبشہ کی طرف ہجرت کرلی۔ خود جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت تکلیفیں برداشت کیں اور آخر کار اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔ نبی ﷺ نے اس امید پر وطن چھوڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ دعوت کے کام میں آپ ﷺ کی تائید کرنے والے اور اسلام کی نصرت کے لئے' آپ کا ساتھ دینے والے افراد مہیا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمنا پوری کی' آپ کی مدد فرمائی اور آپ کے لشکر کو قوت بخشی' اس طرح اسلام کی سلطنت قائم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کفر کی بات پست اور اپنے دین کی بات بلند فرما دی اور اللہ تعالیٰ غالب ہے' حکمت والا ہے اور غلبہ وعزت وشوکت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے رسول اور

مومن ہی اس کے مستحق ہیں۔ یہ معاملہ ایک عرصہ تک اسی انداز میں قائم رہا حتیٰ کہ مسلمانوں میں اختلاف اور ضعف پیدا ہونے لگا' ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسلام دوبارہ اجنبی بن کر رہ گیا جس طرح شروع میں اجنبی تھا۔ لیکن اس دفعہ اس کی وجہ ان کی تعداد کی کمی نہیں تھی۔ تعداد کے لحاظ سے وہ بہت زیادہ تھے لیکن اس کی وجہ یہ بنی کہ وہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم نہ رہے' اپنے رب کی کتاب سے ان کا تعلق کمزور ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا نہ رہے۔ الا ماشاء اللہ۔ وہ اپنی اپنی ذات کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کا مطمح نظر صرف دنیا بن گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی سابقہ امتوں کی طرح دنیا پرستی کی دوڑ میں مشغول ہو گئے' ظاہری دولت اور مناصب کی وجہ سے ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن گئے۔ چنانچہ اسلام کے دشمنوں کو دخل اندازی کا موقع مل گیا' انہوں نے مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کیا اور انہیں اپنا غلام بنالیا۔ انہیں ذلیل کیا اور ہر طرح کی اذیتیں دیں۔ یہ اسلام کی وہ اجنبیت ہے جو دوبارہ پیش آگئی ہے جس طرح ابتدائی دور میں تھی۔

بعض علما کی رائے ہے جن میں شیخ محمد رشید رضا بھی شامل ہیں کہ اس حدیث میں اسلام کی دوسری اجنبیت کے بعد پھر اسلام کی فتوحات کی بشارت موجود ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تشبیہ ہے کہ "وہ اجنبی ہو جائے گا جس طرح ابتدا میں تھا۔" یعنی جس طرح پہلی غربت (اجنبیت) کے بعد مسلمانوں کو عزت اور اسلام کو وسعت حاصل ہوئی تھی' دوسری غربت کے بعد بھی اسی طرح مسلمانوں کو عزت اور اسلام کو وسعت حاصل ہو گی۔

مزید وضاحت کے لئے امام شاطبی کی کتاب "الاعتصام" میں انہوں نے اس حدیث کی جو تشریح فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمایئے اور اس کے ساتھ محمد رشید رضا نے اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ بھی دیکھئے' تو دوسری رائے خوب واضح ہو کر سامنے آجائے گی اور وہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس موقف کی تائید ان صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں آخری زمانے میں حضرت مہدی کے ظہور' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے' اسلام کے (پوری دنیا میں) میں پھیل جانے اور مسلمانوں کی قوت وشوکت نیز کفر اور کافروں کے مغلوب ہو جانے کا بیان ہے۔[1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۴۱۴)
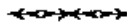
نبی اکرم ﷺ کی تین دعاؤں کا بیان

سوال اس حدیث نبوی کا کیا مطلب ہے

«سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثَ خِصَالٍ فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ فَأَعْطَانِيهَا، فَسَأَلْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا مِنْ غَيْرِنَا فَأَعْطَانِيهَا، فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَلْبِسَهَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيهَا»؟

[1] زیر بحث حدیث کو امام احمد نے مسند میں (۳۹۸/۱)' امام مسلم نے صحیح میں (حدیث نمبر: ۱۴۵) ابن ماجہ نے سنن میں (حدیث نمبر: ۳۹۸۸) اور امام دارمی نے سنن میں (حدیث نمبر: ۲۷۵۸) روایت کیا ہے۔

"میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں' اس نے مجھے دو چیزیں دے دیں اور ایک نہیں دی۔ میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ ہمیں ان عذابوں کے ذریعے ہلاک نہ کرے جن کے ذریعے اس نے سابقہ امتوں کو تباہ کیا تھا۔ اس نے میری یہ درخواست قبول فرمائی۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ ہم پر غیروں میں سے کسی دشمن کو مسلط نہ کرے' اللہ تعالیٰ نے یہ چیز بھی عنایت فرما دی اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ہمیں فرقوں میں تقسیم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے نہیں دی۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: "یہ حدیث حسن صحیح ہے۔" امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا ہے اور مذکورہ بالا الفاظ اسی روایت کے ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ [1]

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے تین باتوں کی دعا فرمائی' ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو اس طرح تباہ نہ کرے جس طرح سابقہ امتیں مختلف عذابوں سے ہلاک ہوئیں مثلاً پانی میں غرق ہو کر' تیز آندھی کی وجہ سے' زلزلہ کے ذریعے' آسمان سے پتھر برسا کر دوسری دعا یہ فرمائی کہ غیر مسلم دشمن ان پر اس طرح غالب نہ آجائیں کہ انہیں بالکل ختم کر دیں اور تیسری دعا یہ فرمائی کہ وہ خواہشات نفس کی وجہ سے آپس میں اختلاف کر کے مختلف گروہ اور پارٹیاں نہ بن جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ "اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے پہلی دو دعائیں قبول فرما لیں اور تیسری دعا کسی حکمت کی بنا پر قبول نہیں فرمائی۔ وہ حکمت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
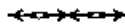
فتویٰ (۹۸۱۸)

امت محمدیہ کا مقام

سوال کیا اس امت کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ وہ قیامت کو دوسری امتوں پر گواہ ہوگی؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

جی ہاں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۷۰۲۴)
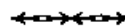
سوال لوگ کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ اہل سنت میں سے نہیں بلکہ وہ گمراہ شخص تھا جو دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ ابن حجر

[1] صحیح مسلم حدیث: ۲۸۸۹' ۲۸۹۰۔ جامع ترمذی حدیث: ۲۱۷۶' ۲۱۷۷۔ سنن ابی داؤد حدیث: ۴۲۵۲۔ سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۹۵۲۔

وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے۔ کیا ان کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

شیخ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل سنت کے اماموں میں سے ایک امام ہیں' جو حق کی طرف دعوت دیتے اور سیدھے راستے کی طرف بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے سنت کی مدد فرمائی اور اہل بدعت اور گمراہوں کا زور توڑا۔ جو شخص ان کے متعلق کچھ اور کہتا ہے وہ خود "بدعتی" گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ان لوگوں کو حقیقت کی سمجھ نہیں آئی' اس لئے انہوں نے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ لیا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہے اور اس نے ان کی اور ان کے مخالفین کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کی سیرت کا مخالفین کی سیرت سے موازنہ کیا ہے' اسے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے۔ یہ چیز فریقین کے درمیان فیصلہ اور وضاحت کرنے والی ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
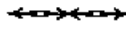
فتویٰ (۶۴۷۷)

شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ

سوال بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ ایک وہابی فرقہ بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا "وہ وہابی فرقہ نہیں یہ نام تو اشراف (مکہ) نے اسلئے رکھ دیا ہے کہ لوگوں کو اس اصلاحی تحریک سے دور رکھ سکیں۔" لیکن ان میں سے ایک شخص نے کہا "محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ واقعی ایک دینی مصلح تھے' لیکن زندگی کے آخری حصے میں وہ راہ راست پر قائم نہیں رہے تھے کیونکہ انہوں نے کئی صحیح حدیثیں اس لئے رد کر دی تھیں کہ وہ انکی رائے کے مطابق نہیں تھیں۔" آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سلفیت' صحیح عقیدہ اور صحیح منہج کی طرف دعوت دینے والے ایک بہت بڑے داعی تھے۔ آپ کی کتابیں انہی مسائل سے بھری پڑی ہیں۔ آپ نے جو بتایا ہے کہ ان کی دعوت کے کسی مخالف نے کہا کہ وہ زندگی کے آخری حصہ میں راہ راست سے ہٹ گئے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی رائے کی مخالفت کرنے والی حدیثوں کو رد کر دیا تھا' یہ بالکل جھوٹ اور جناب شیخ محترم پر محض الزام ہے۔ وہ تو وفات تک سنت کا انتہائی احترام کرتے' اسے پوری طرح قبول کرتے اور پوری قوت سے اس کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۴۵۰)

وہابیت کی صحیح پہچان

سوال وہابیت کیا ہوتی ہے؟

جواب الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ۔ أما بعد:

"وہابیت" کا لفظ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین ان کی دعوت کے لئے بولتے ہیں' جبکہ شیخ توحید کو مشرکانہ عقائد واعمال سے پاک کرنے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے علاوہ سب راستوں کو چھوڑ دینے کی دعوت دیتے تھے مخالفین کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو شیخ کی دعوت سے متنفر کریں اور لوگوں کو اس راستے سے روکیں جس کی طرف وہ بلاتے تھے۔ لیکن اس سے اس دعوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ یہ دنیا میں زیادہ پھیل گئی اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ان کو اس کی حقیقت' مقصود اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کے دلائل معلوم کرنے کا زیادہ شوق پیدا ہوا' اس طرح وہ اس پر مضبوطی سے کاربند ہو گئے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف بلانے لگے۔ وللہ الحمد۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
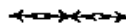
فتویٰ (۳۲۰۷)

دو کتابیں "منہاج السنۃ" اور "شرح حدیث النزول" کا تعارف

سوال شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان کتابوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ "منہاج السنۃ" اور "شرح حدیث النزول"؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ دونوں کتابیں علم' استدلال' حسن بیان' باطل کی پر زور تردید' حق کی پر زور تائید اور صحیح عقیدہ کے بیان کے لحاظ سے بہترین کتابیں ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق رافضیوں کے رد میں "منہاج السنۃ" کے پائے (مرتبے اور درجے) کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور حدیث نزول کی تشریح میں ان کی کتاب "شرح حدیث النزول" سے کامل تر کوئی کتاب نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
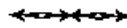
فتویٰ (۳۸۶۳)

اصلاح عقیدہ کے لئے مفید کتب

سوال عقیدہ کو سمجھنے کے لئے کون سی کتابیں مفید ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

عقیدہ وغیرہ کو سمجھنے کے لئے لوگوں کی سمجھ بوجھ اور تعلیمی استعداد کے مطابق مختلف کتابیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ہر شخص کو اپنے آس پاس کے ان علماء سے مشورہ لینا چاہئے جو اس کی حالت' فہم و فراست اور قوت ادراک اور تحصیل علم کی استعداد سے واقف ہوں۔

اس سلسلے میں مختصر جواب کے طور پر مندرجہ ذیل مفید کتابوں کا نام لیا جاسکتا ہے عقیدہ واسطیہ اور اس کی شروح' شرح عقیدہ طحاویہ' کتاب التوحید تصنیف شیخ محمد بن عبدالوہاب' اس کی شرح تیسیر العزیز الحمید۔ کشف الشبہات اور اصول ثلاثہ۔ یہ دونوں شیخ محمد ابن عبدالوہاب کی تصانیف ہیں۔ تدمریہ اور حمویہ از شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن خزیمہ کی کتاب التوحید۔ قصیدہ نونیہ اور اس کی شرح۔

واضح رہے کہ سب سے عظیم اور شرف والی کتاب "قرآن مجید" ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے صحیح عقیدہ وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور اس عقیدہ کے مخالفین کی غلطی کو واضح فرمایا ہے۔ اس لئے ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کریں اور اس کے معانی ومطالب پر غور کریں۔ اس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی۔ اس میں ہر نیکی کی ترغیب ہے اور ہر برائی سے تنبیہ ۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ ﴾ (الإسراء١٧/٩)

"بلاشبہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۳۴۴۳)

مفید کتب کا مطالعہ کریں

سوال وہ کونسی مفید کتابیں ہیں جن کا مطالعہ کرنا ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ ہم اپنے دین کو سمجھ سکیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

قرآن مجید اور حدیث کی کتابیں، مثلاً صحیح بخاری' صحیح مسلم اور سنن اربعہ [1] اور صحیح عقیدہ بیان کرنے والی کتابیں مثلاً: کتاب التوحید' فتح المجید اور ابن قیم کی زاد المعاد اور عقیدہ واسطیہ' شرح طحاویہ اور علمائے اہل سنت کی تصنیف کی ہوئی اسی طرح کی دیگر کتابیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۱۵۰)

سوال ہمیں وہ اسلامی کتابیں بتایئے جن کی طرف عقیدہ اور فقہ میں رجوع کیا جاسکے اور سیرت نبوی میں کون سی کتاب صحیح ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ قرآن مجید اور حدیث کی کتابیں مثلاً صحیحین اور سنن پڑھیں۔ توحید کی کتابوں میں سے "شرح عقیدہ طحاویہ" اور "فتح المجید شرح کتاب التوحید" اور سیرت وفقہ کے لئے "زاد المعاد" کا مطالعہ کریں۔ اس کے علاوہ شیخ الاسلام امام احمد ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم کی تالیفات پڑھیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

[1] یعنی جامع ترمذی' سنن ابوداود' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ۔

فتویٰ (۸۹۴۳)

اسلامی عقائد کے بارے میں چند بہترین کتب

سوال توحید اور اسلامی عقائد کے متعلق بہترین کتاب کون سی ہے اور وہ کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

صحیح عقیدہ بیان کرنے والی سب سے عظیم اور افضل کتاب قرآن مجید ہے' اس کے بعد جناب رسول ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر بعض اچھی کتابیں درج ذیل ہیں:

فتح المجید۔ العقیدۃ الواسطیۃ۔ العلو للعلی الغفار۔ التوسل والوسیلہ۔ مختصر الصواعق المرسلہ۔ تطہیر الاعتقاد۔ شرح الطحاویہ۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
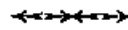
فتویٰ (۸۹۷۳)

سنت پر عمل

سوال تھوڑا عرصہ ہوا میں نے داڑھی رکھ لی ہے' فرض نمازیں ادا کرتا ہوں اور سنت نبوی پر عمل کرتا ہوں' ہمارے گاؤں میں سنت پر عمل کرنے کو دین میں سختی قرار دیا جاتا ہے ان کا جواب دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں:

«ھَلَکَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ» "غلو کرنے والے تباہ ہو گئے۔"

حدیث میں غلو کرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا سنت پر عمل کرنے کو تشدد کہا جا سکتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو حق کی ہدایت دی اور اس کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دی۔ جو شخص آپ پر اعتراض کرے اسے بتائیں کہ دین نرمی اور آسانی والا دین ہے اور تنطع سے مراد تکلف اور غلو ہے اور غلو تب ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے شرعی کام سے تجاوز کرکے زیادہ کام کیا جائے اور آپ نے شرعی عمل میں اضافہ نہیں کیا' بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے عمل پر پابندی اختیار کی ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

تصوف

فتویٰ (۱۲۵۸)

تصوف اور گنبد نما قبروں کے بارے میں سوال

سوال تصوف کی حقیقت کیا ہے؟ کیا تصوف کے کچھ اچھے پہلو اور کچھ برے پہلو ہیں؟ کیا تصوف فقہ سے الگ کوئی چیز ہے؟

(۲) گزارش ہے کہ مجھے بتائیں کہ صوفیہ کے ہاں الحضرۃ النبویۃ کا جو تصور پایا جاتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) ہمارے ہاں سوڈان میں بعض صوفیہ قبر پر گنبد بنانے کی دلیل کے طور پر جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر پر بنے ہوئے گنبد کا ذکر کرتے ہیں۔ دین میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) غوث، قطب، رجال الکون، جس مفہوم میں صوفیہ یہ نام لیتے ہیں، ان کی کیا حقیقت ہے؟

جواب الحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) تصوف سے متعلق سوالات کے بارے میں آپ ابن قیم کی کتاب "مدارج السالکین" اور عبد الرحمان الوکیل کی کتاب "هذه هي الصوفية" کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) نبی ﷺ کے مرقد مبارک پر قبہ بنا ہوا ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانا جائز ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کی قبر پر قبہ آپ ﷺ کی وصیت سے بنا ہے نہ صحابہ و تابعین یا قرون اولیٰ کے ائمہ کرام میں سے کسی نے بنایا ہے۔ بلکہ یہ کام اہل بدعت نے کیا ہے اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت ہوا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو (دراصل) اس میں سے نہیں ہے، وہ ناقابل قبول ہے"۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو الہیاج رحمہ اللہ سے فرمایا:

«أَلاَ أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لاَ تَدَعَ تِمْثَالاً إِلاَّ طَمَسْتَهُ وَلاَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلاَّ سَوَّيْتَهُ»

"کیا میں تمہیں اس کام کے لئے نہ بھیجوں، جس کے لئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ (میں تمہیں اس لئے بھیج رہا ہوں) کہ تو کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑ اور کوئی اونچی قبر برابر کئے بغیر نہ رہنے دے۔"

یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی قبر پر گنبد بنانا ثابت نہیں، نہ ائمہ کرام سے یہ عمل ثابت ہے، بلکہ نبی ﷺ سے اس کی تردید ثابت ہے، اس لئے اب کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اہل بدعت

کے کئے ہوئے کام یعنی قبر نبوی پر گنبد کی تعمیر کو دلیل بنائے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
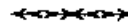
فتویٰ (۲۸۹۹)

تصوف اور صوفی کی وضاحت

سوال تصوف کا کیا مطلب ہے؟ اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ مثلاً طریقہ تجانیہ' قادریہ' شیعہ وغیرہ۔ نائیجیریا ان "طریقوں" کا مرکز بن گیا ہے۔ مثلاً طریقہ تجانیہ میں ایک درود ہے جسے صلاۃ البکریۃ کہتے ہیں جو اس طرح شروع ہوتا ہے «اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ. . . . اور ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے حَقَّ قَدْرِهِ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ» اس درود کو بہت اونچا مقام دیا جاتا ہے حتیٰ کہ درود ابراہیمی سے بھی افضل سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ان کی کتاب "جواهر المعانی" جز اول صفحہ ۱۳۶ پر موجود ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

لفظ "صوفی" کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ صفۃ کی طرف نسبت ہے۔ کیونکہ صوفیوں کی مشابہت ان صحابہ کرام سے ہے جو نادار تھے اور مسجد نبوی میں صفہ (یعنی چبوترہ) پر رات گزارتے تھے۔ یہ قول صحیح نہیں۔ کیونکہ صفۃ کی طرف نسبت "صفی" بنتی ہے۔ جس میں فاء پر تشدید ہے اور آخر میں یائے نسبت ہے اور اس میں واؤ موجود نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی نسبت صفوۃ کی طرف ہے جس سے ان کے دلوں اور عملوں کی صفائی کی طرف اشارہ ہے' یہ قول بھی غلط ہے کیونکہ صفوۃ کی طرف نسبت صفوی ہوتی ہے اور یہ بات اس لئے بھی غلط ہے کہ انکے عقیدہ میں خرابی پائی جاتی ہے اور اعمال میں بدعتوں کی کثرت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی نسبت صوف (یعنی اون) کی طرف ہے۔ کیونکہ اونی لباس ان کی پہچان بن گیا تھا۔ یہ قول لغوی طور پر بھی اور واقعہ کے اعتبار سے بھی نسبتاً زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۴۰۰ م)

یہ بے اصل اور باطل چیزیں ہیں

سوال صوفیہ کے طرق اور ان کے مرتب کردہ وظیفوں کا کیا حکم ہے جو فجر اور مغرب کی نمازوں سے پہلے پڑھے جاتے ہیں۔ اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو بیداری کی حالت میں آنکھوں سے دیکھا اور ان الفاظ میں حضور ﷺ پر درود پڑھا:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَيْنَ الْعُيُوْنِ وَرُوحَ الْأَرْوَاحِ؟»

---

[1] تجانیہ اور ان کی بدعتوں کے بارے میں آئندہ اوراق میں الگ بات موجود ہے۔ اسے ملاحظہ فرمائیں۔

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
آپ نے صوفیوں کے جن سلسلوں اور وظائف کا ذکر کیا ہے یہ سلسلے اور وظیفے سب نئی ایجاد اور بدعتیں ہیں۔ انہی میں سے تجانیہ اور کتانیہ سلسلہ بھی ہے۔ ان کے اذکار و وظائف میں سے صرف وہی اذکار وغیرہ درست ہیں جو قرآن مجید اور صحیح احادیث کے مطابق ہوں۔ ❶

سوال میں کتانی کے بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے اور مذکورہ سلام پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا ہے تو یہ بالکل بے اصل اور باطل قصہ ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد کسی کو بیداری میں نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ قیامت کے دن ہی اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴾ (المؤمنون ۲۳/ ۱۵۔۱۶)

"پھر تم اس کے بعد مرجانے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

"قیامت کے دن زمین سب سے پہلے مجھ پر سے پھٹے گی۔ ❷

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۴۳۳)

صوفیانہ سلسلوں میں بدعات کا غلبہ ہے

سوال: آج کل صوفیوں کے جو سلسلے پائے جاتے ہیں' ان کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
صوفیوں کے سلسلوں میں بدعات غالب ہیں۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ عبادات اور دوسرے کاموں میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے طریقے پر عمل کریں اور عبدالرحمان الوکیل رحمہ اللہ کی کتاب "هذه هى الصوفيه" کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

❶ طریقہ تجانیہ کے متعلق سوالات ملاحظہ فرمائیں۔

❷ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۲۷۸۔ سنن ابي داؤد حدیث نمبر:۴۶۷۳' ترمذی حدیث نمبر: ۳۶۹۳۔ مسند احمد ج:۱' ص:۲۸۱' ۲۸۲' ۲۹۵' ۲۹۶۔ ج:۲' ص: ۲۶۴' ۵۴۰۔ ج:۳' ص:۲' ۱۰' ۱۱' ۳۳' ۴۴' ۱۴۵۔

فتویٰ (۹۸۴۸)

صوفیانہ سلسلوں سے بچنا چاہئے

سوال کیا صوفیوں کے سلسلے شاذلیہ' رفاعیہ وغیرہ حق پر ہیں یا گمراہ اور اختلاف کا باعث ہیں؟ کیا ان میں سے کسی فرقہ کی طرف اپنی نسبت کرنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

صوفیوں کے تمام سلسلوں میں بدعت اور مخالفت شریعت بکثرت ہے۔ اس لئے ان سے بچنا ضروری ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
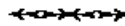
فتویٰ (۲۶۱۲)

"صاحب زمان" کا مطلب

سوال تصوف کی طرف منسوب لوگ کہتے ہیں: فلاں "صاحب زمان" ہے اور فلاں "اہل تعریف" میں سے ہے' اس کا مطلب کیا ہے؟ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟ اگر کسی شخص کے متعلق (یقین کے ساتھ) معلوم ہو کہ وہ اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

"صاحب زمان" کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ ایک انسان ایسا ہے جس کے ہاتھ میں مخلوقات کے تمام کام ہیں اور وہ ان کے کاموں میں تصرف کر سکتا ہے یعنی انہیں مصیبتوں سے نجات دے سکتا اور مشکلات سے چھڑا سکتا ہے اور جسے چاہے جو بھلائی چاہے دے سکتا ہے۔ جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے اس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور مخلوقات کے معاملات کے انتظام میں اللہ کا شریک بنالیا۔ لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اسے مسلمانوں کا حاکم بنانا یا نماز میں مسلمانوں کا امام بنانا درست نہیں' کیونکہ اس نے صریح کفر اور واضح شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ بلکہ وہ زمانۂ جاہلیت کے مشرک لوگوں سے بھی بدتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمُ ٱلْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ ٱلْحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴾ (یونس۱۰/ ۳۱-۳۲)

"کہہ دیجئے (یعنی ان سے پوچھئے) کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور بے جان سے جان دار کو اور جان دار سے بے جان کو کون نکالتا ہے؟ اور کون کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ وہ کہیں گے: اللہ (ہی یہ سب کام کرتا ہے) کہئے "پھر کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں ہو؟ یہ ہے اللہ' تمہارا سچا مالک۔ تو حق کے بعد گمراہی کے علاوہ اور کیا رہ جاتا ہے؟ پھر تمہیں کدھر پھیرا جا رہا ہے؟"

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

اللہ سے براہ راست علم سیکھنے کا دعویٰ کرنا

سوال کیا نبی یا رسول کے علاوہ کوئی انسان اس درجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے علاوہ کوئی انسان ایسا نہیں جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبروں اور احکام پر مشتمل وحی براہ راست پہنچتی ہو۔ صرف سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ جسے کوئی نیک آدمی دیکھتا ہے۔ یا جو کسی نیک آدمی کے لئے دیکھا جاتا ہے۔ وہ بھی صرف خواب میں نہ کہ بیداری' اسی طرح سچی فراست بھی الہام کا ایک حصہ ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فراست صادقہ حاصل تھی۔ لیکن نبی اور رسول کے علاوہ کسی مومن کا خواب یا فراست اسلام میں شرعی احکام کا ثبوت نہیں بن سکتے' نہ ان کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خواب اور فراست میں اکثر صحیح اور غلط کا التباس ہو جاتا ہے' لہٰذا ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ الا یہ کہ اس خواب یا فراست کا اظہار کسی نبی یا رسول کو ہوا ہو۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی مسائل میں ان پر اعتماد نہیں کیا' حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اور خوابوں پر بھی نہیں' بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی پر شرعی احکام کی بنیاد رکھی۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۵۴۴)

ان لوگوں کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں

سوال صوفیہ جو ناچتے' گاتے اور دائیں بائیں جھومتے ہیں اور اسے ذکر کہتے ہیں۔ کیا یہ واقعی ذکر ہے؟ کیا یہ حلال ہے یا حرام؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو (شریعت میں) نئے نکالے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے دین و شریعت کو مکمل کر دیا ہے۔ خواہ اس کا تعلق قولی پہلو سے ہو یا عملی پہلو سے یا عقیدہ کے پہلو سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ۵/ ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دی ہے اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند فرمالیا ہے۔"

اس کی وضاحت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات سے بھی فرمائی ہے اور اپنے افعال سے بھی اور نبی علیہ السلام کی موجودگی میں جو کام کیا گیا اور آپ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی' یہ بھی شرعی مسئلہ کی وضاحت شمار ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام ارشادات' افعال اور سکوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد والوں تک پہنچا دیئے۔ لہٰذا دین اسلام اپنے اصول و قواعد کے لحاظ سے بھی کامل ہے اور وضاحت و روایت کے لحاظ سے بھی مکمل ہے۔

ذکر عبادت کی ایک قسم ہے اور عبادت کا دار و مدار اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت و تائید پر ہے۔ اس لئے

جو شخص کسی کام کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے' یا کسی عبادت کے لئے (اپنی رائے سے) کسی وقت یا کیفیت کا تعین کرتا ہے' اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا۔ سوال میں جن کاموں کا ذکر ہے ہمارے علم میں ان کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے دین میں وہ کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے' تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

لہٰذا سوال میں جو کیفیت ذکر کی گئی ہے وہ بھی رد کرنے کے قابل ہے۔

صوفیہ کا یہ خیال درست نہیں

سوال کیا صوفیہ کا یہ خیال صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو وحی نازل ہونے سے پہلے سے قرآن کا علم حاصل تھا؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

قرآن مجید اپنے الفاظ ومعانی کے ساتھ اللہ کا کلام ہے۔ اس میں سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر اقرأ کی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے بعد تیئس ۲۳ سال تک تھوڑا تھوڑا قرآن نازل ہوتا رہا۔ اللہ عزوجل نے یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن سے پہلے قرآن نہیں جانتے تھے۔ مثلاً ارشاد ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِى مَا ٱلْكِتَٰبُ وَلَا ٱلْإِيمَٰنُ﴾ (الشوریٰ ۴۲/ ۵۲)

"اسی طرح ہم نے آپ پر اپنے حکم سے روح (یعنی قرآن) کی وحی کی۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے؟"

اس سے معلوم ہوا کہ صوفیہ کا یہ کہنا درست نہیں کہ آپ ﷺ وحی نازل ہونے سے پہلے بھی قرآن سے واقف تھے۔ یہ تو بغیر علم کے (اپنے پاس سے) باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ لگانے میں شامل ہے۔ اسی طرح صوفیہ یا دوسرے جو بھی یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے' یہ غلط' گمراہی اور کفر والی بات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ (النمل ۲۷/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔"

نبی اکرم ﷺ کی بیداری میں زیارت ممکن نہیں

سوال کیا یہ درست ہے کہ بیداری میں بھی نبی اکرم ﷺ کی زیارت ممکن ہے' جس طرح صوفیہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں بیداری میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور قبر مبارک میں نبی علیہ السلام کی زندگی برزخی زندگی ہے جس کی کیفیت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت کا دعویٰ درست نہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور اس لئے بھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک شق ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے نبی ﷺ اپنے مرقد مبارک سے باہر تشریف نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق بھی اور دوسروں کے متعلق بھی فرمایا ہے:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳۰)

"(اے نبی) آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ (مخالفین) بھی مرنے والے ہیں۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴾ (المؤمنون ۲۳/ ۱۵۔۱۶)

"پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو' پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے قبروں سے نہیں نکلیں گے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۵۶۰)

قرآن وسنت کے خلاف کوئی عمل قبول نہیں

سوال صوفیہ کے سلسلوں کے مشائخ مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں سے وعدے لیتے ہیں۔ بیعت کرنے والا یہ وعدہ کرتا ہے کہ کبھی خیانت نہیں کرے گا۔ وہ اجتماعی طور پر ذکر کرنے کے لئے راتیں متعین کر لیتے ہیں۔ پھر حلقے بنا کر یا صفیں بنا کر بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے خاص خاص ناموں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً "اللہ" یا "حی" یا "قیوم" یا "آہ" اس دوران وہ دائیں بائیں جھومتے ہیں۔ ان کے ساتھ دوسرے افراد کی ایک جماعت ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی مدح میں' یا دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام یا اولیائے کرام کی تعریف میں ترنم کے ساتھ اشعار پڑھتے ہیں۔ عموماً اس دوران طبلے' دف اور دوسرے ساز بجائے جاتے ہیں۔ بعض حاضرین نقدی کی صورت میں نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں جسے "نقطہ" کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساز ہوتے ہیں نہ دف اور نہ نقطہ۔

پھر یہ نعت خواں یوں بھی کہتے ہیں: "یا حسین مدد' یا سیدہ زینب مدد' یا سید بدوی مدد' اے میرے نانا رسول اللہ مدد! یا اولیاء اللہ مدد! بعض لوگ سید بدوی' یا جناب حسین' یا سیدہ زینب وغیرہ کے نام کی بکری یا نقد رقم کی نذر بھی مانتے ہیں' بعض اوقات جس بزرگ کی نذر مانی جاتی ہے' اس کے مزار پر مینڈھا ذبح کرتے ہیں اور اس بزرگ کی قبر کے پاس رکھے ہوئے صندوق میں نذر کی رقم ڈالتے ہیں۔ براہ کرم یہ وضاحت فرمایئے کہ یہ سب کام جائز ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر فرمائے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ ..... وَبَعْدُ:

مسلمان مرد اور عورتیں جناب رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے تھے اور آپ ﷺ سے اسلام کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے کا عہد وپیمان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جو ہدایات دیں ان کی تعمیل کریں' یہ ہدایات قرآن مجید اور صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم اپنی اطاعت کے حکم کے ساتھ ہی دیا ہے بلکہ نبی علیہ السلام کی اطاعت کو اللہ نے خود اپنی اطاعت قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ظاہر ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

وَٱلصَّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء٤/ ٦٩)

"اور جو اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور نیک لوگ یہ بہترین ساتھی (رفیق) ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء٤/ ٨٠)

"جو شخص رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پیٹھ پھیرلی تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔"

اور فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَٱحْذَرُوا۟ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ﴾

(المائدۃ٥/ ٩٢)

"اور تم اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ڈرتے رہو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف وضاحت سے پہنچا دینا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت کی تعلیمات میں نبی ﷺ کی اتباع کو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت قرار دیا ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب اور گناہوں کی معافی کا باعث فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو' اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

قُلْ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ (آل عمران٣/ ٣١-٣٢)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو' پس اگر وہ پھر جائیں تو یقیناً تعالیٰ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔"

نبی ﷺ سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آپ نے خلفائے راشدین یا کسی اور صحابی سے اس انداز کی بیعت لی ہو یا وعدہ لیا ہو جس طرح صوفیہ کے مشائخ اپنے مریدوں سے لیتے ہیں' کہ وہ اللہ کا ذکر اللہ کے خاص خاص مفرد ناموں سے کریں مثلاً اللہ'حی' قیوم' اور اسے وظیفہ بنالیں' جسے وہ پابندی سے پڑھیں اور ہر روز یا ہر رات یہ وظیفہ کریں' اور شیخ کی اجازت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی اور مقدس نام کا وظیفہ نہ کریں ورنہ ایسا شخص شیخ کا نافرمان اور گستاخ سمجھا جائے گا اور خطرہ ہو گا کہ حق سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ان اسماء کے خادم اسے تکلیف پہنچائیں۔ اس کے علاوہ صوفیہ کے ان سلسلوں میں سے ہر سلسلہ کے پیروں کی یہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ اپنے مریدوں اور دوسرے پیروں کے مریدوں کے درمیان فتنہ فساد کے بیج بوئیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے دین میں تفرقہ ڈال کر الگ الگ فرقے اور جماعتیں بنا دی ہیں۔ ہر کوئی اپنی بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے مریدوں کو دوسرے سلسلہ کے پیروں سے عقیدت رکھنے یا ان کی بیعت کرنے یا ان کے سلسلہ میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔اس کے علاوہ اس قسم کی پابندیاں لگاتے ہیں جو قرآن مجید میں نازل ہوئیں نہ رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائیں' اس طرح ان پر یہ آیت صادق آتی ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴾ (الأنعام٦/ ١٥٩)

"جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور (مختلف) گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے' پھر وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہیں مذکور نہیں کہ آپ نے مفرد اسم مثلاً حی' قیوم' حق' اللہ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہو' یا اس کا حکم دیا ہو یا اسے روزانہ پڑھنے کے لئے وظیفہ قرار دیا ہو اور نہ کہیں یہ مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دوستی رکھنے سے منع کیا ہو بلکہ آپ نے انہیں ایک دوسرے سے دوستی اور محبت رکھنے کا حکم دیا اور ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کا یہ وصف بیان فرمایا:

﴿ وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

(التوبة٩/ ٧١)

"مومن مرد اور مومن عورتیں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ بھلائی کا حکم دیتے' برائی سے روکتے' نماز قائم کرتے' زکوۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں' یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔"

اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" ❶

اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا»

"بدگمانی سے بچو' بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ٹوہ نہ لگاؤ اور جاسوسی نہ کرو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو' ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو ❷ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ"۔ ❸

(۲) چند افراد کاٹل کر قرآن مجید کی تلاوت' مطالعہ' تدبر اور اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کرنا ایک ایسا کام ہے جس کی فضیلت جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ

---

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۳۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۴۵۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۵۱۵۔ کتاب الایمان امام ابن مندہ حدیث نمبر:۲۹۵۔

❷ حدیث کا لفظ "لاتدابروا" ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ "چغلی نہ کھاؤ"۔

❸ مسند احمد ج:۲' ص:۲۴۵' ۲۸۷' ۳۱۲' ۳۴۲' ۴۶۵' ۴۸۰' ۴۸۲' ۴۹۲' ۵۰۷' ۵۱۷' ۵۳۹۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۵۱۴۳۔

عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»

"جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا مذاکرہ کرتے ہیں' ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ان کا ذکر خیر اللہ تعالیٰ ان (مقرب فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔" [1]

جناب رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کا مطلب سمجھایا ہے۔ بسا اوقات آپ ﷺ خود تلاوت فرماتے تھے اور مجلس میں حاضر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنتے تھے' اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں تلاوت اور ترتیل کی تعلیم دیتے تھے' بسااوقات آپ کسی صحابی کو قرآن پڑھنے کا حکم فرماتے کیونکہ آپ کو قرآن سننا بہت پسند تھا۔ ایک بار آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ" انہوں نے عرض کی: حضور! میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ پر تو وہ نازل ہوا ہے؟ فرمایا:

«فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي»

"ہاں! میرا جی چاہتا ہے کہ کسی سے قرآن سنوں"

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء میں سے تلاوت شروع کر دی۔ جب اس آیت پر پہنچے ﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ (النساء ٤/ ٤١) [2] تو فرمایا' بس کرو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔" [3]

نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو وقفہ دے کر نصیحت کرتے تھے تاکہ اکتاہٹ پیدا نہ ہو جائے۔ مسجد وغیرہ میں ان کی رہنمائی کے لئے اور انہیں دین کی باتیں سکھانے کے لئے تشریف رکھتے تھے' کبھی کبھار انہیں متوجہ کرنے کے لئے یا کسی خاص نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرنے کے لئے ان سے سوالات بھی کرتے تھے۔ پھر جب دیکھتے کہ وہ پوری طرح متوجہ ہیں اور جواب سننے کا شوق بیدار ہو گیا ہے تو جواب ارشاد فرماتے۔ اسطرح وہ مسئلہ انہیں خوب یاد ہو جاتا اور اچھی طرح سمجھ میں آجاتا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' آپ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی بیٹھے تھے کہ اچانک تین آدمی آگئے' ان میں سے دو تو جناب رسول اللہ ﷺ (کی مجلس) کی طرف آگئے اور ایک واپس چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے قریب آکر وہ دونوں رکے۔ ایک کو (حاضرین کے) حلقہ میں جگہ نظر آئی' وہ وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس چلا ہی گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (زیر بحث مسئلہ پر بات کر کے) فارغ ہوئے تو فرمایا:

«أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ»

"میں تمہیں ان تین آدمیوں کی بات نہ بتاؤں؟ ایک نے اللہ کی طرف جگہ چاہی تو اللہ نے اسے جگہ دی۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۶۹۹۔

[2] آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے؟"

[3] صحیح بخاری حدیث نمبر:۵۰۴۹' ۵۰۵۰۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۸۰۰۔ ابی داؤد حدیث نمبر:۳۶۶۸۔ ترمذی حدیث نمبر:۳۰۲۷۔

[4] یعنی وہ علمی مجلس میں آیا جس میں اللہ کی باتیں ہو رہی تھیں' تو اسے ثواب ملا اور وہ اللہ سے قریب ہو گیا۔

دوسرے نے شرم کی' تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی [1] اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کر لیا۔" [2]

صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟»

"درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مومن کی سی ہے' مجھے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟"

لوگ جنگلوں کے درختوں میں پڑ گئے [3] عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے (لیکن میں خاموش رہا۔) پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ! ہمیں بتا دیجئے وہ کونسا درخت ہے؟ فرمایا:

«هِيَ النَّخْلَةُ»

"وہ کھجور کا درخت ہے"۔ [4]

اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے' صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر ذکر کرنے کی عملی صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ انہیں تعلیم دیتے اور ان کی رہنمائی فرماتے' وعظ ارشاد فرماتے' ان کا امتحان لیتے اور فہم و عبرت سے بھرپور تلاوت ہوتی' ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے ہفتہ کے کسی دن یا رات کو خاص کر کے اپنے صحابہ کے ساتھ مل کر باجماعت اللہ تعالیٰ کے کسی مبارک نام کا ذکر اس طرح کیا ہو کہ وہ دائرہ کی صورت میں یا صف بنا کر کھڑے یا بیٹھے ہوں اور نشہ بازوں کی طرح جھومتے ہوں اور نغموں کے سروں' گویوں کے گانوں' دف کی تال' ڈھول کی تھاپ اور سازوں کی آواز پر بے خود ہو کر ناچنے والوں کی طرح تھرکتے ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کام صوفیہ آج کل کرتے ہیں وہ بدعت اور گمراہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے دین میں بدعت نکالی جو (اصل میں) اس کا جز نہیں تھی' تو وہ مردود ہے" متفق علیہ۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ نعت خواں اس طرح کے جو الفاظ کہتے ہیں یا حسین مدد' یا سیدہ زینب مدد' یا بدوی یا شیخ العرب مدد' یارسول اللہ مدد یا اولیاء اللہ مدد وغیرہ یہ زیادہ برا کام ہے اور اس کا گناہ بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ شرک اکبر میں داخل ہے جس کا مرتکب ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مردوں سے فریاد ہے کہ انہیں بھلائی اور مال دیں' ان کی فریاد رسی کریں' ان سے مشکلات اور تکالیف دور کریں۔ کیونکہ یہاں مدد سے مراد فریاد رسی اور عطا کرنا ہے۔ یعنی جب کوئی

---

[1] یعنی اللہ نے اس کی شرم رکھی' اسے ثواب سے محروم نہیں رکھا۔

[2] جب اس نے علم وذکر میں رغبت کا اظہار نہیں کیا تو ثواب اور رحمت سے محروم رہا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۶' ۴۷۴۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۱۷۶۔

[3] یعنی مختلف درختوں کے بارے میں سوچنے لگے شاید فلاں درخت ہے یا فلاں درخت ہے۔

[4] صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۱' ۶۲' ۷۲' ۲۲۰۹' ۴۶۹۸' ۵۴۴۴' ۵۴۴۸' ۶۱۲۲' ۶۱۴۴ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۸۱۱۔ ترمذی حدیث نمبر:۲۸۶۷۔

مسند احمد:۲' ص:۱۲' ۳۱' ۶۱' ۱۱۵' ۱۲۳' ۱۵۷۔

شخص کہتا ہے "مدد یا سید بدوی" یا کہتا ہے "مدد یا سیدہ زینب" تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں کچھ خیر عطا فرمایئے اور ہماری تکلیفیں دور کر دیجئے اور بلائیں ٹال دیجئے' اس طرح کہنا شرک اکبر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کائنات کے تمام معاملات وہی چلاتا ہے اور مختلف چیزوں کو اسی نے بندوں کے لئے مسخر کر رکھا ہے۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ (الفاطر ۳۵/ ۱۳-۱٤)

"یہ ہے اللہ' تم سب کا پالنے والا' بادشاہی اسی کی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے باریک سے چھلکے کے بھی مالک نہیں' اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں' اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ (یعنی کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ یہ لوگ ہمیں پکارتے اور ہم سے مدد مانگتے رہے ہیں) اور آپ کو خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرح کوئی اور یقینی خبر نہیں دے سکتا۔"

اس آیت میں ان کے پکارنے کو شرک کہا گیا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ﴾ (الأحقاف ٤٦/ ٥-٦)

"اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ایسے (معبود) کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرے۔ وہ (معبود) تو ان (پکارنے والوں) کے پکارنے سے بے خبر ہیں اور جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اللہ کے سوا جن انبیاء واولیاء کو پکارا جاتا ہے وہ پکارنے والوں کی نداؤں سے بے خبر ہیں اور کبھی ان کی درخواست قبول نہیں کر سکتے۔ قیامت کے دن وہ ان پکارنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور اس بات سے انکار کر دیں گے کہ ان مشرکوں نے کبھی ان بزرگوں کی پوجا کی ہو (یعنی صاف کہہ دیں گے کہ تم نے ہماری پوجا نہیں کی تھی' ہمیں بالکل علم نہیں۔) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۹۱-۱۹٤)

"کیا یہ لوگ ان کو شریک کرتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ وہ ان (مشرکوں) کی مدد نہیں کر سکتے نہ وہ خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ اگر تم ان (مشرکوں) کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہیں کرتے' تمہارے لئے برابر ہے کہ انہیں پکارو یا خاموش رہو۔ (اے مشرکو!) جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں' تو اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری درخواست قبول کریں (پھر کیوں وہ تمہاری حاجت روائی نہیں کرتے؟)"

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴾ (المؤمنون٢٣/ ١١٧)

"جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو بھی پکارتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں' تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کافر فلاح نہیں پائیں گے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کو چھوڑ کر مردوں وغیرہ کو پکارتا ہے' اسے فلاح نصیب نہیں ہوگی کیونکہ وہ غیر اللہ کو پکار کر کفر کا ارتکاب کر چکا ہے۔

اور رہی آپ کی چوتھی بات تو ایسے کام کی نذر ماننا جن سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہوتی ہے' یہ بھی عبادت ہے۔ مثلاً جانور ذبح کرنے اور نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی نذر ماننا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی نذر پوری کرنے والے کی تعریف کی ہے اور اسے اجر وثواب دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ ﴾ (الإنسان٧٦/ ٧) "وہ نذر پوری کرتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُهُۥ ﴾ (البقرة٢/ ٢٧٠)

"تم جو کچھ خرچ کرتے ہو یا جو نذر مانتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔"

لہٰذا جو شخص کسی ایسے کام کی نذر مانے جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے تو اس پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور جو شخص غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنے کی نذر مانے وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے' اس نذر کا پورا کرنا حرام ہے' اس کا فرض ہے کہ شرک سے اور تمام شرکیہ اعمال سے توبہ کرے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴾ (الأنعام٦/ ١٦٢-١٦٣)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے! بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی' میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔"

نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّآ أَعْطَيْنَـٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾ (الكوثر١٠٨/ ١-٢)

"ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ لہٰذا اپنے رب کے لئے نماز ادا کیجئے اور قربانی کیجئے۔"

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ کتاب اللہ کی پیروی کرے' جناب رسول اللہ کے طریقے پر چلے' اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق اس کی عبادت کرے' دعا صرف اسی سے کرے اور باقی تمام عبادتیں بھی۔ مثلاً نذر' توکل' اور سختی نرمی ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرنا' خالص اسی کے لئے انجام دے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۲۹۷)

اسلام میں فرقوں کی کوئی گنجائش نہیں

سوال کیا اسلام میں مختلف طرق اور سلسلے موجود ہیں' مثلاً شاذلیہ' خلوتیہ وغیرہ اگر یہ طریقے صحیح ہیں تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام ۶/ ۱۵۳)

"اور یہ میرا راستہ ہے بالکل سیدھا لہٰذا اس کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلنا ورنہ وہ تمہیں اس (اللہ) کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اس نے تمہیں یہ نصیحت کی ہے تاکہ تم بچو۔"

اور اس آیت کا کیا مطلب ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (النحل ۱۶/ ۹)

"اور اللہ تک سیدھی راہ پہنچتی ہے اور بعض راہیں ٹیڑھی ہیں' اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔"

اللہ کا راستہ کون سا ہے؟ اور اس سے ہٹانے والی راہیں کون سی ہیں؟ اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا: "هذا سبيل الرشد" "یہ ہدایت کا راستہ ہے۔ پھر دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا:

«هٰذِهِ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ»

"یہ راہیں ہیں' ان میں سے ہر راہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مذکورہ بالا طرق یا اس طرح کے دوسرے سلسلے اسلام میں نہیں پائے جاتے۔ اسلام میں وہی کچھ موجود ہے جو سوال میں مذکور آیتوں اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے اس کی تائید دیگر احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

«افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً قِيلَ مَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے' عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے' عرض کی گئی "یارسول اللہ ﷺ" وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: "جو اس طریقے پر ہو جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

اور ارشاد ہے:

«لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورَةً لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ»

"میری امت میں سے ایک جماعت کی (اللہ کی طرف سے) مدد ہوتی رہے گی' ان کی مدد نہ کرنے والا یا ان کی مخالفت کرنے والا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔"

حق کا راستہ یہی ہے قرآن مجید اور صحیح صریح احادیث نبویہ کی اتباع کی جائے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس سیدھی لکیر کا ذکر ہے' اس سے بھی یہی مراد ہے' صحابہ کرام اور سلف صالحین اسی راہ پر گامزن رہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی فرقے یا طرق وغیرہ ہیں وہ ان "سبل" میں شامل ہیں جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

﴿ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ﴾ (الأنعام۶/ ۱۵۳)

"سبل (غلط راہوں) پر نہ چلنا' ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور ہٹا دیں گی۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۵۱۵۶)

اہل تصوف کی عبادات میں بکثرت بدعات ہوتی ہیں

سوال آج کل صوفیہ کے سلسلے بکثرت پائے جاتے ہیں' مثلاً نقشبندیہ اور قادریہ' ہمارے ہاں مراکش میں جیلانیہ' تجانیہ' حرقاویہ' و ازانیہ' ولائیہ' ناصریہ' علویہ' کتانیہ اور دیگر بہت سے ناموں سے سلسلے موجود ہیں۔ میں نے ان کے اوراد و وظائف دیکھے تو باہم ملتے جلتے ہیں۔ سب کے ہاں صبح کے اوراد میں سو بار استغفار اور سو بار درود شریف (مختلف الفاظ کے ساتھ) اور سو بار لا الہ الا اللہ اور شام کو بھی اسی قسم کے وظیفے میں' اس کے ساتھ نماز بروقت ادا کرنے کی ترغیب ہے۔ کیونکہ جو شخص ان سے وظیفہ حاصل کرتا ہے اس کے لئے نماز باجماعت کی پابندی ایک لازمی شرط ہے۔ لیکن اخوان المسلمین کے بعض علماء کہتے ہیں کہ صوفی طرق میں شامل ہونے والا شخص گمراہ' بدعتی اور مشرک ہے' کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ صوفیانہ سلسلے اور طریقے موجود نہیں تھے۔ اس لئے میں آپ سے تسلی بخش جواب چاہتا ہوں' کیونکہ "مشرک" کا لفظ بہت سخت ہے اور مشرک پر تو جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

صوفیانہ سلسلہ کے مشائخ پر زہد اور عبادت کا رنگ غالب ہے۔ لیکن ان کی عبادتوں میں بکثرت بدعتیں اور خرافات موجود ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے مفرد نام کا ذکر کرنا مثلاً (اللہ ۔ حی ۔ قیوم) یا ضمیر غائب کے ساتھ اس کا ذکر کرنا ھو ۔ ھو ۔ ھو....) یا ایسے نام سے ذکر کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بیان نہیں فرمایا مثلاً (آہ ۔ آہ ۔ آہ) اس کے ساتھ ساتھ وہ جھومتے ہیں' کبھی نیچے جھکتے ہیں' کبھی اوپر اٹھتے ہیں اور ناچتے ہیں اور باتکلف ایسی حرکات کرتے ہیں اور طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں' شعر پڑھتے ہیں' تالیاں بجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ شعروں کے الفاظ یا ذکر کے کلمات کے حرکات و سکنات کو منضبط کرنے کے لئے بسا اوقات ساز بھی بجاتے ہیں۔ یہ تمام کام ایسے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً ثابت ہیں نہ عملاً اور نہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے واقف تھے۔ بلکہ یہ سب نو ایجاد کام ہیں۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلیغ وعظ ارشاد فرمایا' جس سے ہمارے دلوں میں خشیت پیدا ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ ہم نے عرض کی "یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ! یہ تو ایسے لگتا ہے جیسے الوداع کہتے وقت نصیحتیں کی جاتی ہیں۔ تو ہمیں (کوئی خاص) وصیت فرمایئے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ

فَسَيَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ»

"میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور (حکم) سن کر تعمیل کرنے کی (وصیت کرتا ہوں) اگرچہ ایک غلام تمہارا امیر بن جائے۔ تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا۔ لہٰذا تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر قائم رہنا۔ اسے داڑھوں سے (خوب مضبوطی سے) پکڑنا اور نئے نکالے جانے والے کاموں سے بچنا۔ کیونکہ ہر نیا نکالا جانے والا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے "حسن صحیح" قرار دیا ہے۔

اسی طرح سوال میں استغفار اور درود شریف کے ورد کے متعلق جو سوال کیا گیا ہے' اس کا بھی یہی جواب ہے۔ وہ اگرچہ بامعنی کلام ہے اور وہ بنیادی طور پر کار ثواب اور شرعی عبادت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ اس کے لئے صبح اور شام کا وقت مقرر کیا جائے یا ان اوقات میں ان کی ایک تعداد مقرر کرلی جائے جس میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ یا شیخ اپنے مرید سے کسی خاص ذکر کا وعدہ لے' عبادت میں اس طرح کی تخصیص بدعت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تھی تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

اس حدیث کو بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے۔"

لیکن جو شخص اس مقرر تعداد سے یا اس مقرر وقت پر ان الفاظ کے ساتھ ذکر کرے جو صحیح احادیث میں مذکور ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ مثلاً یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلاَّ رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ»

"جو شخص دن میں سو بار کہے: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور کسی کا عمل اس سے افضل نہیں ہوگا مگر جس نے اس سے زیادہ عمل کیا۔"

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ»

"جس نے ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس طرح کے دیگر اذکار جن کے وقت اور تعداد کا تعین احادیث سے ثابت ہے' ان کے وقت اور تعداد کا خیال رکھنا مشروع ہے بشرطیکہ اس کی کیفیت میں کسی قسم کی بدعت شامل نہ ہو جائے۔ ورنہ وہ ذکر مذموم بدعت میں شمار ہو گا جس طرح یہ جواب کی ابتدا میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کبھی کبھار بدعت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اس میں فوت شدہ یا دور دراز جگہ پر موجود بزرگوں سے مدد طلب کی جاتی ہے اور مشکلات کے حل کی درخواست کی جاتی ہے' اس طرح شرک اکبر کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۸۷۷)
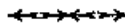
نیک آدمی کی روح آسمان پر جاتی ہے جسم میں نہیں

سوال لوگ کہتے ہیں کہ ولی جب فوت ہوتا ہے اور قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے' تو فرشتے آتے ہیں اور اسے قبر سے نکال کر آسمان پر لے جاتے ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ بات درست نہیں البتہ روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے۔ اگر مومن ہو تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اگر کافر ہو تو آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اسے زمین پر پھینک دیا جاتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۳۹)

صوفیوں کے ایک مغالطہ کا جواب

سوال بعض صوفی کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر فرض نماز سے بھی افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (العنکبوت۲۹/ ٤٥) "اور اللہ کا ذکر بڑا ہے"

تو کیا اللہ کا ذکر نماز سے بھی افضل ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الأحزاب۳۳/ ٤١-٤٢)

"اے مومنو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔"

اور بتایا ہے کہ اس کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد۱۳/ ۲۸)

"خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔"

نبی ﷺ نے ان سات افراد کا ذکر کرتے ہوئے' جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا' جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا' ایک وہ شخص بھی بیان فرمایا جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ [1] اسی طرح اللہ کی یاد کرنے والے کی مثال زندہ سے اور یاد نہ کرنے والے کی مثال مردہ سے بیان فرمائی [2] یعنی اللہ کے ذکر میں دلوں کی زندگی' اطمینان' صفائی اور پاکیزگی جیسے فوائد پنہاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بہت فضیلت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز سب سے افضل اذکار پر مشتمل ہے۔ یعنی تلاوت قرآن مجید' تکبیر' تہلیل' تسبیح' تحمید اور شہادتیں وغیرہ۔ کلام الٰہی انسانوں کے کلام سے اسی طرح افضل اور برتر ہے جس طرح خود ذات باری تعالیٰ مخلوقات سے برتر ہے۔ لا الہ الا اللہ ایسا کلمہ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اور سابقہ انبیاء کے فرمائے ہوئے تمام اذکار میں افضل ترین ہے [3] اور وہ نماز میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ نماز میں رکوع اور سجود بھی ہیں اور سجدہ میں انسان اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب کا شرف حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا نماز کی حالت کے علاوہ جو ذکر کیا جاتا ہے اس کو نماز کے اندر کئے ہوئے ذکر سے افضل کہنے کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم ایک چیز کو اس سے اعلیٰ تر چیز سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ ورنہ یہ تو ہے ہی کہ ہم ایک چیز کو خود اسی سے افضل کہہ رہے ہیں اور یہ صحیح نہیں۔ آیت مقدسہ:

﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ﴾

(العنکبوت۲۹/ ۴۵)

"اور نماز قائم کیجئے۔ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے منع کرتی ہے اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نمازوں کو اللہ کے مقرر کئے ہوئے طریقے کے مطابق وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین سے بھی اور عملی طور پر بھی وضاحت فرما دی ہے۔ اگر مسلمان شریعت کی تعلیمات کے مطابق نمازیں ادا کرتا ہے تو یہ نمازیں اسے بے حیائی والے گناہ کرنے سے روک دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے برے کاموں کے ارتکاب سے محفوظ فرما لیتا ہے اور جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہو تو (اس کی جزا کے طور پر) اس کا تمہیں یاد کرنا بڑی عظیم الشان اور نہایت اجر و ثواب والی چیز ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ "پس تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہی قول اختیار کیا ہے اور دوسرے متعدد مفسرین نے بھی یہی تشریح فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے منقول ارشادات کو بنیاد بنایا ہے۔

ذکر الٰہی کے لئے کسی پیر کی اجازت کی ضرورت نہیں

سوال بعض صوفی کہتے ہیں کہ جب کوئی پیر اپنے مرید کو مثلاً یہ کہہ کر ذکر کی اجازت دیتا ہے کہ میں تجھے ایک سو چالیس

---

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۴۳۹' صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۶۰' ۱۴۲۳' ۶۷۹' ۶۸۰۶۔

[2] صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۴۰۷۔

[3] مؤطا امام مالک ج:۱' ص:۲۱۴۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۳۵۷۹۔

بار لا الہ الا اللہ کہنے کی اجازت دیتا ہوں' پھر وہ اس اجازت کا سلسلہ نبی ﷺ تک' پھر جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے یا غلط؟ کیا یہ اجازت جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا یہ بھی ایک بدعت ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بندے کو کسی پیر یا شیخ کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ ہر شخص تلاوت قرآن مجید' تسبیح وتحمید' تکبیر و تہلیل اور رسول اللہ ﷺ کے بیان کئے ہوئے دوسرے اذکار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ اس کے بعد کسی کی اجازت کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟ اگر کوئی صوفی شیخ یا اس کا کوئی مرید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نام کا ایک خادم ہوتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرعی طریقے سے یاد کرنا بھی اس وقت تک منع ہے جب تک پیر اپنے مرید کو اجازت نہ دے تو اس نے دین میں ایک نئی بات ایجاد کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولا ہے' کیونکہ اس طرح کی کسی بات کی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ملتی۔ اس لئے بعض صوفیوں کے اس طرح کے خیالات بدعت میں شامل ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں شامل نہیں ہے تو وہ رد کی جائے گی۔" واللہ المستعان۔

بزرگوں کے سلسلے دین میں داخل نہیں

سوال شیخ عبد القادر جیلانی یا ابو الحسن شاذلی وغیرہ بزرگوں کی طرف جو سلسلے منسوب ہیں' کیا ان میں داخل ہونے اور ان کی طرف نسبت کرنے میں کوئی حرج ہے؟ کیا یہ کام سنت ہے یا بدعت؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

امام ابو داود اور دیگر محدثین نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف رخ انور کیا اور ایک انتہائی پر تاثیر وعظ ارشاد فرمایا کہ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور دل دہل گئے۔ ایک صاحب نے عرض کی "یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ تو ایسا وعظ ہے جیسے کوئی الوداع کہنے والا نصیحت کیا کرتا ہے۔ تو آپ ہم سے کیا عہد و پیمان لینا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سن کر حکم ماننے کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ ایک حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے۔ کیونکہ جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا بڑے اختلاف دیکھے گا۔ تو تم میرے طریقے پر اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے پر کاربند رہنا۔ اسے مضبوطی سے پکڑے رکھنا' بلکہ داڑھوں سے پکڑ

کر رکھنا اور نئے نئے کاموں سے بچنا۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ کی امت میں بہت سے اختلافات ہوں گے اور لوگ الگ الگ راہوں پر چل نکلیں گے اور بہت سی بدعتیں ایجاد ہو جائیں گی' چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور انہیں اختلاف' تفرقہ اور بدعتوں سے ڈرایا کیونکہ یہ گمراہی اور ہلاکت کا باعث ہیں اور جو شخص ان راہوں پر چلتا ہے وہ راہ راست سے دور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے امت کو وہی نصیحت کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کی ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۰۳)

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو پکڑلو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔"

اور فرمان ہے:

﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (الأنعام٦/ ١٥٣)

"اور تحقیق یہ میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہوں کے پیچھے نہ لگنا' ورنہ وہ تمہیں اس کے راستہ سے جدا کر دیں گی' اس نے تمہیں یہ نصیحت کی ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔"

ہم بھی آپ کو وہی نصیحت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کی ہے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر قائم رہیں اور ان تمام چیزوں سے بچیں جو اہل طریقت نے ایجاد کر لی ہیں' یعنی ملاوٹی تصوف' خود ساختہ وظیفے' غیر شرعی اذکار اور دعائیں جن میں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے یا وہ شرک کا ذریعہ ہیں مثلاً غیراللہ سے فریاد کرنا' اسم مفرد کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا' یا ایسے الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا جو دراصل اللہ تعالیٰ کے نام نہیں مثلاً "آہ" اور بزرگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا' ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں' یعنی دلوں کے راز جان لیتے ہیں اور مل کر ایک آواز سے اللہ کا ذکر کرنا اور شعر پڑھتے ہوئے تھرکنا اور اسطرح کی دیگر حرکات جن کا اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں کوئی ذکر نہیں۔

یہ رسومات بدعات اور غلو کے ذیل میں آتی ہیں

سوال یہاں تنزانیہ میں ہم لوگ کھانے کی دعوت کرتے ہیں اور شہر میں ایک خاص مقام پر جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں "یہ زیارت طریقہ قادریہ کے شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف سے ہے۔" تو کیا یہ کام بدعت ہے یا سنت؟ اور کیا اس میں کوئی حرج یا گناہ کی بات ہے؟ کیونکہ ہم کسی مسجد کو اس وقت تک آباد نہیں کرتے جب تک یہ "زیارت" ادا نہ کر لی جائے اور میلاد نہ پڑھ لیا جائے یعنی اس مقصد کے لئے باقاعدہ ایک بڑی تقریب منعقد کی جاتی ہے تو کیا ان کاموں میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے دور میں کسی فوت ہونے والے نیک آدمی کے لئے اس طرح کی دعوتیں نہیں ہوتی تھیں' نہ کسی صحابی یا بعد کے بزرگ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران یا آپ ﷺ کی رحلت کے بعد میلاد منایا نہ آپ کے نام سے کھانے کا اہتمام کیا۔ لہٰذا جناب نبی اکرم ﷺ یا کسی اور ولی یا لیڈر کے یوم

پیدائش پر تقریب منعقد کرنا اور آپ ﷺ کی میلاد کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ پڑھنا' یا ولادت نبوی کے ذکر کے وقت کھڑا ہو جانا اور یہ سمجھنا کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں اور ولادت نبوی کی خوشی میں یا شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ یا دیگر بزرگوں کی ولادت کی خوشی میں تقریبات منعقد کرنا اور کھانا کھلانا یہ سب کام غلط اور بدعت ہیں۔ نبی ﷺ کے احترام اور محبت کا طریقہ تو یہ ہے کہ آپ کی اتباع کی جائے اور آپ کی شریعت پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾
(آل عمران ۳/ ۳۱)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

بزرگوں کے احترام اور ان سے محبت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ ان کے جو کام جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقے کے مطابق ہوں' ان میں ان کی پیروی کی جائے۔

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے نبی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل پیرا ہوں' ان کے نقش قدم پر چلیں' بزرگوں کی حد سے زیادہ تعریف اور غلو سے پرہیز کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لاَ تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوا عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهُ»

"مجھے حد سے نہ بڑھانا جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو حد سے بڑھا دیا تھا۔ میں صرف ایک بندہ ہوں لہٰذا اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہو" [1]

اور فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ»

"دین میں غلو سے بچو۔ تم سے پہلے لوگوں کو غلو نے ہی تباہ کیا تھا۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن منیع' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی

فتویٰ (۳۸۶۷)

اللہ کو "یا ھو" کہہ کر پکارنا درست نہیں

سوال کیا اللہ تعالیٰ کو "یا ھو" کہہ کر پکار سکتے ہیں یعنی "اے وہ" اور مراد اللہ تعالیٰ ہو؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

متکلم' مخاطب اور غائب کی ضمیریں متکلم' مخاطب یا غائب کی طرف مطلقاً اشارہ کرتی ہیں۔ انہیں لغت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نام قرار دیا جا سکتا ہے نہ شرعاً۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے یہ نام نہیں رکھے۔ لہٰذا ان الفاظ سے اللہ کو پکارنے کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے نام کے علاوہ دوسرے الفاظ سے پکار رہے ہیں' اس لئے یہ جائز نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۴۴۵' ۶۸۳۰۔ مسند احمد ج ۱' ص: ۲۳' ۲۴' ۴۷' ۵۵۔ مسند دارمی حدیث نمبر: ۲۷۸۷۔

کے ناموں کے بارے میں کج روی اختیار کرنے میں شامل ہے کیونکہ یہ عمل اللہ کے ایسے نام رکھنے کے مترادف ہے جو نام اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے مقرر نہیں کئے اور یہ ایسے الفاظ کے ساتھ نداء اور دعا ہے جو اللہ نے شریعت میں نازل نہیں کئے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے کام سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَـٰٓئِهِۦ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

(الأعراف۷/ ۱۸۰)

"اور اللہ کے بہترین نام ہیں' پس اسے ان ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔ انہیں ان کے عملوں کا جلد بدلہ مل جائے گا۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۷۵)
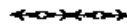
پیر کا یہ طریقہ جائز نہیں

سوال میں شمالی افریقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور یہاں مملکت سعودی عرب میں کام کرتا ہوں' آپ سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں میری رہنمائی فرمائیں۔ میں تصوف کا قائل ہوں اور میرے پیر صاحب نے مجھے فجر اور مغرب کی نماز کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن ان کی جماعت میں ان اذکار کے ذکر کے ایسے حلقے موجود ہیں جو عشا کی نماز کے بعد ذکر شروع کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے اسم اعظم "اللہ" کا ذکر شروع کرتے ہیں اس لفظ کی ادائیگی کھینچ کر اور تعظیم کے ساتھ کرتے ہیں۔ پھر کچھ دوسرے اذکار پڑھتے ہیں۔ پھر کھڑے ہو کر ایک آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ (اللہ) کا لفظ تو تحلیل ہو جاتا ہے اور صرف "آہ - آہ" کی آواز آنے لگتی ہے۔ جہاں وہ ذکر کرتے ہیں وہ جگہ میرے راستے میں واقع ہے اور بعض دوسرے ساتھیوں کی طرح میں بھی اس سے بہت متاثر ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ یہ فرمائیں کہ کیا ذکر کا یہ طریقہ صحیح ہے اور میں بلا تردد اس میں شریک ہوتا رہوں یا اسے چھوڑ دوں؟ لوگ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ قرآن وسنت میں موجود نہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ نے جس پیر صاحب کے بارے میں بیان کیا ہے' ان سے یہ وظیفہ نہ لیں' اللہ تعالیٰ کا ذکر اس انداز سے کرنا جائز نہیں' کیونکہ یہ دین میں ایجاد کی ہوئی ایک بدعت ہے۔ آپ پانچوں نمازوں کے بعد اور دیگر اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ان دعاؤں اور ان الفاظ سے کریں جو نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں اور جس طرح کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ ﴾ (الاحزاب۳۳/ ۲۱)

"یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین (عمدہ) نمونہ موجود ہے' (یعنی) ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے (یعنی یہ امید رکھتا ہے کہ ایک دن آئے گا جب اللہ تعالیٰ اسے نیک اعمال کا ثواب دیں گے۔)"

اس قسم کی صحیح احادیث آپ کو شیخ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسیؒ کی کتاب "عمدة الحديث" اور امام ابن تیمیہ

رحمہ اللہ کے دادا مجد الدین عبدالسلام کی کتاب "منتقی الأخبار" اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب "بلوغ المرام" اور دیگر کتابوں میں مل سکتی ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
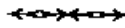
فتویٰ (۷۱۷۰)

یہ قربانی درست نہیں

سوال میں اس مقام پر رہتا ہوں جہاں مصر اور سوڈان کی سرحد آپس میں ملتی ہے' جہاں تصوف کے بہت سے سلسلے قائم ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہاں بعض لوگ عید گزرنے کے تین دن بعد قربانی کرتے ہیں تاکہ وہ صوفی کھانا کھائیں جو اپنی رسمیں ادا کرنے کے لئے آتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دین کا کام ہے' کیا ان کی یہ قربانی صحیح ہے یا یہ عام گوشت ہے جس طرح حدیث میں آیا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آپ نے جو کہا ہے کہ صوفیہ کے سلسلے بدعتوں سے آلودہ ہیں اور وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں' یہ بات درست ہے اور جو جانور قربانی کے لئے رکھا گیا ہو پھر اسے عید کے ایام سے تین دن بعد ذبح کیا جائے اسے قربانی شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قربانی زیادہ سے زیادہ چار دن ہے جن میں عید کا دن بھی شامل ہے۔ اس کے بعد ان کا ذبح کیا ہوا جانور عام گوشت ہے جسے وہ اپنے مہمانوں کی عزت کے لئے اور بدعت کی ترویج میں ان سے تعاون کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔ اس طرح یہ عمل گناہ اور زیادتی میں تعاون کے ذیل میں آجاتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
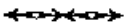
فتویٰ (۶۸۹۸)

اہل تصوف میں مروج یہ طریقہ صحیح نہیں

سوال اہل تصوف میں ذکر کا جو طریقہ موجودہ زمانے میں پایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ کیا یہ طریقہ سنت سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو وہ کون کون سی حدیثیں ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں میں بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

صوفیہ میں رائج اذکار کو باجماعت ترنم سے جھوم جھوم کر پڑھنا ایک نو ایجاد بدعت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس کام (دین) میں نیا کام نکالا جو اس میں نہیں تو وہ مردود (ناقابل قبول) ہے"

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ نیز فرمان نبی ﷺ ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

”جس نے کوئی عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ غیر مقبول ہے۔“

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”صحیح“ میں روایت کیا ہے۔ مسلمان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اقوال وافعال میں نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۵۸۳)

تین فرقوں کا بیان

سوال راقم عرض کرتا ہے کہ اس کے ملک میں تین مذہبی فرقے پائے جاتے ہیں۔

(۱) جماعت رد بدعت وترویج سنت۔

(۲) جماعت طرق صوفیہ۔

(۳) جماعت طریقہ قادریہ۔

گزارش ہے کہ ان تینوں فرقوں پر روشنی ڈالیں اور ارشاد فرمائیں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا کیا مقام ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) جو کوئی قرآن مجید اور صحیح احادیث کی طرف بلاتا ہے اور خود بھی اس پر عمل کرتا ہے' قرآن وحدیث کے خلاف کاموں کی تردید کرتا ہے اور بدعتوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے' اہل سنت سے تعاون کرتا ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے اور اہل بدعت سے نفرت رکھتا ہے اور اسلام میں ایجاد کی جانے والی نئی نئی بدعتوں کی مدلل تردید کرتا ہے' وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہے۔

(۲) صوفیہ کے سلسلوں کے بہت سے گروہ اور شاخیں ہیں۔ مثلاً تجانیہ' قادریہ' خلوتیہ وغیرہ۔ ان میں سے کوئی گروہ بھی بدعتوں سے خالی نہیں' اگرچہ یہ فرق موجود ہے کہ کسی گروہ میں بدعتیں کم ہیں کسی میں زیادہ۔

(۳) شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں' جن کی تعداد بیس سے زیادہ ہے' ان کے متعلق آپ شہرستانی کی کتاب ”اَلْمِلَلُ وَالنِّحَلُ“ ابن حزم کی کتاب ”اَلْفِصَلُ فِی الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ“ بغدادی کی کتاب ”اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ“ ”مُخْتَصَرُ كِتَابِ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنٰى عَشْرِيَّةِ“ اور ابن تیمیہ کی کتاب ”مِنْهَاجُ السُّنَّةِ“ کا مطالعہ کریں۔ ان کتابوں میں ان فرقوں کے تفصیلی عقائد اور اسلام میں ان کے مقام پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۸۱۱)

یہ بدعات ہیں ان سے بچیں

سوال مندرجہ ذیل اشیاء کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

(۱) حزب امان۔

(۲) صلاۃ نقطہ۔

(۳) صلاۃ لاہوتیہ۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مندرجہ بالا چیزیں جن کا نام حزب الامان' صلاۃ النقطہ' اور صلاۃ لاہوتیہ وغیرہ رکھا گیا ہے' یہ سب صوفیوں کی بدعتیں ہیں' انہیں ثواب کی نیت سے پڑھنا شرعاً درست نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
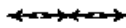
فتویٰ (۲۲۵۰)

خانقاہ میں نماز پڑھنا درست نہیں

سوال میں جس محلے میں رہتا ہوں وہاں ایک مسجد ہے اور ایک صوفیوں کی خانقاہ۔ کیا اس خانقاہ میں نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

ان صوفیوں کے ساتھ خانقاہ میں نماز نہ پڑھیں' ان کے پاس بیٹھنے اور ان سے میل ملاپ سے پرہیز کریں تاکہ آپ بھی ان بدعتوں میں ملوث نہ ہو جائیں جن میں وہ ملوث ہیں۔ ایسے لوگوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کی کوشش کریں جو سنت پر عمل کرنے کا شوق رکھتے ہوں اور زیادہ سے زیادہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۴۵۰)

صوفیہ کا بے اصل دعویٰ

سوال اہل احوال حالت بیداری میں نبی ﷺ کی زیارت کیسے کرتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

نبی اکرم ﷺ کے وفات پا جانے کے بعد کوئی شخص آپ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتا۔ البتہ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ممکن ہے۔ جس نے خواب میں نبی ﷺ کو آپ کی صحیح صورت میں دیکھا تو اس کا خواب درست ہے کیونکہ شیطان

رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا اور صوفیہ جو حالت بیداری میں نبی ﷺ کی زیارت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
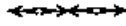
فتویٰ (۹۵۲۹)

ایسی مجالس اختیار کرنے سے احتیاط کریں

سوال الحمدللہ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کی پیروی کی کوشش کرتا ہوں۔ صرف معلومات حاصل کرنے کی نیت سے صوفیہ کی بعض مجالس میں شریک ہوا اور یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ وہ اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اور اس طرح رقص کرتے ہیں جو انسان کے وقار' حیا اور خود داری کے بالکل منافی ہیں۔ پھر وہ پختہ نصوص کی تاویل کرتے ہیں ان کے اکثر اعمال ایسے ہیں کہ جن میں مختلف انداز سے خود کو اذیت پہنچانے پر زور دیا جاتا ہے۔ ان کے ہاں عبادت کا اکثر دارومدار صرف ذکر پر ہے۔ اسی طرح وہ اولیاء اور بزرگوں کا اتنا ذکر کرتے ہیں اور ان سے اتنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں کہ اس قدر عقیدت کا اظہار اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بھی نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں وہ کچھ خاص خیالات کے حامل ہیں' جو اکثر ایسے خیالات ہیں جو سنت پر کما حقہ عمل کرنے والے سلف صالحین پر طعن پر مشتمل ہیں۔ البتہ ان کے ہاں بعض ایسے خیالات بھی پائے جاتے ہیں جو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سنت صحیحہ سے مطابقت رکھتے ہیں۔ میں نے ان حضرات سے متعدد بار ملاقات کی ہے تاکہ اس دنیا کے خفیہ گوشوں سے واقفیت حاصل کر سکوں۔ ان میں سے اکثر افراد معاشرہ کے نمایاں طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں یونیورسٹیوں کے پروفیسر بھی ہیں' ڈاکٹر اور انجینئر بھی۔ ملازمت پیشہ افراد بھی ہیں اور عام لوگ بھی۔ ان میں نوجوان بکثرت موجود ہیں۔

میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ بالا اسباب کے باوجود میں ان کی مجلس میں بیٹھنے سے گناہ گار تو نہیں ہوا؟ اور یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ ان صوفیانہ مذاہب اور عقائد کے متعلق وضاحت سے بیان فرمادیں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ اب ان سلسلوں نے باقاعدہ منظم صورت اختیار کرلی ہے جن کے باقاعدہ ادارے اور تنظیمیں ہیں جنہیں حکومت بھی تسلیم کرتی ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

صوفیہ کے تمام فرقوں اور جماعتوں کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ غیر مسنون طریقے سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ ناچتے اور جھومتے ہیں اور دائیں بائیں اوپر نیچے حرکت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایسے نام لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے مقرر فرمائے ہیں نہ اللہ کے نبی ﷺ نے بتائے ہیں۔ مثلاً ھو ھو ھو اور آہ آہ آہ اور صرف نام کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ اللہ اللہ اور ذکر قلبی کرتے ہیں جس طرح نقشبندی کرتے ہیں اور باجماعت ایک آواز سے ذکر کرتے ہیں اور اپنے اذکار و وظائف میں غائب اور مردہ افراد سے فریاد کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں: "مدد یا اباالعباس!" "مدد یا دسوقی!" حالانکہ ایسا کرنا شرک ہے جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اپنے بزرگوں کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انہیں علم لدنی حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے انہیں غیبی امور کا علم ہو جاتا ہے اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ بزرگوں کے پاس

ایسے اسرار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ ماوراء الاسباب طریقے سے تصرف کر لیتے ہیں۔ (مزید معلومات کے لئے) آپ شیخ عبد الرحمان الوکیل کی کتاب "هذه هي الصوفية" کا مطالعہ کیجئے آپ کو ان کی بہت سی بدعات کا علم ہو جائے گا۔ ہم آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ایسے افراد کی مجلس میں بیٹھیں جن کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ وہ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہیں اور بدعت کی تردید کرتے ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

مختلف فرقے

فتویٰ (۹۷۷۲)

فرقوں کے متعلق مسلمانوں کا موقف

سوال آج کل بہت سے فرقے ظاہر ہو گئے ہیں جیسے صوفیہ کے کئی فرقے ہیں۔ مثلاً شاذلیہ' ابراہیمیہ' قادیانیہ وغیرہ۔ ان فرقوں کے متعلق اسلام کا کیا مؤقف ہے؟ اور ان کے متعلق اور ان کے پھیلائے ہوئے غلط خیالات کے متعلق بحیثیت مسلمان ہمارا کیا موقف ہونا چاہئے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ان کی جو باتیں قرآن مجید اور سنت رسول اکرم ﷺ کے مطابق ہیں' ہم ان کی تائید کرتے ہیں اور جن باتوں میں انہوں نے قرآن وحدیث کی مخالفت کی ہے' ہم ان کی تردید کرتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

طریقۂ برہامیہ

فتویٰ (۴۹۱۱)

ہر کتاب کو قرآن وسنت پر پرکھیں

سوال ہم لوگ آپ پر اعتماد کرتے اور آپ کے فتویٰ پر اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ کتاب پڑھیں اور اس کے متعلق فتویٰ ارشاد فرمائیں۔ یہ کتاب یہاں بہت سے لوگوں میں تقسیم کی جا رہی ہے اور لوگ اس کتاب میں موجود وظائف و اذکار ثواب کی نیت سے پڑھتے ہیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں موجود اذکار کو ثواب کے لئے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس کتاب "اوراد طریقہ برہامیہ" میں مذکور چیزوں کو ثواب کی نیت سے پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اس میں فوت شدہ لوگوں کے لئے قرآن کی تلاوت کا ذکر ہے۔ بلکہ یہ مذکور ہے کہ یہ چند خاص فوت شدگان کے لئے ان کی برکت حاصل کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے جس طرح اس کے شروع میں "فَوَاتِحُ اھلِ سِلْسِلَه" کے عنوان سے مذکور ہے اور ان "فواتح" کو دوسرے اذکار کی کنجی قرار دیا گیا ہے۔ یہ بدعت ہے۔ اسی طرح "اساس" کو فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس میں یہ بدعت ہے کہ اس ذکر کے لئے وقت مخصوص کر دیا گیا ہے اور بسم اللہ الرحمان الرحیم کے لئے سو بار کا عدد متعین کیا گیا ہے اور "یَادَائِمُ" کا ذکر سو بار مقرر کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ سے ایسے اذکار کے لئے وقت اور تعداد کا تعین ثابت نہیں' بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کہ حصول ثواب کے لئے صرف بسم اللہ بار بار پڑھی جائے یا لفظ "یا دائم" بار بار پڑھا جائے۔ اس کے علاوہ اس میں عرش' کرسی اور نور نبوی کے وسیلہ سے دعا کی گئی ہے۔ یہ چیز "تحصین شریف" اور "غوثیہ" کے عنوان کے تحت موجود ہے۔ اسی طرح اس میں "حزب کبیر" ہے اس میں خود ساختہ اذکار اور دعائیں ہیں اور حروف مقطعات اور غیر عربی الفاظ کا وسیلہ ہے اور یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا معنی اور مطلب معلوم نہیں ہے۔ مثلاً کدکد' کردد کردد' کردہ کردہ' دہ دہ' بھا بھا بھا' بھیا بھیا بھیا' بھیات بھیات بھیات علاوہ ازیں "صلاۃ ابن مشیش" میں خلاف شریعت الفاظ موجود ہیں مثلاً نبی ﷺ کے متعلق کہا گیا ہے "ہر چیز آپ ﷺ سے متعلق ہے کیونکہ اگر واسطہ نہ ہو تو موسوط بھی ختم ہو جائے" اور دعا میں کہا گیا ہے "مجھے توحید کی کیچڑ سے نکال کر وحدت کے سمندر میں غرق کر دے' حتیٰ کہ میں اس کے بغیر نہ دیکھوں' نہ سنوں' نہ پاؤں' نہ محسوس کروں۔" اس کے علاوہ اس میں نبی ﷺ آل بیت' شافعی' بدوی اور رفاعی کا وسیلہ اور غیر اللہ سے فریاد ہے۔ یہ چیز "توسل" کے عنوان سے نظم میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی مشرکانہ بدعات' خرافات اور شرک تک پہنچانے والی چیزیں ہیں۔ اس لئے ان کو وظیفہ کے طور پر ثواب کے لئے پڑھنا ناجائز

ہے۔ ہر مسلمان کو ثواب کے لئے صرف وہی چیزیں پڑھنی چاہئیں جو نبی ﷺ سے پڑھنا ثابت ہیں' مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کرے اور وہ اذکار اور دعائیں پڑھے جو حدیث کی کتابوں میں نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

طریقۂ قادیانیہ

فتویٰ (۱۶۱۵)

قادیانیت کا مختصر تعارف

سوال نئے مذہب اور اس کے ماننے والوں کا کیا حکم ہے یعنی وہ مذہب جسے احمدیت کہتے ہیں؟ اس کے مبلغین قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ یاد کرنے سے منع کرتے ہیں اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا حرام کہتے ہیں۔ یہ مذہب کہاں سے اور کب شروع ہوا؟ اور اس سے دلچسپی رکھنے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ فرقہ اسلام سے خارج ہے۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ ۱۳۹۴ھ میں رابطہ کی طرف سے منعقدہ اسلامی تنظیموں کی کانفرنس نے بھی یہی فیصلہ دیا تھا۔ اس بارے میں انھوں نے ایک رسالہ بھی شائع کیا تھا جس میں اس فرقہ کی ابتدا اور اس کی ابتدا کی کیفیت اور زمانہ اور دوسرے امور بیان کئے گئے تھے جن سے اس کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس گروہ کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد ایک نبی ہے جس پر وحی نازل ہوتی تھی اور کوئی شخص اس وقت تک صحیح مسلمان نہیں بن سکتا جب تک اس پر ایمان نہ لائے۔ یہ شخص تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں یہ واضح فرما دیا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ایسا پایا گیا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے' وہ کافر ہے کیونکہ اس نے کتاب اللہ کی تکذیب کی ہے اور ان صحیح احادیث نبویہ کی تکذیب کی ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں [1] اور ایسا شخص اجماع امت کی مخالفت کا بھی مرتکب ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
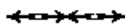
فتویٰ (۴۳۱۷)

مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی تھا

سوال گزارش ہے کہ قادیانی جماعت اور اس کے نام نہاد نبی غلام احمد قادیانی کے بارے میں اسلام کا حکم بیان فرمائیں

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۳۹۸' ۴۱۲' ۴۱۳' ج:۳' ص:۷۹' ۲۴۸' ج:۴' ص:۸۱' ۸۴' ۱۲۷' ۱۲۸ ج:۵' ص:۲۷۸۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۳۵۳۵' صحیح مسلم حدیث نمبر۲۲۸۶' ۲۲۸۷

اور براہ کرم کچھ کتابیں بھی ارسال فرمائیں جو اس جماعت کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہوں کیونکہ مجھے ان کے متعلق مطالعہ کا شوق ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے دلائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب ہے ایسے ہی جھوٹے لوگوں میں سے ایک غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ اس کا اپنے بارے میں نبوت کا دعویٰ جھوٹ ہے اور قادیانی جو سمجھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ ثابت ہو چکا ہے یہ ان کا غلط خیال ہے۔

سعودی عرب کی "مجلس ہیئۃ کبار علماء" کی طرف سے قادیانیوں کو ایک کافر فرقہ قرار دیا جا چکا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۵۳۶)

مسلمانوں اور قادیانیوں میں فرق

سوال مسلمانوں اور احمدیوں میں کیا فرق ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے نبی حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ احمدی وہ ہیں جو مرزا غلام احمد کے پیروکار ہیں لہٰذا وہ کافر ہیں مسلمان نہیں۔ کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ محمد ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد بھی نبی ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے اس کے متعلق تمام علمائے مسلمین کا اتفاق ہے کہ وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾ (الأحزاب۳۳/ ۴۰)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔"

اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

«أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي»

"میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر:۳۵۳۵۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۲۸۶۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۲۵۲۔ مسند احمد ج:۲' ص:۳۹۸' ۴۳۸' ج:۳' ص:۷۹' ۲۴۸' ج:۴' ص:۸۱' ۸۴' ۱۲۷' ۱۲۸' ج:۵' ص:۲۷۸۔

تیجانیہ

فتویٰ (۱۱۷)

ذکر کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے

سوال سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مسمی عیسیٰ جبریل یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر جو کچھ نازل فرمایا ہے اس کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرے اور وہ گذارش کرتا ہے کہ اسے بتایا جائے کہ وہ وظیفہ جو تیجانی سلسلہ کے لوگ کرتے ہیں درست ہے یا نہیں؟ اور کیا سلسلہ تیجانیہ خود بھی صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس نے اسلامی مدارس کے بہت سے افراد کو اس کی مخالفت کرتے سنا ہے۔ تیجانی لوگ یہ وظیفہ مغرب کی نماز کے بعد کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ مسجد میں ایک سفید کپڑا بچھا لیتے ہیں اور اس کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر سو دفعہ لا الہ الا اللہ اور دوسرے دو کلمات پڑھتے ہیں۔ گذارش ہے کہ حق واضح کرکے سائل کی مدد فرمائی جائے۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شریعت اسلامیہ نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بہت ترغیب دلائی ہے اور بتایا ہے کہ یہ دلوں کی زندگی' اطمینان قلب اور شرح صدر کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الأحزاب۳۳/ ۴۱-۴۲)

"اے اہل ایمان ! اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔"

اور فرمایا:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ ٱللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ﴾ (الرعد۱۳/ ۲۸)

"(اللہ انہیں ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لائے اور جن کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لاَ يَذْكُرُ مِثْلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ»

"اللہ کو یاد کرنے والے اور اللہ کو یاد نہ کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے زندہ اور مردہ۔" [1]

اسی طرح قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ذکر اللہ کا حکم اور اس کی ترغیب بلا جمال بھی وارد ہے اور تفصیل سے

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۴۰۷۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۷۹۔

بھی۔ چنانچہ قرآن مجید نے وضاحت کی ہے کہ دل سے اللہ کا ذکر اس طرح ہوتا ہے کہ اس کی عظمت' ہیبت' شان اور وقار کا احساس کیا جائے' اس سے خوف اور اس کی طرف دل کی توجہ اور رغبت ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے ڈرتے ہوئے' پوشیدہ طور پر' آواز بلند کئے بغیر دن کے ابتدائی اور آخری حصے میں ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ نماز اس کا سب سے عظیم ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۲۳۸۔۲۳۹)

"نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی (زیادہ خیال سے حفاظت کرو) اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و ادب سے کھڑے ہوا کرو۔ پھر اگر تمہیں (دشمن کے حملے کا) خطرہ ہو تو پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر (نماز پڑھ لو)' پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے (اور خطرہ دور ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جو کچھ تمہیں معلوم نہیں تھا۔"

مزید ارشاد گرامی ہے:

﴿ فَإِذَا قَضَيْتُمُ ٱلصَّلَوٰةَ فَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا ٱطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ۚ ﴾ (النساء ٤/ ١٠٣)

"پھر جب تم (نماز خوف کے طریقے پر) نماز ادا کر چکو تو کھڑے' بیٹھے یا پہلو پر لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرو۔ پھر جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو (حسب معمول) نماز قائم کرو۔"

نماز میں تلاوت بھی ہے' تکبیر و تہلیل بھی' تسبیح و تحمید بھی ہے اور دعا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْءَاصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ ﴿٢٠٥﴾ ﴾ (الاعراف ۷/ ۲۰۵)

"اپنے رب کو صبح و شام عاجزی اور خوف کے ساتھ' آواز بلند کئے بغیر آہستہ آہستہ اپنے دل میں یاد کر اور غافلوں میں سے نہ ہو جانا۔"

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور عمل سے اذکار کی قسمیں' اوقات اور کیفیات معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ احادیث میں صبح اور شام کے اذکار' مشکل اور مصیبت کے موقع کے لئے اذکار' سونے اور جاگنے کے وقت' سفر اور واپسی کے وقت کے اذکار اور اسی طرح دیگر بہت سے اذکار اور دعائیں موجود ہیں۔ ان دعاؤں کے الفاظ اور کیفیات کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جس حدیث میں ان سات افراد کا ذکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا' اس حدیث میں ان سات افراد میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ لہٰذا جو شخص قرآن وسنت میں مذکور ذکر کی قسموں اور اوقات و کیفیات کے مطابق اللہ کا ذکر کرتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی کی اتباع کی اور وہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ہو گیا۔ اس کے برعکس جو شخص مسنون اذکار کے الفاظ میں کمی بیشی یا تغیر و تبدل کرتا ہے' یا اس کی کیفیت اور طریقے میں ردوبدل کرتا ہے' یا ایسی کیفیات کی پابندی کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں فرمائیں اور مطلق کو مقید یا مقید کو مطلق کر دیتا ہے اور ذکر میں ایسا طریقہ لازم کر لیتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع تابعین کے مبارک زمانوں میں رائج نہیں تھا' وہ غلط کام کرتا ہے اور بدعت پر عمل پیرا ہے' لہٰذا وہ اجر و ثواب سے محروم رہے گا اور

ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کی سعی و کوشش رائیگاں ہو گئی اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ انہی غیر شرعی پابندیوں میں سے تیجانیہ وغیرہ اصحاب طریقت کا یہ رواج ہے کہ وہ نماز مغرب کے بعد سفید کپڑا بچھا کر اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے ہیں اور لا الہ الا اللہ وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ذکر کرنا ایک شرعی عمل ہے اور لا الہ الا اللہ تمام انبیاء کا افضل ترین ذکر ہے۔ لہٰذا یہ ذکر انتہائی فضیلت کا حامل ہے لیکن سفید کپڑا بچھانے اور اس کے ارد گرد جمع ہونے اور مغرب کے بعد کا وقت خاص کرنے کی پابندی اور اجتماعی طور پر یہ ذکر کرنا' یہی کام بدعت ہیں جو لوگوں نے خود ایجاد کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے یہ پابندیاں نہیں لگائیں۔ اچھا عمل وہ ہوتا ہے جس میں سنت کی پیروی ہو اور بدترین عمل وہ ہے جو ایجاد بندہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ»

"میرے طریقے اور میرے بعد آنے والے خلفائے راشدین کے طریقے کا التزام کرو اور (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو۔ کیونکہ (دین میں ایجاد کیا ہوا) ہر نیا کام بدعت ہے۔"

نیز فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس کام (دین) میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

اس قسم کی بدعت کی ایک اور مثال یہ ہے کہ بعض لوگ نماز فجر سے پہلے یا بعد یا عشاء کے بعد ایسے وظیفے پڑھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں جو انہوں نے خود ہی گھڑے ہیں۔ یا ایسی مکروہ کیفیات اور سرتال کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ وہ ذکر سے زیادہ ایک کھیل یا ڈرامہ محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ "ھو" یا "آہ" کے ساتھ ذکر کرنا بھی غلط ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے نہیں۔ پہلا لفظ تو ضمیر غائب کا صیغہ ہے اور دوسرا تکلیف کے موقع پر منہ سے نکلنے والا لفظ ہے۔ انہیں بطور ذکر پڑھنا ایک بری بدعت ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' رکن: عبداللہ بن عبد الرحمان بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: ابراہیم بن محمد آل شیخ
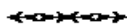
فتویٰ (۲۱۳۹)

اس وظیفہ میں مشرکانہ بدعات پائی جاتی ہیں۔

سوال کیا تیجانیہ کا وظیفہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

طریقہ تیجانیہ ایک غلط طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارکہ اور سنت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس میں ایسی مشرکانہ بدعتیں پائی جاتی ہیں جن کے مطابق عقیدہ رکھنے یا عمل کرنے سے انسان اسلام سے ہی نعوذ باللہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے اوراد و وظائف میں بھی بدعتیں موجود ہیں لہٰذا ثواب کے لئے انہیں پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ اذکار عبادت کی ایک

قسم ہیں اور عبادات سب توقیفی ہیں۔ ان میں قرآن مجید اور صحیح احادیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور رسول اللہ ﷺ کے بیان کئے ہوئے ذکر اور جو ادعیہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں' اسی طرح حدیث کی قابل اعتماد کتابوں سے انتخاب کر کے جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ مثلاً ریاض الصالحین از امام نووی رحمہ اللہ' الکلم الطیب از امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ' الوابل الصیب از امام ابن قیم رحمہ اللہ اور الاذکار از امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
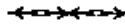
فتویٰ (۲۳۹۲)

صرف شرعی اذکار و ادعیہ کو اختیار کریں

سوال اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے اوراد و وظائف کا کیا حکم ہے جیسے قادیانیہ اور تیجانیہ وغیرہ۔ (فرقوں کے لوگ) کیا ان پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کتاب "دلائل الخیرات" کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بہت سی مشروع (شرعی) دعائیں اور اذکار موجود ہیں' بعض علماء نے ان میں سے جمع کر کے کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً نووی کی کتاب الاذکار' ابن سنی کی "عمل الیوم واللیلۃ" ' ابن قیم کی "الوابل الصیب۔" اس کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں ادعیہ واذکار کے مستقل ابواب موجود ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف رجوع کریں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ولی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اقوال و افعال اور عقائد میں شریعت کی پیروی کریں۔ باقی گمراہ فرقے اور جماعتیں مثلاً تیجانیہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ولی نہیں' شیطان کے ولی اور اس کے دوست ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔ "اَلْفُرْقَانُ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ" اور "اِقْتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ مُخَالَفَةَ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ" یہ دونوں کتابیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہیں۔

(۳) مندرجہ بالا امور سے واضح ہے کہ مسلمان کے لئے ان کے ورد وظیفے لے کر ان کو پڑھنا درست نہیں' بلکہ شرعی اذکار و وظائف پر اکتفا کرنا چاہئے۔ یعنی جو اوراد و وظائف قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔

(۴) "دلائل الخیرات" کے بارے میں ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ اسے ترک کر دیں کیونکہ اس میں شرکیہ و بدعی امور پائے جاتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں موجود اذکار کی موجودگی میں ان کی ضرورت نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۵۲۹۲)
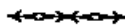
اس قصیدہ میں شرکیہ الفاظ ہیں

سوال آپ کی قابل احترام مجلس سے گزارش ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ چونکہ یہ قصیدہ ختم قرآن کے بعد پڑھا جاتا ہے اس لئے بھی میں آپ سے اس کے متعلق بطور خاص فتویٰ

معلوم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں کسی نے مجھے تسلی بخش جواب نہیں دیا کہ شرعی طور پر یہ دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) ختم قرآن کے وقت کوئی شعر پڑھنا جائز نہیں' نہ آپ کا ارسال کردہ قصیدہ نہ کوئی اور اشعار کیونکہ ایسی کوئی چیز جناب نبی ﷺ یا خلفائے راشدین ﷺ سے ثابت نہیں۔ بلکہ یہ نوایجاد بدعت ہے اور یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس امر (دین) میں ایسی چیز ایجاد کی جو (فی الحقیقت) اس میں نہیں' تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

(۲) ختم قرآن کے بعد دعا کے متعلق اس سے پہلے ہماری طرف سے فتویٰ نمبر (۵۰۴۲) جاری ہو چکا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: "ختم قرآن کے موقعہ پر پڑھنے کے لئے جو دعا شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہے' ہماری معلومات کے مطابق ان کی طرف اس کی نسبت کرنا درست نہیں اور نہ ہمیں ان کی طرف سے اس کی کوئی تشریح ملی ہے' لیکن اس کی نسبت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ویسے ہی مشہور ہو گئی ہے اور اگر کوئی شخص اور دعائیں مانگے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس موقعہ پر پڑھنے کے لئے کسی متعین دعا کے تعین کی کوئی دلیل نہیں۔"

(۳) آپ کے ارسال کردہ قصیدہ میں غیر اللہ سے فریاد بھی کی گئی ہے اور ایسے کاموں میں غیر اللہ سے مدد بھی مانگی گئی ہے جو صرف اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اسی طرح اس میں ایسے امور میں غیر اللہ کا سہارا لیا گیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ مثلاً اس میں یہ شعر ہیں:

بِكَ اسْتَغَثْنَا وَبِكَ التَّوَسُّلُ   يَا مَلْجَأَ الْخَائِفِ يَا مَعْقِلُ

ہم آپ سے فریاد کرتے ہیں اور آپ ہی کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔   اے خوف زدہ کے لئے پناہ گاہ' اے جائے حفاظت!

يَا عُرْوَةَ الْوُثْقَى وَيَا مَلَاذِي   لِذَا الشَّدَائِدِ وَيَا عِيَاذِي

اے مضبوط حلقے! اے میری جائے پناہ   ان مصیبتوں کے مقابلے میں' اے مجھے پناہ دینے والے

اَلْعَجَلَ الْعَجَلَ بِالإِغَاثَةِ   يَا مَنْ لَهُ كُلُّ الْعُلَى وِرَاثَةً

میری فریاد رسی جلد کیجئے' جلد کیجئے   اے وہ ذات جس کی وراثت ہر بلندی ہے۔

اسی طرح اس میں یہ بھی کہا گیا ہے:

يَا أَحْمَدُ التِّيجَانِيُّ يَاغَيْثَ الْقُلُوبِ   أَمَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ كُرُوبِ

اے احمد تیجانی! اے دلوں کی بارش!   آپ دیکھ نہیں رہے ہم کن مصیبتوں میں مبتلا ہیں؟

یہ سب چیزیں شرک اکبر کی مختلف اقسام ہیں اور جو شخص شرک اکبر کا ارتکاب کرتے ہوئے مرجاتا ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے علاوہ اس قصیدہ میں بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جو بدعت ہیں مثلاً نبی ﷺ کے مقام و مرتبے کا یا کسی دوسرے نیک یا بد انسان کا وسیلہ پکڑنا۔ لہٰذا توبہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کیجئے۔ کیونکہ اس کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴾ (طٰہٰ ۲۰/ ۸۲)

"بلاشبہ میں اس شخص کو بہت معاف کرنے والا ہوں جو توبہ کرے' ایمان لائے' نیک کام کرے اور پھر ہدایت پر

کاربند رہے۔"

اور یہ بھی ارشاد حقانی ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَن تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا﴾ (الفرقان ۲۵/ ۶۸-۷۱)

"اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر حق پر۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو ان افعال قبیحہ کا مرتکب ہو گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہو گا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور عمل نیک کیا ان لوگوں کی برائیوں کو بھی اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے تو بے شک وہ (توجہ کر کے نیک کام کرنے والا) اللہ تعالیٰ کے حضور (صحیح) توبہ کرتا ہے۔"

(۴) احمد تیجانی اور اس کے طریقہ پر کاربند اس کے پیرو کار غلو، کفر، گمراہی اور غیر شرعی بدعتوں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ مجلس افتاء نے ان کی بدعتوں اور گمراہیوں کے متعلق پہلے بھی بیان کیا ہے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے فائدہ دے گا اور اس سے آپ کو سمجھ آجائے گی کہ نجات یافتہ فرقہ یعنی اہل سنت والجماعت کا طریقہ کون سا ہے، جس کی صفات رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں بیان ہوئی ہیں:

«سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً قِيلَ مَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي»

"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا "اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو ایسے طریقے پر ہوں جیسے طریقے پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة، رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۵۵۳)

فرقہ تیجانیہ بہت بڑا بدعتی فرقہ ہے

سوال طریقہ تیجانیہ کے متعلق اور حالت بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے متعلق آپ لوگوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

فرقہ تیجانیہ کفر، گمراہی اور دین میں غیر شرعی بدعتیں ایجاد کرنے میں سب فرقوں سے بڑھ کر ہے۔ اس سے پہلے بھی مجلس افتاء سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا اور مجلس نے ان کی بدعتوں اور گمراہیوں کے متعلق ایک مقالہ لکھا تھا [1] اور بعض

[1] وہ مقالہ آئندہ صفحات میں پیش خدمت ہے۔

صوفیوں کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے کہ انہیں حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی زیارت صرف قیامت کے دن ہوگی جب سب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ:

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

"قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

مجلس افتاء کا فرقہ تیجانیہ پر مقالہ

مجلس افتاء کا تحریر کردہ مقالہ درج ذیل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

چونکہ تحقیقات علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد کے تمام شعبوں کے رئیس اعلیٰ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ "تیجانیہ" کے متعلق ایک مختصر مقالہ لکھا جائے اور اسے مجلس ھیئۃ کبار العلماء کے دسویں اجلاس کے ایجنڈا میں شامل کیا جائے۔ اس لئے مجلس افتاء وتحقیقات علمیہ نے اس کے متعلق یہ مقالہ لکھا ہے جس میں مندرجہ ذیل نکات پر بحث کی گئی ہے:

(۱) سلسلہ تیجانیہ کے بانی احمد تیجانی کا تعارف۔

(۲) اس کے عقائد اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر بیان۔

(۳) اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے کے متعلق شریعت کا حکم۔

احمد بن محمد تیجانی: اور طریقہ تیجانیہ کا ماخذ علم

نام احمد بن محمد بن مختار بن احمد بن محمد تیجانی۔ ۱۱۵۰ھ میں "عین ماضی" نام کے گاؤں میں پیدا ہوا۔ اس کا دادا محمد ترک وطن کرکے اس گاؤں میں آیا تھا اور یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ یہاں اس نے قبیلہ "تجانی" یا "تجانا" کی ایک خاتون سے شادی کی جو اس کی اولاد کا ننھیال بنا اور وہ لوگ اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوئے۔ ابوالعباس نے اسی بستی میں پرورش پائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد طلب علم کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ اس سفر میں وہ مختلف صوفی مشائخ سے متاثر ہوا اور متعدد افراد سے بیعت کی۔ گھومتے پھرتے آخر کار وہ "ابو صیفون" میں پہنچا۔ وہاں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے "فتح" حاصل ہو گئی ہے اور اس نے خواب میں نہیں بلکہ عین حالت بیداری میں نبی ﷺ کی زیارت کی ہے اور نبی ﷺ نے اسے تمام انسانوں کی تربیت کی اجازت دی ہے اور اسے براہ راست آپ ﷺ سے طریقہ تصوف حاصل ہوا ہے اور آپ ﷺ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ تمام صوفیانہ طریقوں اور سلسلوں سے قطع تعلق کرلے جو اسے مختلف مشائخ تصوف سے حاصل ہوئے ہیں اور صرف اسی طریقہ پر اکتفا کرے جو جناب رسول اللہ ﷺ نے بذات خود براہ راست زبانی طور پر اسے سکھایا ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے وہ وظیفہ مقرر کیا ہے جو وہ اپنے مریدوں کو سکھاتا ہے۔ یہ وظیفہ

استغفار اور درود شریف پر مشتمل ہے۔ یہ چیز اسے ۱۱۹۶ھ میں حاصل ہوئی اور اس کی تکمیل صدی کے ختم ہونے پر سورت اخلاص کا وظیفہ حاصل ہونے پر ہوئی۔ اس لئے اسے سلسلہ احمدیہ اور محمدیہ بھی کہا جاتا ہے اور سلسلہ تیجانیہ بھی' جو اس قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ جس میں اس کے دادا محمد نے شادی کی تھی اور یہ لوگ اس کی طرف منسوب ہوئے۔

شہرت حاصل ہونے کے بعد احمد تیجانی نے دعویٰ کیا کہ وہ سید ہے اور اس کا سلسلہ نسب حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے اس نے نہ کسی تحریری دستاویز کا سہارا لیا نہ کسی معتبر شخصیت کی گواہی کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ اس نے دعویٰ کیا کہ بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس وقت اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے نسب کے متعلق سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو سچ مچ میرا بیٹا ہے۔" نبی علیہ السلام نے یہ الفاظ تین بار ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا: "حسن (رضی اللہ عنہ) تک تیرا نسب صحیح ہے" مذکورہ بالا معلومات علی حرازم کی کتاب "جواهر المعانی" کے پہلے باب اور عمر بن سعید فوتی کی "کتاب الرماح" کی اٹھائیسویں فصل میں مذکور بیانات کا خلاصہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خلفائے راشدین یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے بارے میں یہ ثابت نہیں --- حالانکہ وہ لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں بلند ترین درجہ کے حامل تھے ---- کہ ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں ہوئی ہے اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مکمل ہو گئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس امت کا دین مکمل کر کے اپنی نعمت کی تکمیل فرما دی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا ﴾ (المائدۃ ۵/ ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل فرما دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمالیا۔"

لہٰذا احمد تیجانی کا یہ دعویٰ کہ اس نے بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں براہ راست طریقہ تیجانیہ حاصل کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ وظیفہ مقرر کیا ہے جس کے ذریعہ وہ اللہ کا ذکر کرے اور درود پڑھے۔ یقیناً اس کا یہ دعویٰ واضح گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بہتان ہے۔

تیجانی عقائد کا مختصر بیان

اس کے اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر بیان:

ہیئہ کبار العلما کی کمیٹی کے دسویں اجلاس میں پیش کرنے کے لئے یہ مقالہ لکھنے کے جو اسباب ہیں ان کا مقصد اس طریقہ کے بڑوں سے مباحثہ یا ان کی تردید اور ان کے سامنے صحیح بات پیش کرنا نہیں' بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ایسے حوالے پیش کر دیئے جائیں جن سے ان کے عقائد واضح ہو جائیں۔ پھر ان کی روشنی میں ان حوالوں کے تقاضے کے مطابق ان پر حکم لگایا جائے۔

اس لئے مجلس افتاء و تحقیقات علمیہ نے ان کی کتابوں سے چند عبارتیں نقل کیں ہیں جن سے ان کے عقائد واضح ہو جاتے ہیں اور ان کی روشنی میں ان لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہم نے ان عبارتوں میں اپنی طرف سے چند اشارات کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ ذیل میں علی حرازم کی کتاب "جواہر المعانی وبلوغ الامانی" اور عمر بن سعید فوتی کی کتاب "رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم" کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

علی حرازم کہتا ہے: سیدنا (احمد تیجانی) سے شیخ واصل کی حقیقت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "شیخ واصل (خدا رسیدہ یعنی پہنچا ہوا پیر) وہ ہوتا ہے جس کے سامنے سے درمیانی پردے ہٹ جائیں اور حضرت الٰہیہ میں کمال درجہ کی عینی نظر اور یقینی تحقیق حاصل ہو جائے۔ کیونکہ اس کام کا ابتدائی مرحلہ "محاضرہ" ہے یعنی کثیف پردے کے پیچھے سے حقائق کا مطالعہ کرنا' اس کے بعد "مکاشفہ" ہے یعنی باریک پردے کے پیچھے سے حقائق کا مطالعہ' اس کے بعد "مشاہدہ" ہے یعنی حقائق کا بلا حجاب ظاہر ہو جانا لیکن اس میں ذاتی خصوصیت باقی رہتی ہے۔ اس کے بعد "معاینہ" ہے یعنی حقائق کا اس طرح مطالعہ کرنا کہ حجاب باقی رہے نہ خصوصیت اور نہ غیر اور غیریت عینا یا اثراً باقی رہے۔ یہ مقام ہے پس جانے' مٹ جانے اور فنا الفنا کا' یہاں تو حق کا معاینہ فی الحق للحق بالحق ہوتا ہے۔

فَلَمْ يَبْقَ إِلاَّ اللّٰهُ لاَ شَيْءَ غَيْرُهُ فَمَا ثَمَّ مَوْصُولٌ وَمَا ثَمَّ وَاصِلُ

"پس اللہ کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا' اس کے سوا کچھ بھی نہیں نہ صاحب وصل ہے نہ وہ جس سے وصل ہوا۔"

اس کے بعد "حیات" کا درجہ ہے۔ یعنی مراتب کو اس طرح الگ الگ پہچاننا کہ ان کی تمام خصوصیات' تقاضے' لوازم اور جن اشیاء کے وہ مستحق ہیں معلوم ہو جائیں اور یہ معلوم ہو کہ ہر مرتبہ کس حضوری سے تعلق رکھتا ہے؟ وہ کیوں پایا جاتا ہے؟ اس سے کیا مقصود ہے؟ اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ وہ مقام ہے جہاں بندے کو خود ذات کا اور اس کی تمام خصوصیات و اسرار کا مکمل علم حاصل ہو جاتا ہے اور اسے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے کہ "حضرت الٰہیہ" کیا ہے؟ اور وہ کس عظمت' جلال' کمال اور صفات علیا سے متصف ہے۔ اس کو ذوقی طور پر معرفت اور یقینی معاینہ حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اس صفت کے ساتھ ساتھ اسے حق کی طرف سے اذن خاص کا کمال حاصل ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو ہدایت دے اور اسے ان پر یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ حضرت الٰہیہ کی طرف ان کی رہنمائی کرے۔ یہی وہ شخص ہے جو تلاش کئے جانے کا مستحق ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہی شخص مراد ہے۔ ارشاد ہے: "علماء سے سوال کر' حکماء کے ساتھ مل جل کر رہ اور کبراء کی صحبت اختیار کر۔" اسی مرتبہ والے کو "کبیر" کہا جاتا ہے۔ جب مرید کو اس صفت کا حامل پیر مل جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اس کے سامنے اس طرح رکھے جس طرح مردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کا اختیار ہے نہ ارادہ اور نہ وہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ مرید کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ پیر اسے اس مصیبت سے نجات دے کر جس میں وہ غرق ہے' اس درجہ صفاء کے کمال تک پہنچا دے کہ وہ ہر چیز سے منہ موڑ کر صرف حضرت الٰہیہ کا مطالعہ کر سکے۔ اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو اس ارادہ کے سوا تمام اختیارات اور ارادوں سے پاک کر لے' جب وہ اسے کسی کام کا اشارہ کرے تو اس قسم کے سوال کرنے سے پرہیز کرے کیوں؟ کیسے؟ کس وجہ سے؟ کس مقصد کے لئے؟ یہ سوالات ناراضگی اور راندۂ درگاہ ہوجانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ اسے یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اس کی مصلحت کو اس کی نسبت اس کا شیخ زیادہ جانتا ہے۔ وہ اسے جس راستے پر بھی چلاتا ہے وہ اللہ کے لئے' اللہ کے ساتھ یہ کام کر رہا ہوتا ہے اور اس طرح وہ نفس کو تاریکی اور خواہش سے پاک کر رہا ہوتا ہے..... الخ

احمد بن محمد تیجانی کے مرید اس کے متعلق کس قدر غلو کرتے ہیں' اس کی ایک مثال علی حرازم کی یہ عبارت ہے۔ وہ کہتا ہے: "تجھے معلوم ہونا چاہئے۔ اللہ تجھ پر رحم کرے کہ میں سیدنا وشیخنا ومولانا احمد تیجانی رضی اللہ عنہ کے تمام مآثر' مناقب' نشانات اور کرامات ابد الآباد تک بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب بھی میں ان کا کوئی شرف بیان کرتا ہوں مجھے دوسرا شرف نظر آجاتا ہے اور جب میں کسی کرامت کو یاد کرتا ہوں اس سے بڑی کرامت میرے سامنے آجاتی ہے....." آگے کہتا ہے

"کیونکہ شیخ کے آثر کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کے مناقب کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا' ان کی خبریں وہاں وہاں پہنچ کر مشہور ہو چکی ہیں جہاں جہاں دن اور رات آتے جاتے ہیں' یہ بے حد اور بے شمار ہیں۔ ہم تو ان میں سے چند ایک ہی بطور نمونہ ذکر کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کے بیان سے تو قلم اور کاغذ بھی تھک جائیں اور ان کو تلاش کرنے میں ہاتھ اور پاؤں جواب دے جائیں ......"

جواہر المعانی میں مصنف نے جن افراد کا کلام نقل کیا ہے' ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: "اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کے سلسلہ سے منسلک لوگوں میں' ان کی جماعت میں شمار ہونے والوں میں اور ان کی اور ان کے محبت کرنے والوں کی قدر جاننے والوں میں شامل کرے' بجاہ محمد وآلہ وصحبہ۔ کیونکہ ان کا دامن پکڑنے والا اپنی امید تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا مقصود جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اے محبت رکھنے والے! جب ان کا ذکر ہو تو عاجزی کا ہاتھ پھیلا اور ان کے دروازے پر ذلیل بن کر کھڑا ہو اور بزبان احتیاج عرض کر "اپنے حقیر کمزور غلام پر رحم کیجئے' اگر وہ ظلم اور کوتاہی کا مرتکب ہو" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے ارشاد فرمایا "میں شکستہ دلوں سے قریب ہوں ......" آگے جا کر لکھتا ہے: "یہ نہیں ہو سکتا کہ جو ان کا دامن پکڑے وہ اس کا خیال نہ رکھیں اور جو ان کا قرب اختیار کرے اسے وہ چھوڑ دیں' کیونکہ ان کے ہاں آنے والا بن بلایا مہمان بھی خالی نہیں لوٹایا جاتا اور اسے ان کے دروازے سے روکا نہیں جاتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے"

هُمْ سَادَتِي هُمْ رَاحَتِي هُمْ مُنْيَتِي ۔۔۔ أَهْلُ الصَّفَا حَازُوا الْمَعَالِي الْفَاخِرَة

حَشَّا لِمَنْ قَدْ حَبَّهُمْ أَوْ زَارَهُمْ ۔۔۔ أَنْ يُهْمِلُوهُ سَادَتِي فِي الْآخِرَة

"وہ میرے آقا ہیں' میری راحت ہیں' میری تمنا ہیں' اہل صفا ہیں جنہیں قابل فخر بلندیاں حاصل ہیں جو ان سے محبت کرے یا ان کی زیارت کرے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے آقا تغافل کر کے اسے چھوڑ دیں۔"

ایک اور مقام پر لکھا ہے: "بعض لوگوں پر ان کے ضعف کی وجہ سے حال غالب آ جاتا ہے اور بعض لوگوں پر واردات کی قوت کی وجہ سے غالب آ جاتا ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جس پر اس کے ضعف کی وجہ سے حال غالب ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسرے کو صاحب حال نہیں بنا سکتا' اس کا حال اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے اور جس پر حال اس لئے غالب آتا ہے کہ حال زیادہ قوی تھا' اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی فیض یاب کرتا ہے۔ اس سے زیادہ قوی حال یہ ہے کہ جس کو صاحب حال بنایا ہے اس سے حال واپس بھی لے سکے اور یہی وہ "کامل" ہے جو دیتا بھی ہے اور چھین بھی لیتا ہے ویسے یہ سب کچھ قضا وقدر کے تحت ہے۔ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ بعض بھائیوں کے ساتھ ان کے سوئے ادب کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے یہ معاملہ کیا گیا ......" الخ

مندرجہ بالا عبارتوں میں بے حد غلو اور واضح شرک اس حد تک پایا جاتا ہے کہ وضاحت کی ضرورت نہیں اور یہ باتیں کہنے والا حد سے اتنا آگے بڑھ گیا ہے کہ اس کے کلام کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی' نہ اس کی طرف سے کوئی قابل قبول عذر پیش کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ باتیں کہتے وقت قائل اس کیفیت میں تھا کہ اس کی عقل اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی اور وہ ایسی حالت میں تھا جو قابل تعریف نہیں ہے۔ لیکن اس کا احترام کرنے والے یہ رائے نہیں رکھتے' نہ یہ بات قبول کرتے ہیں بلکہ وہ مذکورہ بالا کیفیات کو اس کی خوبی اور کرامت تصور کرتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے احمد تیجانی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے کلام کا اصل موضوع فنا اور وحدۃ الوجود ہے اور لکھا ہے کہ ولی اگر اپنے وجود کا احساس رکھتا ہے تو یہ شرک سمجھا جائے گا۔

احمد تیجانی کے متعلق بات کرتے ہوئے لکھتا ہے "آپ اکثر اس مسئلہ کو بیان فرماتے اور اس کی تائید کرتے ہیں اور اپنے کلام اور حال سے اس کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں اور اپنے حال پر بطور تمثیل یہ شعر پڑھتے ہیں کہ میرے ساتھ کمال کا بدر ہے جدھر بھی وہ جائے میرا دل مائل ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا کو محو کر دیا ہے' اس لئے وہ اللہ کے ساتھ غیر کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ماسوا کو نفع نقصان پہنچانے والا نہیں سمجھتے' بلکہ وہ دیکھتے ہیں کہ فعل اللہ کی طرف سے ہے اور وہی تصرف کرنے والا ہے اور وہ اپنے فعل سے اس پر دلالت کرتے اور پہچان کرواتے ہیں اور یہ کہ اس کے تمام افعال حکمت پر مبنی ہیں اور رحمت نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ مخلوق کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ وہ ہاتھ میں مسخر کئے ہوئے برتن ہیں' وہ انسان کے اپنی ذات کے مشاہدہ کو بھی دوئی سمجھتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں: جب میں کہتا ہوں کہ میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا تو میرا دل کہتا ہے "تیرا وجود خود ایک گناہ ہے جس کے برابر کوئی گناہ نہیں۔"

"اسی معنی پر آپ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ (تیجانی) کے افعال' اقوال' تصریح اور کنایہ سب کے سب فنا فی اللہ اور ماسوی سے غیبت کے گرد گھومتے تھے۔"

آگے چل کر لکھتا ہے: "آں جناب دلوں کو زندہ کرتے اور عیبوں سے پاک کر دیتے تھے۔ ایک نظر میں غنی کر دیتے اور حضور نصیب کر دیتے تھے' جب توجہ فرماتے تو (روحانی کمالات میں) غنی کر دیتے اور ذخیرہ جمع فرما لیتے اور مقصود تک پہنچا دیتے تھے' دلوں کے احوال میں علام الغیوب کی اجازت سے تصرف فرماتے تھے ......"

شیخ کے اپنی ذات کے بارے میں غلو اور ان کے مریدوں کے ان کے بارے میں غلو کا یہ ایک اور رنگ ہے۔ جس سے وہ فنا اور وحدت الوجود تک پہنچ گئے۔ حقیقت میں یہ دین کے معاملے میں بے راہ روی' اللہ پر بہتان اور واضح کفر ہے۔

اس کے بعد مصنف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پیر کو علم غیب حاصل ہے۔ چنانچہ کہتا ہے "حضرت رضی اللہ عنہ کے کمال کا ایک پہلو آپ کی بصیرت ربانی اور فراست نورانی کا نفوذ ہے' جس کا اظہار ساتھیوں کے احوال کا علم ہو جانے' دل کی باتیں جاننے' غیبی امور کی خبریں دینے اور حاجات کے نتائج کو جاننے اور ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد' آفات اور واقع ہونے والے دیگر امور کے علم سے ہوتا ہے۔ آپ ساتھیوں کے دلوں کے حالات اور ان کے احوال کی تبدیلی' ان کے اغراض کا تغیر تبدل' ان کے متوجہ ہونے اور پیچھے ہٹ جانے کی حالت اور ان کے تمام علل اور امراض کو جانتے تھے اور ان کی تمام ظاہری و باطنی کیفیات اور ان میں کمی بیشی سے واقف تھے۔ کبھی یہ چیزیں بیان بھی کر دیتے تھے اور کبھی ان پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں امتحان میں نہ ڈالنے کی غرض سے اخفا سے کام لیتے تھے۔ اس قسم کے متعدد واقعات مختلف افراد کے ساتھ متعدد بار پیش آئے۔"

اس کے بعد مصنف بیان کرتا ہے کہ اس کے شیخ کو اسم اعظم کس طرح حاصل ہوا اور اس کا کتنا ثواب ہے۔ چنانچہ کہتا ہے: "اسم اعظم کے ثواب کے بارے میں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے اللہ کے عظیم اسم اعظم کے کئی صیغے دیئے گئے ہیں اور مجھے اس کی تراکیب میں جو کچھ ہے اس کے استخراج کا طریقہ سکھایا ہے۔ حضرت صاحب کو نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ اس میں کس قدر بے حد و حساب اجر و ثواب ہے اور آپ ﷺ نے حضرت کو اس (اسم اعظم) کے عظیم خواص' اس کے ساتھ دعا کرنے کا طریقہ اور اس کے سلوک کی کیفیت بھی بیان کی ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے جس مقام تک حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پہنچے ہیں کوئی اور نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا: "مجھے سرور کائنات ﷺ نے وہ اسم اعظم عطا فرمایا جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خاص تھا۔ اس سے پہلے مجھے وہ اسم اعظم بھی عطا فرمایا جو خود نبی ﷺ کے مقام کے لئے مخصوص تھا۔"

حضرت صاحب نے فرمایا "سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا "سیدنا علی کا یہ مخصوص اسم صرف اسی کو دیا جاتا ہے جس کے

متعلق اللہ کے ہاں ازل سے یہ فیصلہ ہو چکا ہو کہ وہ قطب ہو گا۔" پھر حضرت نے فرمایا: "میں نے سرور کائنات ﷺ سے عرض کی "مجھے اس کے تمام اسرار اور مشمولات کی اجازت مرحمت فرمایئے تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔" اسم اعظم کبیر جو قطب الاقطاب کا مقام ہے اس کا جو ثواب سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمایا' حضرت صاحب اسے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس کو پڑھنے والے کو جنت میں ستر ہزار مقام حاصل ہوں گے۔ ہر مقام میں جنت کی ہر چیز ستر ہزار کی تعداد میں موجود ہوگی مثلاً حوریں' محلات' نہریں اور جو کچھ بھی جنت میں پیدا کیا گیا ہے۔ سوائے حوریں اور شہد کی نہروں کے کہ ہر مقام میں اس کی ستر حوریں ہوں گی اور شہد کی ستر نہریں ہوں گی اور اس کے منہ سے جو لفظ نکلے گا' اس کے لئے چار مقرب فرشتے نازل ہوں گے اور اسے اس کے منہ سے ادا ہوتے ہی لکھ لیں گے اور اسے لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے اور اسے دکھائیں گے۔ تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اس کا نام خوش نصیبوں میں لکھ لو اور اس کا مقام علیین میں جناب محمد ﷺ کے پڑوس میں لکھ لو۔ اس ذکر کے ہر حرف کا اتنا ہی ثواب ہے اور ایک بار اسم اعظم پڑھنے کا اتنا ثواب ہے جتنا تمام جہانوں میں موجود تمام مخلوقات کی زبانوں سے کئے گئے اللہ کے مجموعی ذکر پر ہے اور ایک بار پڑھنے کا اتنا ثواب ہے جتنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر آخر زمانے تک تمام مخلوقات کی زبانوں سے اللہ کی تسبیح بیان ہوئی ہے۔".... اسی طرح بغیر علم کے ہوائی فائر کرتے ہوئے ظن و تخمین کی بنیاد پر اسی قسم کا ہزاروں لاکھوں گنا ثواب بتایا گیا ہے۔" آگے چل کر علی حرازم کہتا ہے: "حضرت مرشد رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ فضائل بھی لکھوائے۔ فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر نفخ صور (قیام قیامت) تک تمام امت نے جس قدر قرآن کی تلاوت کی ہے' ہر ہر فرد کا ہر ہر لفظ شمار کیا جائے اور اس سب کا ثواب جمع کیا جائے تو اسم اعظم کے ثواب کے مقابلے میں ایسا ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں ایک نقطہ۔ یہ وہ چیز ہے جس کا کسی کو علم نہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں بتایا' صرف جن بندوں کو بتانے کی اس کی مشیت ہوئی انہی کو بتایا۔" حضرت صاحب نے مزید فرمایا "اسم اعظم وہ ہے جو ذات کے ساتھ خاص ہے غیر کے ساتھ نہیں' وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا اسم ہے اس میں جو کچھ (اسرار و برکات وغیرہ) ہیں' اس کا مکمل تحقق زمانے میں صرف ایک شخص کو ہوتا ہے اور وہ فرد جامع ہے۔ یہ ہے اسم باطن اور جو اسم اعظم ظاہر ہے وہ اس مرتبہ کا نام ہے جو اللہ کی صفات میں سے مرتبہ الوہیت کا جامع ہے۔ اس سے نیچے اسمائے مشیت کا درجہ ہے اور ان اسماء سے اولیاء کو فیض حاصل ہوتے ہیں۔ جس کو کسی ایک وصف کا تحقق ہو گیا اسے اس اسم کے مطابق فیض حاصل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے مقامات اور احوال مختلف ہوتے ہیں اور مرتبہ کے تمام فیوض اسم ذات اکبر کے فیوض کا بعض حصہ ہیں۔" حضرت نے فرمایا: "جب ذاکر اسم کبیر کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذکر سے بہت سے فرشتے پیدا کرتا ہے' جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ان میں سے ہر فرشتے کی اتنی زبانیں ہوتی ہیں جتنے اس اسم کے ذکر سے فرشتے پیدا ہوئے اور وہ ہر لحہ ذکر کرنے والے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ ہر لحظہ اپنی تمام زبانوں کے شمار کے مطابق دعائے مغفرت کرتا ہے اور قیامت تک وہ اسی طرح کرتے رہیں گے۔ پھر میں نے سرور کائنات ﷺ سے "مسبعات عشر" (وہ دس اذکار جو سات سات بار پڑھے جاتے ہیں) کی فضیلت کے متعلق پوچھا اور یہ کہ جو شخص انہیں ایک بار پڑھتا ہے ایک سال تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ تو نبی ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: تمام اذکار کی فضیلت اور تمام اذکار کے اسرار اسم کبیر میں موجود ہیں۔" پھر حضرت نے فرمایا: "اس کا ذکر کرنے والے کے لئے اتنا ثواب لکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں میں جتنے فرشتے پیدا کئے ہیں' ہر فرشتے کے بدلے بیس شب قدر کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک دفعہ یہ اسم شریف پڑھنے کے عوض ہر چھوٹی بڑی دعا تیں کروڑ ساٹھ لاکھ (چھتیس ملین) بار پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔" حضرت نے یہ بھی فرمایا: "اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی شخص نے تمام زبانوں میں اللہ تعالیٰ

کے تمام اسمائے مبارکہ کا ذکر کیا ہے تو یہ سب ثواب اس اسم کے ثواب کا نصف ہو گا۔"

عمر بن سعید فوتی نے کتاب الرماح میں لکھا ہے کہ "اولیاء اللہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے ہیں اور آپ ﷺ جہاں اور جس مجلس میں چاہتے ہیں اپنے جسم اطہر اور روح مبارک کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں اور نبی ﷺ زمین کے ہر حصے میں ملکوت میں تصرف کرتے ہیں اور آپ ﷺ اسی حالت پر ہیں جس حالت میں وفات سے پہلے تھے' کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آپ ﷺ نظروں سے اس طرح پوشیدہ ہیں جس طرح فرشتے جسم سمیت زندہ ہونے کے باوجود آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نبی علیہ السلام کی زیارت کرانا چاہتا ہے اس کے سامنے سے پردے ہٹا دیتا ہے اور وہ بندہ نبی علیہ السلام کو اسی حالت میں دیکھتا ہے جس حالت میں نبی علیہ السلام (وفات سے پہلے) تھے۔ پھر اس نے اس فصل میں بہت سے صوفیوں کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں اس قسم کی حکایتیں ہیں کہ اولیاء نے بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور اس فصل میں بہت سی عجیب وغریب باتیں لکھی ہیں کہ انبیاء اور قطب کعبہ کے پاس جسموں سمیت مجلس فرماتے ہیں اور مخلوقات میں بذات خود یا اپنے نمائندوں کے ذریعے تصرف فرماتے ہیں۔ اس فصل میں یہ بھی مذکور ہے کہ انبیاء و اولیاء وفات کے بعد اپنی قبروں میں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرتے ہیں اور یہ مدت ان کے درجات و مراتب کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ اس نے یہ فصل ان الفاظ پر ختم کی ہے: "جب آپ ان تمام اشیاء پر غور کریں گے جو ہم نے ابتدائے فصل سے یہاں تک بیان کی ہیں تو آپ کے سامنے بالکل واضح ہو جائے گا اور اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی کہ جناب القطب المکتوم والبرزخ المختوم شیخنا احمد بن محمد تیجانی (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سمندر سے عظیم ترین برتن کے ساتھ پلائے اور ہمیں جنت میں ان کا پڑوس نصیب کرے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے بھی راضی ہوجائے) جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ سے خواب میں نہیں' بلکہ بیداری میں ملاقات فرماتے تھے' وہ (اللہ ان سے راضی ہو اور انہیں راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے راضی ہو جائے) اپنے نانا سیدنا رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حضور علیہ السلام کی زبان سے اخذ فرماتے تھے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو انہیں راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے راضی ہو جائے اور دنیا' برزخ اور آخرت میں ہمیں ان کی برکات سے فیض یاب فرمائے) اور نبی ﷺ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم سمیت اپنے جسموں اور روحوں کے ساتھ "جوھرۃ الکمال" کی قراءت کے وقت اور ہر نیکی کی مجلس میں اور جس مقام پر چاہیں تشریف لاتے ہیں۔ اس بات کا انکار صرف جاہل غبی طالب علم یا سرکش بدبخت حاسد ہی کرتے ہیں اور ہدایت تو اسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔"

عمر بن سعید فوتی نے اپنے پیر احمد بن محمد تیجانی کی بڑائی بیان کرنے میں انتہائی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خاتم الاولیاء اور سید العارفین ہیں اور کوئی ولی کسی نبی سے ان کے واسطے کے بغیر کسی قسم کا فیض حاصل نہیں کر سکتا' لیکن اس ولی کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

" چھتیسویں فصل ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی فضیلت کے بارے میں اور اس چیز کے بیان میں کہ وہ خاتم الاولیاء' سید العارفین' صدیقین کے امام' قطبوں اور غوثوں کو فیض پہنچانے والے ہیں اور وہ قطب مکتوم اور برزخ مختوم ہیں جو نبیوں اور ولیوں کے درمیان واسطہ ہیں' کوئی ولی' خواہ عظیم شان والا ہو یا معمولی مقام والا نبی ﷺ سے حضرت صاحب رحمہ اللہ کے واسطہ کے بغیر فیض حاصل نہیں کر سکتا اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو اس واسطہ کا احساس نہیں ہوتا۔"

ان الفاظ سے صریح شرک' کھلا کھلا جھوٹ اور ناجائز غلو بالکل ظاہر ہے۔ اس نے اپنے شیخ کو بعد کے زمانوں کے اولیاء تو ایک طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ سے بھی بلند مرتبے والا ثابت کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ تین طبقات

وہ ہیں جن کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ نے "خیر القرون" ہونے کی گواہی دی ہے۔ اس کے بعد یہی مصنف کہتا ہے: "بعض افراد جنہیں علم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اہل اللہ کے فیض سے کوئی واسطہ ہے' وہ ہم پر دو اعتراض کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ جناب شیخ نے اپنی تعریف خود کی ہے اور اپنے آپکو پاک صاف قرار دیا ہے اور اس قسم کا دعویٰ کرنا ایک مذموم فعل ہے' دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جناب شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: "سید الوجود کی ذات سے جو فیض جاری ہوتے ہیں' ان سے انبیائے کرام فیض یاب ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کی ذات مقدسہ سے جو فیض جاری ہوتے ہیں' وہ سب میری ذات حاصل کرتی ہے اور تخلیق عالم سے قیام قیامت تک تمام مخلوقات پر یہ فیض میری طرف سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح شیخ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ثابت ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ باطل ہے۔ اسی طرح (شیخ کا) یہ قول (بھی تنقید کی زد میں آتا ہے) کہ "تخلیق عالم کے قیام سے قیامت تک کوئی ولی ہمارے سمندر کے علاوہ کہیں سے پی سکتا ہے' نہ اسے پلایا جاتا ہے۔" اسی طرح حضرت صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جب اللہ تمام مخلوق کو میدان محشر میں جمع کرے گا تو ایک منادی بلند آواز سے اعلان کرے گا' جسے میدان محشر میں موجود تمام لوگ سنیں گے "اے محشر والو! یہ تمہارا امام ہے جس سے تمہیں مدد ملتی تھی۔" اسی طرح حضرت صاحب (رحمہ اللہ) نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "نبی ﷺ کی روح مبارک اور میری روح اس طرح ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک سے رسولوں اور نبیوں کو فیض حاصل ہوتا ہے اور میری روح سے ازل سے ابد تک تمام قطبوں' عارفین اور اولیاء کو فیض حاصل ہوتا ہے۔" اس کے علاوہ حضرت صاحب نے فرمایا: "میرے قدم آدم سے قیامت تک کے تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں۔" اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا "آخرت میں اللہ کے ہاں ہمارا وہ مقام ہے جس تک کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا نہ اس کے قریب پہنچ سکتا ہے خواہ وہ عظیم الشان ولی ہو یا معمولی درجہ کا ولی۔ صحابہ سے لے کر قیام قیامت تک اولیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ہمارے مقام تک پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب نے فرمایا: "سب لوگوں کی عمریں بے کار ضائع ہوئیں سوائے ان لوگوں کے جو "الفاتح لما أغلق" والا وظیفہ پڑھتے ہیں' انہیں دنیا اور آخرت کا نفع حاصل ہو گیا۔ اس وظیفہ میں وہی شخص اپنی عمر صرف کرتا ہے جو خوش نصیب ہو۔"

علی حرازم نے اس مسئلہ پر بات کرتے ہوئے کہ تلاوت قرآن افضل ہے یا درود شریف۔ احمد تیجانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تلاوت قرآن تو اس لحاظ سے افضل ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور ان علوم و معارف اور آداب کے لحاظ سے بھی جو قرآن سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے "یہ دو حیثیتیں ایسی ہیں کہ ان کے لحاظ سے قرآن کی فضیلت تک وہی صاحب معرفت پہنچ سکتا ہے جس کے سامنے حقائق کے سمندر منکشف ہو چکے ہوں' وہ ہمیشہ ان کے گہرے پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ والے کے حق میں ہی قرآن تمام اذکار سے افضل ہوتا ہے کیونکہ اسے دو فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ براہ راست صریح طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ سے قرآن سنتا ہے اور یہ کیفیت ہر وقت نہیں ہوتی بلکہ صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ عالم استغراق میں فنا فی اللہ کی کیفیت میں ہوتا ہے۔

تلاوت قرآن کا دوسرا درجہ اس سے ادنیٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کے ظاہری معانی سے واقف ہو اور جب تلاوت کی جائے تو اس طرح توجہ سے سنے گویا کہ وہ اللہ سے براہ راست سن رہا ہے اور حدود کا خیال رکھے۔ تو یہ بھی پہلے درجہ سے متصل ہی ہے لیکن اس سے ادنیٰ ہے۔

تیسرا درجہ اس شخص کا ہے جو قرآن کے معانی و مطالب سے بالکل واقف نہیں' لیکن وہ اس کے الفاظ پڑھتا چلا جاتا ہے اسے ان علوم و معارف کا کچھ پتہ نہیں ہوتا جو قرآن سے معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح اکثر عجمی عوام کا حال ہے کہ وہ

عربی الفاظ کا مطلب نہیں جانتے۔ تاہم تلاوت کرنے والا شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور توجہ سے اس کلام کو سنتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن سنا رہے ہیں جس کا مطلب وہ نہیں جانتا۔ یہ شخص بھی پہلے دو درجات کے ساتھ ہی متصل ہے۔ لیکن وہ ان سے بہت بہت کم درجے پر ہے۔

چوتھا درجہ اس شخص کا ہے جو قرآن پڑھتا ہے۔ خواہ مطلب سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو اور وہ اللہ کی نافرمانی کی جرأت رکھتا ہے' کسی برے کام سے نہیں رکتا۔ ایسے شخص کے حق میں تلاوت افضل نہیں' وہ جتنا زیادہ قرآن پڑھے گا' اسی قدر اس کے گناہوں میں اضافہ ہو گا اور اسی قدر اس کی تباہی زیادہ ہو گی۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴾ (الکھف ۱۸/ ۵۷)

اور یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٧﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٨﴾ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩﴾ مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (الجاثیۃ ۴۵/ ۷۔۱۰)

اس کے بعد کہتا ہے: "جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ عارف جانتا ہے کہ عوام کے طریق میں ایک پردہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اسرار کو چھپا رکھا ہے اور قرآن کے اسرار اور اہل خصوص کے ذوق کو عوام کے حس اور عقل کے اطوار سے ماوراء رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ اسے مخلوقات میں سے صرف بلند خواص پر ہی ظاہر کیا جائے ..... اے بدکار بندے! اگر میں لوگوں کو تیری برائیوں پر مطلع کروں تو تجھے سنگسار کر دیں گے۔" انہوں نے کہا "تیری عزت کی قسم! تو نے مجھ پر اپنی رحمت کی جو وسعت منکشف کی ہے اگر میں لوگوں کو بتادوں تو کوئی تیری عبادت نہ کرے۔" اللہ نے کہا: ایسا نہ کرنا' تو وہ خاموش ہو گئے۔" یہاں تک وہ کلام ہے جو ہمیں شیخ ابو العباس تیجانی نے خود لکھوایا۔ الجواہر کے صفحہ ۱۸۳ پر علی حرازم نے دوبارہ احمد تیجانی سے اللہ تعالیٰ کی (بقول اس کے) دل لگی کا ذکر کیا ہے۔"

علی حرازم لکھتا ہے "میں نے حضرت صاحب سے اس آیت کا مطلب پوچھا:

﴿ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴾ (الرحمن ۵۵/ ۱۹۔۲۰)

"اس نے دو سمندر چلائے جو ملتے ہیں اور ان کے درمیان آڑ ہے جس کی بنا پر وہ حد سے تجاوز نہیں کرتے۔"

حضرت صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا: "دو سمندروں سے مراد ایک تو بحر الوہیت اور وجود مطلق کا سمندر ہے اور دوسرا مخلوقات کا سمندر ہے۔ اسی پر "کن" کا کلمہ واقع ہوا تھا اور نبی ﷺ ان دونوں کے درمیان برزخ (آڑ' رکاوٹ' پردہ) ہیں اگر نبی علیہ السلام کی برزخیت نہ ہوتی تو جلال ذات الٰہی کی ہیبت سے بحر مخلوقات مکمل جل جاتا۔" حضرت صاحب نے فرمایا "بحر مخلوقات ہی بحر اسماء و صفات ہے۔ کائنات میں جو ذرہ بھی نظر آتا ہے اس پر اللہ کی صفات میں سے کسی اسم یا صفت کا ظہور ہے اور بحر الوہیت سے مراد ذات مطلق کا بحر ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور الفاظ اس کا اظہار نہیں کرسکتے۔ یہ دونوں سمندر آپس میں ملتے ہیں کیونکہ ان کے درمیان انتہائی قرب واقع ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴾ (الواقعۃ ۵۶/ ۸۵)

"تم سے زیادہ ہم اس مرنے والے سے قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔"

لیکن یہ دونوں سمندر یکجان نہیں ہوتے۔ الوہیت خلق میں نہیں مل جاتی اور خلق الوہیت میں نہیں جا ملتی' ان میں سے کوئی

بھی اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی حدود میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ ان کے مابین ایک رکاوٹ ہے اور یہی برزخیت عظمیٰ ہے جو نبی ﷺ کا مقام ہے۔ تمام کائنات اس لئے قائم ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حجابیت کے تحت موجود ہے اور جلال الٰہی کی تجلیات سے نبی علیہ السلام کے پردے میں ہے۔ اگر کائنات بلاحجاب ظاہر ہو جائے تو آنکھ جھپکنے میں سب کچھ جل کر عدم محض رہ جائے۔ تو الوہیت اپنی حدود میں قائم ہے اور مخلوقات اپنی حدود میں۔ یہ دونوں آپس میں ملتے ہیں اور نہ مختلط ہوتے ہیں کیونکہ ان کے درمیان برزخیت عظمیٰ حائل ہے۔ "وہ تجاوز نہیں کرتے" کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے نہیں جا ملتا۔"

یہاں تک حضرت صاحب کا کلام خود ان کے اپنے الفاظ میں ہے جو انہوں نے ہمیں زبانی لکھوایا اور میں نے حضرت صاحب سے نبی ﷺ کے دائرہ کے متعلق سوال کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا "وہ سعادت کا دائرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے:

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ (یونس ۱۰/ ٦٢)

"خبردار! اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

بوصیری نے فرمایا: "ولن تری من ولی غیر منتصر" "اس کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی نبی ﷺ سے مدد نہیں لیتا' اللہ کی ولایت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ..... " یہ ایک اور آفت ہے۔ آیات قرآنی سے مذاق اور تحریف معنوی کی آفت۔ یعنی آیات کی ایسی تشریح جس کی تائید عربی زبان سے بھی نہیں ہوتی' عقل سلیم اس سے انکار کرتی ہے اور عقل مند ایسی باتوں کو ایک خندۂ استہزاء کا مستحق سمجھتے ہیں۔

عمر بن سعید فوتی لکھتا ہے "ایک رات شیخ احمد تجانی نے مجلس میں" فرمایا "سید محمد غالی کہاں ہیں؟ آپ کے ساتھیوں نے بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا "سید محمد غالی کہاں ہیں؟ جس طرح لوگوں میں رواج ہے کہ جب کوئی بزرگ کسی کو بلاتا ہے تو وہ آوازیں دینے لگتے ہیں۔ جب سید محمد غالی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا "میرے یہ دونوں قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہیں۔" سید محمد غالی حضرت صاحب سے نہیں ڈرتے تھے کیونکہ آپ کے بڑے احباب اور امراء میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کی "حضور! آپ صحو اور بقا کی کیفیت میں ہیں یا سکر اور فنا کی حالت میں؟ حضرت صاحب نے فرمایا "الحمد للہ! میں صحو اور بقا کی کیفیت اور پوری عقل کی حالت میں ہوں۔" انہوں نے عرض کی: "آپ نے تو وہی بات ارشاد فرما دی جو سیدی عبد القادر رحمہ اللہ نے ارشاد فرمائی تھی کہ: "میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔" حضرت صاحب نے فرمایا: "انہوں نے بھی صحیح فرمایا تھا" ان کا مطلب اپنے زمانے کے اولیاء سے تھا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میرے یہ دونوں قدم آدم علیہ السلام سے نفخ صور (قیام قیامت) تک ہر ولی کی گردن پر ہیں۔" میں نے عرض کی: "آقا! اگر آپ کے بعد کسی اور نے بھی ایسی بات کہی تو پھر آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو حضرت صاحب نے فرمایا: میرے بعد کوئی شخص یہ بات نہیں کہے گا۔" میں نے عرض کی: "آقا! آپ نے تو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا۔ کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ کسی کو آپ سے بھی زیادہ فیض' تجلیات' انعامات' معرفت' علوم' اسرار' ترقیاں اور احوال عطا فرما دے؟ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ اس پر قادر ہے بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے لیکن وہ ایسا کرے گا نہیں' کیونکہ اس نے ایسا کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ کسی شخص کو نبی بنا کر مخلوق کی طرف مبعوث فرما دے اور اسے حضرت محمد ﷺ سے زیادہ مقامات وانعامات دے دے؟ میں نے عرض کی وہ قادر ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ ازل سے اس نے یہ ارادہ نہیں فرمایا۔" اس پر حضرت صاحب نے فرمایا (اللہ ان سے راضی ہو اور انہیں راضی کرے اور ان کے طفیل

ہم سے بھی راضی ہو جائے)" تو یہ مسئلہ بھی اسی طرح ہے' ازل میں اللہ نے اس کا ارادہ نہیں فرمایا اور اللہ کے علم کے مطابق ایسا نہیں ہو گا۔"

اگر آپ یہ سوال کریں کہ قطب مکتوم کی برزخیت کی کیا صورت ہے' جسے اہل معرفت' صدیقین' افراد الاحباب اور جواہر الاقطاب حضرات جواہر الجواہر اور برزخ البرازخ والا کابر کے نام سے یاد کرتے ہیں' تو جواب یہ ہے (اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے وہ عمل کرنے کی توفیق بخشے جنہیں وہ پسند کرتا اور ان سے راضی ہوتا ہے) کہ فیض حاصل کرنے والی حضوری کی سات (قسمیں یا درجات) ہیں:

(۱) حضرة الحقیقة الأحمدیة : یہ بلندیوں کے جواہر میں اللہ کا ایک غیب ہے۔ اس میں جو معارف' علوم' اسرار' فیوض' تجلیات' احوال واخلاق ہیں' ان کا کسی کو علم نہیں' اس میں سے کسی نے کچھ نہیں چکھا حتیٰ کہ رسول اور نبی بھی اس سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہ مقام صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ کیونکہ یہ بلند ترین مقام ہے۔

(۲) حضرت الحقیقة المحمدیة: جواہر المعانی میں ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے مدارک اور تمام ملائکہ اور مقربین اور تمام اقطاب اور صدیقین اور تمام اولیاء اور اہل معرفت کے مدارک اس سے ہیں..... تمام موجودات کو جو بھی علوم' معرفتیں' فیض' تجلیات' ترقیاں' احوال' مقامات اور اخلاق حاصل ہوئے وہ سب کے سب حقیقت محمدیہ کا فیض ہے۔

(۳) حضوری کا وہ مقام جس میں اپنے اپنے ذوق اور مرتبہ کے مطابق تمام انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ اس حضوری والے حضرات وہ ہیں جو حضرة الحقیقة المحمدیه سے جاری ہونے والے فیض کو حاصل کرتے ہیں۔ جس طرح ہمارے شیخ (تیجانی) نے اس حضوری والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: وہ فیض جو ذات وجود ﷺ سے جاری ہوتے ہیں' انہیں انبیائے کرام کی ذاتیں حاصل کرتی ہیں۔" نیز (تیجانی نے) فرمایا "نبی ﷺ کی روح مبارک تمام رسولوں اور نبیوں کو فیض یاب کرتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ساتھ خاتم الاولیاء کو نبی ﷺ سے یہ خصوصی فیض حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اسے (خاتم الاولیاء کو) اس کا شعوری طور پر احساس نہیں ہوتا۔ جیسے کہ آگے تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

(۴) خاتم الاولیاء کا مقام حضوری: آپ انبیائے کرام سے جاری ہونے والے فیض کو حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب ہی "برزخ البرازخ" ہیں۔ جس طرح آپ نے اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ فیوض جو سید کائنات ﷺ کی ذات سے جاری ہوتے ہیں' ان سے انبیائے کرام کی ذات ہائے اقدس مستفیض ہوتی ہیں اور انبیائے کرام کی ذاتوں سے جاری ہونے والے تمام فیض سے میری ذات فیض یاب ہوتی ہے اور پھر ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات پر یہ فیض مجھ سے تقسیم ہوتا ہے اور مجھے حضور اقدس ﷺ سے زبانی طور پر بلاواسطہ ایسے خاص علوم حاصل ہوئے ہیں جنہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے۔" نیز (تیجانی نے) فرمایا: "میں اولیاء کا سردار ہوں جس طرح نبی ﷺ انبیاء کے سردار تھے۔" نیز فرمایا: "ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک ہر ولی صرف ہمارے سمندر ہی کا پانی پیتا ہے اور اسی سے اسے پلایا جاتا ہے۔ نیز فرمایا: جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تمام مخلوق کو جمع کرے گا' تو ایک منادی بلند آواز سے اعلان کرے گا جسے محشر میں موجود ہر شخص سنے گا: "اے میدان حشر والو! یہ تمہارا وہ امام ہے جس سے تمہیں فیض حاصل ہوتا تھا اور حضرت صاحب (تیجانی) نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "میری روح اور نبی ﷺ کی روح اس طرح ہیں۔ آپ ﷺ کی روح رسولوں

اور محبوں کو فیض پہنچاتی ہے اور میری روح ازل سے ابد تک کے تمام کے تمام اولیاء' اصحاب معرفت اور قطبوں کو فیض پہنچاتی ہے" اور فرمایا: " القطب المکتوم انبیاء اور اولیاء کے درمیان واسطہ ہوتا ہے' اللہ کا ہر ولی خواہ وہ عظیم شان کا حامل ہو' یا معمولی مقام رکھتا ہو نبی ﷺ سے جو فیض بھی حاصل کرتا ہے وہ اس (قطب مکتوم) کے واسطے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اسے (فیض یاب ہونے والے کو) اس کا احساس نہیں ہوتا اور حضرت صاحب (تیجانی) کو جو خاص فیض حاصل ہوتا ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حاصل ہوتا ہے اور اس فیض خاص کی اطلاع کسی نبی کو بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ انبیائے کرام جب آپ ﷺ سے فیض یاب ہوتے ہیں تو بھی وہ (تیجانی - خاتم الاولیاء) ان کے ساتھ ان کی فیض یابی میں شریک ہوتے ہیں۔"

(۵) اس سلسلہ والوں کی حضوری جو صرف انہی کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی طرف حضرت نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے: "اگر اکابر قطبوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ (تیجانی' سلسلۂ تصوف) والوں کے لئے کیا کچھ تیار کیا ہے تو وہ رو رو کر کہیں: "یارب! تونے ہمیں تو کچھ بھی نہیں دیا۔" نیز حضرت (تیجانی) نے فرمایا: "ہمارے مریدوں کے درجات کی امید اور خواہش کوئی ولی تو درکنار قطب بھی نہیں کر سکتے' سوائے نبی ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ کے۔" نیز حضرت صاحب نے فرمایا: "ہمارا طریقہ ہر طریقے پر داخل ہو کر اسے کالعدم کر دیتا ہے' ہماری مہر ہر مہر پر لگ جاتی ہے لیکن ہماری مہر پر کوئی مہر نہیں لگ سکتی اور فرمایا: "جو شخص ہمارے اس محمدی طریقہ وسلسلہ میں (جسے اللہ نے تمام سلسلوں پر فضیلت بخشی ہے) داخل ہونے کی وجہ سے کسی اور شیخ کا کوئی وظیفہ چھوڑ دیتا ہے' وہ دنیا اور آخرت میں بے خوف رہے گا' اسے اللہ کی طرف سے کسی نقصان یا زوال کا خطرہ ہو گا نہ رسول کی طرف سے نہ پیر کی طرف سے خواہ اس کا پیر کوئی بھی ہو' زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو' (اس کے برعکس) جو شخص ہماری جماعت میں داخل ہوا' پھر پیچھے ہٹ گیا اور کسی اور جماعت میں داخل ہو گیا' اس پر دنیا میں بھی مصیبتیں نازل ہوں گی اور آخرت میں بھی' وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔"

مصنف عرض کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فصل کی ابتدا میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سلسلہ کے بانی (تیجانی) وہ مہر ہیں جن سے تمام اولیاء' اہل معرفت' صدیقین اور غوث وغیرہ فیض حاصل کرتے ہیں اور جو شخص فیض حاصل کرنے والے کو چھوڑ کر فیض پہنچانے والے کی طرف رجوع کرے وہ کسی ملامت کا مستحق نہیں' نہ اسے کوئی خوف وخطرہ ہے' بخلاف اس کے جو فیض پہنچانے والے کو چھوڑ کر فیض حاصل کرنے والے سے رجوع کرے" اور حضرت صاحب نے فرمایا: "مجھ اکیلے کے سوا کسی شخص کو یہ شرف حاصل نہیں کہ اس کے تمام مرید بغیر حساب و کتاب کے اور بغیر کوئی سزا بھگتے جنت میں جائیں گے' خواہ انہوں نے کتنے گناہ کئے ہوں اور کتنی معصیتوں کا ارتکاب کیا ہو' اس بارے میں مجھے جو کچھ کہا گیا ہے اور نبی ﷺ نے جو گارنٹی دی ہے وہ ایسی چیز ہے جس کی وضاحت کی مجھے اجازت نہیں۔ وہ آخرت میں ہی اسے دیکھے گا اور جانے گا۔" مصنف عرض کرتا ہے: "جو حضوری ہمارے شیوخ یعنی دوسرے سلسلہ ہائے تصوف کے اولیائے کرام کو حاصل ہے' اس سے حضرت (تیجانی) کے طریقہ کی حضوری کی افضلیت کی وجہ بالکل واضح ہے۔ وہ یہ کہ سب سے پہلے اس سلسلہ والوں کو وہ فیض حاصل ہوتا ہے۔ جو حضرت صاحب حضرت محمد ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے حاصل کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اس سلسلہ کے تمام افراد آخرت میں اللہ کے ہاں اکابر قطب حضرات سے بھی بلند درجہ والے ہیں' اگرچہ ظاہری طور پر ان میں سے بعض افراد محجوب عوام میں شمار ہوں۔

(۶) حضوری کا وہ مقام جس میں تمام اولیائے کرام ہیں' اللہ ان سب سے راضی ہو اور یہ مقام خاتم اکبر کی حضوری سے وہ سب کچھ حاصل کرتا ہے جو انہیں ملتا ہے۔ ہمارے شیخ احمد تیجانی (رضی اللہ عنہ وارضاہ وعنابہ) کا فرمان اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو شیخ نے جواہر المعانی میں ارشاد فرمایا ہے: "اہل اللہ میں سے ہر ایک کا ایک حضوری کا مقام ہوتا ہے جس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوتا۔"

(۷) حضوری کا وہ مقام جس میں ان کے شاگردان گرامی موجود ہیں۔

تیجانی عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق شریعت کا حکم

مندرجہ بالا حوالے تیجانی فرقہ کی بے شمار بدعتوں میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش کئے ہیں' اس قسم کی بہت سی باتیں علی حرازم کی کتاب "جواہر المعانی وغایۃ الامانی" اور عمر بن سعید فوتی کی کتاب "رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم" میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اس فرقہ کے افراد کی نظر میں سب سے زیادہ معتبر اور سب سے مفصل کتابیں ہیں۔

مذکورہ بالا حوالوں میں تیجانیہ فرقے کی مختلف قسم کی بدعتوں کے کچھ نمونے پیش کئے گئے ہیں' جن سے ان کے عقائد واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں۔ کوئی بھی شخص جب ان باتوں کو قرآن وحدیث پر پرکھتا ہے' تو اسے ان غلط قسم کے بدعتی عقائد کے حاملین کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے مزید حوالہ جات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

مقالہ میں ذکر کردہ عقائد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اس سلسلہ کے بانی احمد بن محمد تیجانی اور اس کے متبعین کا اس کے متعلق حد سے بڑھا ہوا غلو' حتیٰ کہ اس نے اپنے لئے نہ صرف نبوت کی خصوصیات ثابت کی ہیں بلکہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بھی اپنی طرف منسوب کی ہیں اور اس کے مریدوں نے اس کی پیروی کی ہے۔

(۲) وہ فنا اور وحدت الوجود پر یقین رکھتا ہے اور خود کو اس مقام کا حامل قرار دیتا ہے بلکہ خود کو اس کے بلند ترین مرتبہ پر فائز سمجھتا ہے اور اس کے مرید اس کی تصدیق کرتے' اس پر ایمان لاتے اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۳) اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے حالت بیداری میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ ﷺ نے خود اسے طریقہ تیجانیہ سکھلایا ہے اور اس نے نبی علیہ السلام سے براہ راست اس کا وظیفہ سیکھا ہے اور آپ ﷺ نے حالت بیداری میں اسے عوام کی تربیت کرنے اور انہیں یہ ورد سکھانے کی اجازت دی ہے' اس کے مرید اور پیروکار اس کے اس دعویٰ کو صحیح سمجھتے ہیں۔

(۴) اس نے صاف طور پر یہ بات کہی ہے کہ اللہ کی طرف سے فیوض وبرکات پہلے نبی ﷺ پر نازل ہوتے ہیں' نبی علیہ السلام سے انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں اور تمام انبیاء سے یہ فیوض اس کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور پھر تخلیق آدم سے قیام قیامت تک کے تمام انسانوں پر یہ فیوض وبرکات صرف اسی کی طرف سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ بسااوقات یہ فیوض وبرکات جناب رسول اللہ ﷺ سے براہ راست اس پر نازل ہو جاتے ہیں اور پھر اس سے تمام مخلوقات کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے مرید اس کے اس دعویٰ کو سچ سمجھتے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۵) اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام اولیاء پر حملہ کیا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے: "میرے قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں۔" جب اس سے کہا گیا کہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں تو جواب میں تیجانی نے کہا "جیلانی رحمہ اللہ کی بات بھی درست تھی' لیکن انہیں صرف ان کے زمانہ والوں پر فضیلت حاصل تھی اور میرے قدم تو تخلیق آدم سے

قیام قیامت تک کے تمام اولیاء کی گردن پر ہیں۔" جب اس سے سوال کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس سے زیادہ درجہ والا ولی پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ تو اس نے کہا: "قادر تو ہے لیکن وہ ایسا کرے گا نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا کر دے' لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔" اس کے مرید اس کی ان باتوں پر ایمان رکھتے اور اس کا دفاع کرتے ہیں۔

(۶) اس نے یہ جھوٹا دعویٰ بھی کیا ہے کہ وہ غیب جانتا ہے اور دلوں کی باتوں سے واقف ہے اور دلوں کو ادھر سے ادھر پھیر سکتا ہے' اس کے مرید اس کی تصدیق کرتے ہیں اور ان باتوں کو اس کی تعریف اور کرامت قرار دیتے ہیں۔

(۷) اس نے قرآن مجید کی آیات کی غلط تفسیر کی ہے اور ان میں معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور اسے تفسیر اشاری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل میں بطور مثال اس آیت کی مزعومہ تفسیر پیش کی گئی ہے: ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾ اس کے مرید اسے اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والا فیض قرار دیتے ہیں۔

(۸) وہ درود شریف کو تلاوت قرآن سے افضل صرف چوتھے درجے والوں کے لئے قرار دیتا ہے' جو اس کی نظر میں ادنیٰ درجہ کے افراد ہیں۔

(۹) اس کا اور اس کے پیروکاروں کا یہ دعویٰ ہے کہ قیامت کے دن میدان محشر میں ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: "اے محشروالو! یہ تمہارا امام ہے جس سے تمہیں دنیا میں مدد ملتی تھی۔"

(۱۰) اس کا دعویٰ ہے کہ جو شخص تیجانی سلسلہ کا فرد ہو گا وہ بلاحساب کتاب جنت میں جائے گا خواہ اس نے کتنے گناہ کئے ہوں۔

(۱۱) اس کا کہنا کہ جو شخص اس کے سلسلے میں منسلک ہو اور پھر اسے چھوڑ کر کسی اور سلسلہ تصوف میں داخل ہو جائے' اس کی حالت خراب ہوجائے گی اور اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ اس کا انجام برا ہو گا اور اس کی موت کفر پر آئے گی۔

(۱۲) وہ کہتا ہے کہ مرید کو شیخ کے سامنے اس طرح ہونا ضروری ہے جس طرح میت غسال (نہلانے والے) کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اپنے پیر کا پوری طرح مطیع ہونا چاہئے۔ یہ نہ کہے: "کیوں؟ کیسے؟ کس بنیاد پر؟ کس مقصد کے لئے؟"

(۱۳) اس کا دعویٰ ہے کہ اسے اسم اعظم ملا ہے اور اسے خود نبی ﷺ نے اسم اعظم سکھایا ہے۔ پھر اس میں خوب مبالغہ کیا ہے اور لاکھوں کروڑوں نیکیوں تک اس کا ثواب پہنچا دیا ہے۔ یہ سب باتیں انکل پچو ہیں اور ایسے معاملے میں مداخلت ہے جس کا علم صرف قرآن وحدیث سے ہی ہو سکتا ہے۔

(۱۴) وہ کہتا ہے کہ نبی' رسول اور ولی مرنے کے بعد قبر میں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرتے ہیں اور یہ مدت ان کے درجات اور مراتب کے فرق کی بنیاد پر کم وبیش ہوتی ہے' اس کے بعد وہ جسم سمیت قبروں سے باہر آجاتے ہیں اور اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح مرنے سے پہلے تھے۔ البتہ عام لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے' جس طرح ہمیں فرشتے نظر نہیں آتے حالانکہ وہ زندہ ہیں۔

(۱۵) اس کا دعویٰ ہے کہ اذکار اور وظائف کی مجلسوں میں نبی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جسموں سمیت حاضر ہوتے ہیں۔"

یہ تمام باتیں اور اس قسم کی دوسری باتیں جب اسلام کے اصولوں کی روشنی میں پرکھی جائیں تو وہ شرک' الحاد' اللہ

تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کی شان میں گستاخی ثابت ہوتی ہیں اور لوگوں کی گمراہی کا باعث ہیں اور ان میں ناجائز فخر و غرور بھی پایا جاتا ہے کیونکہ وہ علم غیب وغیرہ کا دعویٰ رکھتا ہے۔

اللہ کی توفیق سے یہ چند باتیں مختصراً بیان کر دی گئیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن عبدالرحمان بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
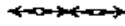
فتویٰ (۲۰۸۹)

اگر اہل بدعت کے شر کا اندیشہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال نماز کا امام اگر بدعتی اور صوفیانہ طریقوں کا پیروکار ہو' خصوصاً تیجانی فرقہ سے متعلق امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ میں نے جناب شیخ عبد الرحمان بن یوسف افریقی رحمۃ اللہ علیہ سابق مدیر دارالحدیث مدینہ منورہ کا ایک رسالہ پڑھا ہے جس کا نام ہے "الأنوار الرحمانية في هداية الفرقة التيجانية" اس سے معلوم ہوا کہ اس جماعت کے عقائد درست نہیں' اللہ تعالیٰ انہیں سیدھی راہ دکھائے (آمین)۔ وہ قرآن مجید پر ایمان لانے' اس کی تصدیق کرنے اور اس کے رسول مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے اتباع کی نسبت شرک اور گمراہی سے زیادہ قریب ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا تیجانی طریقہ پر عمل کرنے والے بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو اگر شہر میں کوئی ایسی مسجد نہ ہو جس کا امام بدعتی نہ ہو تو کیا ایک مسلمان گھر میں اپنے افراد خانہ کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کر سکتا ہے؟ کیا یہ جائز ہے کہ مسجد میں جب تیجانی بدعتی امام نماز پڑھا کر فارغ ہو جائے تو اس مسجد میں الگ جماعت کرائی جائے؟ جب کہ اس کا نتیجہ مسلمانوں میں افتراق اور ذہنی انتشار کی صورت میں نکل سکتا ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

تیجانی فرقہ کفر' بدعت اور گمراہی میں تمام فرقوں سے بڑھا ہوا ہے' لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جو ان کے طریقہ سے تعلق رکھتا ہو اور مسلمان ایسا امام تلاش کر سکتا ہے جو تیجانی وغیرہ فرقوں میں سے نہ ہو' جن کی عبادتیں اور اعمال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت سے خالی ہیں۔ اگر غیر بدعتی امام نہ ملے تو مسلمانوں کی کسی مسجد میں جماعت کرائی جائے بشرطیکہ فتنہ کا اور بدعتیوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر رہائش ایسے علاقے میں ہو جہاں اہل بدعت کا زور ہے تو اپنے گھر میں یا کسی ایسی جگہ جماعت قائم کر لیں جہاں تکلیف پہنچنے کا خطرہ نہ ہو اور اگر یہ ممکن ہو کہ آپ اپنی رہائش کسی ایسے شہر میں منتقل کر لیں جہاں سنت پر عمل کیا جاتا ہو اور بدعتوں کا مقابلہ کیا جاتا ہو' تو پھر آپ کو ضرور وہاں منتقل ہو جانا چاہیے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۹۳۱)
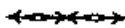
اہل بدعت کے بارے میں چند سوال وجواب

سوال چند ایک نیک افراد ایک بڑی آباد بستی میں رہتے ہیں' وہاں ایک بڑی جامع مسجد ہے جہاں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ بستی میں صرف یہی ایک مسجد ہے۔ وہ مسجد اتنی بڑی ہے کہ نماز پنجگانہ میں شریک ہونے والے نمازی اس میں آسانی سے نماز پڑھ لیتے ہیں اور پھر بھی خالی جگہ بچ جاتی ہے۔ واضح رہے کہ بستی کے تمام افراد نماز باجماعت کے پابند نہیں' چند نیک لوگ ہیں جو پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں ..... ایک چھوٹی سی جماعت بستی والوں سے الگ ہو گئی ہے' وہ بدعتوں اور خلاف سنت اعمال کی تردید کرتے ہیں اور بستی والوں کے اس رویہ کو بھی برا سمجھتے ہیں کہ وہ شعائر دینیہ کے قیام میں کوتاہی کرتے ہیں اور انہیں کامل طریقہ سے ادا نہیں کرتے۔ واضح رہے کہ بستی والے فرقہ تیجانیہ سے تعلق رکھتے ہیں ..... چنانچہ اس چھوٹی جماعت نے فیصلہ کیا کہ وہ بستی کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے کیونکہ وہ امامت کا اہل نہیں اور غلط قسم کے تیجانی عقیدہ میں ایسی باتیں کہتا ہے جن میں غلو اور شرک پایا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان افراد نے ایک نئی مسجد بنالی جو پہلی مسجد سے زیادہ دور نہیں ہے' وہاں وہ توحید کا درس دینے لگے اور اتباع سنت کی تعلیم دینے لگے اور بدعات وخرافات سے روکنے لگے۔ چنانچہ کئی نوجوان اس کی طرف مائل ہو گئے۔ جنہیں ان کے گھر والوں نے بہت تنگ کیا۔ بستی والوں کا یہ فیصلہ ہے کہ نئی جماعت دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور نئی مسجد کی حیثیت مسجد ضرار کی سی ہے ... حالانکہ اس جماعت میں ایک عالم بھی موجود ہے جس نے مدرسہ زیتونہ سے تعلیم حاصل کی ہے اور فقہ مالکی کا عالم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس نئی تعمیر کی جانے والی مسجد کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کے بارے میں ان کی یہ بات صحیح ہے کہ یہ مسجد ضرار ہے؟ طریقہ تیجانیہ کی تردید کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا ایمان کیسا ہے؟ .... اگر کوئی طالب علم اس بستی میں اصلاح کی خواہش رکھتا ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ ان گمراہ تیجانیوں کی مسجد میں جاکر ان کی اصلاح کی کوشش کرے؟ کیا وہ دوسری متبع حق جماعت سے الگ ہو جائے کیونکہ انہوں نے نئی مسجد تعمیر کر کے فتنہ کھڑا کر دیا ہے یا وہ اہل حق کی چھوٹی جماعت کے ساتھ رہے اور دوسروں سے قطع تعلق کر لے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) اگر صورت حال واقعی اسی طرح ہے جس طرح سوال میں ذکر کی گئی ہے کہ گاؤں کی واحد بڑی مسجد پر تیجانیوں کا قبضہ ہے اور وہ اس میں علی الاعلان بدعات وخرافات پر عمل پیرا ہیں اور اہل حق نے ان کی تردید کی' انہوں نے بات نہیں مانی' اس لئے یہ لوگ الگ ہو گئے اور نماز قائم کرنے کے لئے مسجد بنالی .... تو اس صورت میں ان کی مسجد' مسجد ضرار نہیں ہے۔

(۲) طریقۂ تیجانیہ والوں کی بدعات وخرافات کی تردید کرنا اہل سنت والجماعت کے علماء کا فرض ہے' طریقۂ تیجانیہ والوں کا مقام اور ان کی ایجاد کردہ بدعات وخرافات کی وجہ سے ان کا کیا حکم ہے؟ اس موضوع پر مجلس افتاء نے ایک مستقل مقالہ تحریر کیا ہے[1] وہ ملاحظہ کریں۔

(۳) جس کے پاس علم ہو اور اسے امید ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی وہ ان سے میل جول رکھ سکتا ہے اور

---

[1] دیکھئے اسی باب میں فتویٰ نمبر: ۵۵۵۳۔

انہیں نصیحت کر سکتا ہے۔ شاید وہ اس کی نصیحت قبول کر کے اپنی بدعتوں سے باز آجائیں یا بدعتیں کم کردیں۔ اگر یہ امید نہ ہو تو پھر ان سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۰۸۷)

کیا بدعتی کو امام بنانا جائز ہے؟

سوال ہمارے شہر میں ایک مسجد کا امام طریقۂ تیجانیہ کا پیروکار ہے۔ بلکہ اس طریقہ کے ماننے والوں کا پیشوا ہے' وہ انہیں ورد دیتا ہے اور وہ مسجد میں ایک خاص حلقہ بنا کر بلند آواز سے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ حلقہ کے درمیان سفید کپڑا بچھا ہوتا ہے۔ وہ لوگ روزانہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد یہ وظیفہ کرتے ہیں اور اسے "اسم ھلالہ" کہتے ہیں..... ایک اور خاص ذکر جمعہ کے دن عصر کے بعد کیا جاتا ہے۔ اس کا نام انہوں نے "وظیفہ" رکھا ہوا ہے۔ اس ذکر کے آخر میں ایک خاص ذکر پڑھتے ہیں جسے "حزب الحمد للہ" کہتے ہیں۔ اس طرح کے اور بھی اوراد و وظائف ہیں۔

اس طریقہ کے پیروکاروں میں سے جب کسی کی وفات ہوتی ہے تو اسے غسل اور کفن دے کر حلقہ کے درمیان رکھتے ہیں اور اس پر مذکورہ بالا "وظیفہ" پڑھتے ہیں۔ پھر میت کو اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس وقت بہت بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ کہتے جاتے ہیں اور اس میت کو قبر میں ڈال دیتے ہیں۔ مذکورہ بالا امام غریب امیر ہر قسم کے افراد سے پیسے جمع کرتا ہے۔ پھر وہ رقم خانقاہ کے شیخ کے پاس لے جاتا ہے۔ اس کا ایک اور کام بھی ہے۔ جب لوگ شیخ احمد تیجانی کی تعریف میں شعر پڑھتے ہیں تو یہ بھی ان کے ساتھ جھومتا ہے۔ اس کے علاوہ سیدی الحاج علی کی قبر جو "ادماسن" میں ہے اس کا طواف کرتا ہے اور اپنی حاجتیں پوری کروانے کے لئے بڑی عاجزی سے اس سے سوال کرتا ہے۔ وہ ایک اور کام بھی کرتا ہے اور وہ ہے "فدیۂ اخلاص" نیز وہ کہتے ہیں جو شخص یہ فدیہ ادا کرے اس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن گناہوں (کی سزا) سے چھوٹ جائے گا۔ یہ کام تیجانی فرقہ کے اماموں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ صرف اس شخص سے فدیہ وصول کرتے ہیں جو تیجانی طریقہ کا پیروکار ہو۔ اس فدیہ کی مقدار کم از کم آٹھ سو الجزائری دینار مقرر ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا اس شخص کو امام بنانا جائز ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

تیجانی فرقہ کفر اور گمراہی میں تمام فرقوں سے بڑھا ہوا ہے اور سب سے زیادہ انہوں نے دین میں ایسی بدعات ایجاد کی ہیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے نہ اس کے رسول ﷺ نے۔ لہٰذا اس طریقہ پر عمل کرنے والے کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۱۵۰)

تیجانی و قادری سلسلوں کے وظائف کا حکم

سوال تیجانی اور قادری سلسلہ کے اوراد و وظائف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ جو شخص مرتے دم تک اس طریقہ پر قائم رہا ہو' اس کا کیا حکم ہے؟ کیا ہم ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور کیا اس کے مرنے پر اس کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

سلسلہ تیجانیہ اور سلسلہ قادریہ کے اوراد و وظائف مشرکانہ بدعات و خرافات سے خالی نہیں' مثلاً ان میں غیراللہ سے فریادپائی جاتی ہے اور ایسے اذکار پائے جاتے ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں نہ صحیح احادیث نبویہ سے ثابت ہیں۔ لہٰذا ثواب کی نیت سے ایسے وظیفے پڑھنا جائز نہیں اور جو شخص ایسے ورد وظیفے کرتا رہا ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ ہم اس کے ظاہر حال کے مطابق عمل کریں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس کا خاتمہ کس چیز پر ہوا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے' کیونکہ رازوں اور پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۲۲۹)
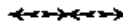
مشرک کوئی بھی ہو اس سے رشتہ کرنا جائز نہیں

سوال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۲۱)

''مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اس آیت میں جس شرک کا ذکر کیا گیا ہے' کیا اس میں یہ مسلمان بھی داخل ہیں جو بعض صوفیانہ سلسلوں مثلاً تیجانیہ اور قادریہ وغیرہ کے پیروکار ہیں اور جو قرآنی تعویذ پہنتے ہیں اور جو اسلام کو تو مانتے ہیں لیکن ان کے رسم و رواج بت پرستوں والے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

آیت مبارکہ میں جس شرک کا ذکر ہے' اس میں وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو اللہ کے سوا کسی جن' یا فوت شدہ انسان' یا دور دراز مقام پر موجود شخصیت سے فریاد کرتے ہیں اور جو غیر قرآنی تعویذ پہن کر امید رکھتے ہیں کہ ان سے فائدہ ہو گا اور ان پر شفا کا دارومدار سمجھتے ہیں اور اس میں غلو کرتے ہیں۔ اسی طرح اس میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جن میں بت پرستوں والے طور طریقے پائے جاتے ہیں۔ جس طرح نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگ غیراللہ کے لئے نذر مانتے تھے' ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور دوسری قربانیوں کے ذریعے ان کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان سے گڑگڑا کر اپنی حاجتیں مانگتے تھے۔ (حصول برکت کے لئے) ان (بتوں' درختوں' قبروں وغیرہ) کو ہاتھ لگاتے تھے اور قبروں کا طواف کرتے تھے اور ان حرکتوں کے ذریعے وہ کسی فائدہ کے حصول کی' یا مصیبت رفع ہو جانے کی امید رکھتے تھے۔ (اب بھی) جو شخص یہ

(مشرکانہ) کام کرے وہ آیت میں ذکر کردہ مشرکوں میں شامل ہے۔ ایسے افراد کو مومن خواتین کا رشتہ دینا جائز نہیں حتیٰ کہ وہ خالص ایمان قبول کریں اور مذکورہ بالا مشرکانہ بدعات اور ایمان کے منافی دیگر اعمال سے توبہ کریں۔ مومن مرد کے لئے بھی جائز نہیں کہ ایسی مشرکانہ بدعات کی حامل عورتوں سے نکاح کریں حتیٰ کہ وہ توبہ کرکے ان اعمال سے باز آجائیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۴۶۰)

بدعت پر مشتمل وظائف سے احتیاط لازم ہے

سوال تیجانی اور قادری سلسلہ کے اوراد و وظائف کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

دوسرے صوفیانہ اوراد و وظائف کی طرح ان کے اوراد و وظائف پر بھی بدعت کا رنگ غالب ہے۔ ان کے اکثر اذکار بدعت پر مبنی ہیں۔ مسلمان کے لئے یہی بہتر ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو وظیفہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ان اذکار کے ساتھ کرے جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
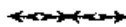
فتویٰ (۷۵۱۹)

تیجانی فرقہ کی "صلاۃ الفاتح" کا حکم

سوال فرقہ تیجانیہ کے ہاں ایک دعا ہے جسے "صلاۃ الفاتح" کہا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں یہ دعا تلاوت قرآن مجید سے افضل ہے' کیا یہ صحیح ہے؟ اس کے علاوہ مغرب کی نماز کے بعد اور جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد وہ دائرہ کی صورت میں بیٹھتے ہیں اور درمیان میں ایک کپڑا بچھاتے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کپڑے پر جناب رسول اللہ ﷺ اور احمد تیجانی بیٹھتے ہیں۔ اس وقت وہ دعا پڑھتے ہیں جو "صلاۃ الفاتح" کہلاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ان کا یہ دعویٰ جھوٹ ہے اور ان کا عمل باطل اور بدعت ہے۔ [1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] مزید وضاحت کے لئے نام نہاد "صلاۃ الفاتح" کے بارے میں چند مزید گزارشات پیش خدمت ہیں:

"الندوۃ العالمیہ للشباب الإسلامي" کی شائع کردہ کتاب "الموسوعۃ الميسرۃ في الأديان والمذاہب المعاصرۃ" میں لکھا ہے کہ اس فرقہ کے بانی احمد تیجانی کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ سے اس کی حسی اور مادی ملاقات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ سے براہ راست بات چیت کی اور نبی ﷺ سے یہ درود "صلاۃ الفاتح لما أغلق" سیکھا۔ =

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ، وَالْخَاتَمِ لِمَا سَبَقَ، نَاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ، الْهَادِي إِلٰى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ، وَعَلٰى آلِهِ حَقَّ قَدْرِهِ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيمِ»

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد (ﷺ) پر' جو کھولنے والے ہیں اس چیز کو جو بند ہے اور ختم کرنے والے ہیں اس کو جو گزر چکا ہے' حق کے ساتھ حق کی مدد کرنے والے اور تیرے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والے ہیں اور آپ کی آل پر (رحمت نازل فرما) جس طرح آپ کی قدر اور عظیم مقدار کا حق ہے۔"

وہ کہتا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ اس درود کو ایک بار پڑھنا چھ بار پورا قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

وہ کہتا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار بتایا کہ ایک بار یہ درود پڑھنا' ہر چھوٹی بڑی دعا پڑھنے کے برابر ہے اور چھ ہزار بار قرآن پڑھنے کے برابر ہے' کیونکہ وہ اذکار میں سے ہے۔ (الجواہر ۱/۱۳۶)

اس کا یہ ثواب صرف اس شرط کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ پڑھنے والے کو اس کی اجازت حاصل ہو۔ یعنی اس اجازت کی نسبت تسلسل کے ساتھ احمد تجانی تک پہنچے' جس نے (بزعم خویش) یہ درود جناب رسول اللہ ﷺ سے سیکھا ہے۔

یہ درود اسی طرح اللہ کا کلام ہے جس طرح احادیث قدسیہ ہوتی ہیں (الدرۃ الفریدہ ۱۲۸/۳)

جو شخص یہ درود صلاۃ الفاتح دس بار پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا کہ اگر کوئی عارف باللہ دس لاکھ برس زندہ رہے (اور عبادت میں مشغول رہے) اور یہ درود نہ پڑھے' تو وہ اس ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔

جو شخص ایک بار یہ درود پڑھ لے' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور کائنات میں کئے جانے والے ہر ذکر' دعا اور تسبیح کا چھ ہزار گنا ثواب اس کے نیکی کے وزن میں شامل ہو جائے گا۔ (دیکھئے کتاب: مشتہی العارف للجانی صفحہ: ۲۹۹ - ۳۰۰)

راقم الحروف کہتا ہے: "یہ باتیں پڑھ کر قرآن مجید کی یہ آیت سمجھ میں آتی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ ٱلْكِتَٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ لِيَشْتَرُوا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾

(البقرۃ ۲/ ۷۹)

"تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے تحریر لکھتے ہیں' پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے' تاکہ اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کرلیں۔"

اس فرقہ کے متعلق مجلس افتاء نے سابقہ فتوؤں میں تفصیل سے وضاحت کی ہے' اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔
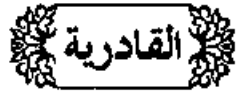
قادریہ

یہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سراسر جھوٹ منسوب ہے

سوال سائل قادریہ فرقہ کے متعلق معلومات چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے اس گروہ کی ایک کتاب پڑھی ہے جس کا نام ہے: "الفیوضات الربانیۃ فی المآثر والأوراد القادریۃ" اس میں قصیدہ ہے جس میں سلسلہ قادریہ کے پیر کے دعوے اور اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ کیا یہ باتیں صحیح ہیں یا غلط؟ سائل نے سوال کے ساتھ قصیدہ بھی ارسال کیا ہے تاکہ اس کے مضامین کے بارے میں فتویٰ دیا جائے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

سائل نے جو قصیدہ بھیجا ہے اور جس کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ حق ہے یا باطل' اسے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ بنانے والا کوئی جاہل آدمی ہے جو اپنے متعلق ایسے دعوے کرتا ہے جو سب کے سب کفر وضلالت پر مشتمل ہیں۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ علماء کے تمام علوم اسی کے علم سے ماخوذ ہیں اور اسی کے علم کی شاخیں ہیں اور کہتا ہے کہ بندوں کا اخلاق وکردار اس کے فرض اور سنت قرار دیئے ہوئے اعمال کے مطابق ہونا چاہئے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے وعدہ نہ لے رکھا ہوتا تو وہ جہنم کے دروازے بھی بند کر سکتا تھا۔ جو مرید اس کا وفادار ہوتا ہے وہ اس کی فریاد رسی کرتا اور اسے مصیبتوں سے نجات دیتا ہے' وہ اسے دنیا اور آخرت میں زندہ کرتا ہے۔ اسے ہر قسم کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے اور قیامت کے دن وہ اعمال کا وزن ہوتے وقت مریدوں کے ساتھ ہوگا۔

یہ جھوٹے دعوے کوئی جاہل شخص ہی کر سکتا ہے جو اپنے مقام سے واقف نہیں۔ کیونکہ کامل علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور آخرت کے تمام معاملات اور تمام امور کا کنٹرول صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے یہ اختیارات کسی مقرب فرشتے کو دیئے ہیں نہ کسی نبی اور رسول ﷺ کو اور نہ کسی ولی کو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے اشرف ترین فرد یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ امت کو اللہ کا یہ فرمان پڑھ کر سنا دیں:

﴿ قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۸۸)

"(اے پیغمبر!) فرما دیجئے میں اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا مالک بھی نہیں' مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ چھوتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ ٱللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ﴾

(الجن ۷۲/ ۲۱ـ۲۲)

"(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے! میں تم لوگوں کے لئے نقصان کا مالک ہوں نہ ہدایت کا۔ مجھے اللہ (کے غضب) سے کوئی پناہ نہیں دے گا۔ نہ اس کے سوا مجھے کوئی جائے پناہ ملے گی۔"

وہ حضرات جو نبی ﷺ سے انتہائی گہرا تعلق رکھتے تھے' جن کا آپ ﷺ سے انتہائی رشتہ تھا' جو آپ ﷺ کے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق تھے' آنحضرت ﷺ نے انہیں بھی یہی حکم دیا ہے کہ مجھ پر ایمان اور شریعت پر عمل کے ذریعے خود کو اللہ کے عذاب سے بچالیں' آپ ﷺ نے انہیں بتا دیا کہ اللہ کے غضب سے بچانے کے لئے خود آپ ﷺ بھی ان کے کام نہیں آئیں گے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ قیامت کے دن آدم' نوح' ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ تو سلسلہ قادریہ کا پیریا مخلوقات میں سے کوئی اور فرد کس طرح اپنے مریدوں کو چھڑا سکتا ہے؟ اور کس طرح اپنا عہد پورا کرنے والوں کی حفاظت اور فریاد رسی کر سکتا ہے؟ اور قیامت کو اعمال تولے جانے کے وقت ان کا ساتھ دے سکتا ہے؟ اسے کس طرح یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ جہنم کے دروازے بند کر دے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ واضح بہتان ہے اور رب العالمین کی شریعت کا صاف صاف انکار۔ یہ قصیدہ لکھنے والے نے غلو میں عقل و شرع کی تمام سرحدیں پار کر ڈالی ہیں۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی تخلیق کائنات سے قبل نور محمدی کے ساتھ موجود تھے اور جب قاب قوسین والی ملاقات ہوئی تو عبد القادر بھی دوستوں کی اس ملاقات میں شریک تھے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھے اور انہوں نے اپنی قدرت کی ہتھیلی پر طوفان کا نظارہ کیا اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور وہ آگ ان کی دعا ہی سے ٹھنڈی ہوئی تھی اور وہ اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ تھے اور اسماعیل کی جگہ قربانی کے لئے مینڈھا ان کی بہادری یا ان کے فتویٰ کی وجہ سے نازل ہوا اور جب یعقوب علیہ السلام کی نظر ختم ہو گئی تو عبد القادر اس وقت ان کے ساتھ تھے اور ان کے لعاب دہن کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی۔ ادریس علیہ السلام کو جنت میں انہوں نے ہی بٹھایا' جب موسیٰ علیہ السلام اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لئے گئے تھے تو شیخ جیلانی رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ان کے عصا سے ہی بنایا گیا تھا' وہ گہوارے میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ داؤد علیہ السلام کو بہترین آواز انہوں نے دی تھی' بلکہ یہ (خبیث) اس سے بھی' بڑا دعویٰ کرتا ہے چنانچہ قصیدہ کے تین شعروں میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ عبد القادر ہی اللہ ہیں۔ اس مفہوم کا سب سے واضح شعر یہ ہے:

أَنَا الْوَاحِدُ الْفَــرْدُ الْكَبِيرُ بِذَاتِهِ … أَنَا الْوَاصِفُ الْمَوْصُوفُ شَيْخُ الطَّرِيقَةِ

"میں بذات خود واحد' اکیلا اور بڑا ہوں … میں ہی تعریف کرنے والا ہوں اور میری ہی تعریف کی گئی ہے میں شیخ طریقت ہوں۔"

کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

تو اے فتویٰ پوچھنے والے بھائی! بری بات کا تو سننا ہی (اس کی برائی معلوم کرنے کے لیے) کافی ہوتا ہے۔ شیخ الطائفہ کی تعریف پر مبنی اس نظم میں جو بہتان' جھوٹ اور سرکشی بھری پڑی ہے اس کو دیکھنے کے بعد شیخ کی سیرت و تاریخ کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ کوشش کریں کہ قرآن وحدیث سے حق کو سمجھیں اور سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کرام رحمہم اللہ نے قرآن وسنت کی جو تشریح کی ہے اسی کا مطالعہ کریں۔ ویسے ہمیں یقین ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ جن کی طرف یہ قصیدہ منسوب کیا جاتا ہے' ان کا اس سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا بھیڑیئے کا یوسف علیہ السلام کے خون سے تھا۔

آپ کے نام لیوا جھوٹی باتیں بنا کر آپ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ وہ ایسی باتوں سے بری ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن منیع' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
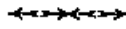
فتویٰ (۳۳۲۳)

اہل بدعت کی مجالس کا حکم

سوال اس شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جو شیخ عبدالقادر کی مدح کے اشعار پڑھنے کے لئے ہمسایوں کو جمع کرتا ہے۔ کیونکہ اس طرح اولیاء کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ وہ آنے والوں کی مہمانی کے لئے دسترخوان بچھاتا ہے تاکہ اس حدیث پر عمل ہو جائے۔

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ»

"جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی عزت کرے۔"

کیا یہ کام حرام ہے' مکروہ ہے یا سنت؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اولیاء اللہ سے محبت اور مہمانوں کا اکرام شریعت کی خوبیوں میں شامل ہے' قرآن وسنت میں اس کی ترغیب آئی ہے۔ لیکن شیخ عبدالقادر کے مناقب اور اس قسم کی دوسری چیزوں کی قراءت کو محبت اولیاء کا ذریعہ بنانا یا دسترخوان لگانے کا رواج بنا لینا' بدعت ہے۔ جس کا نتیجہ شیخ عبدالقادر اور دیگر اولیاء کے بارے میں غلو کی صورت میں نکلتا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات ان سے طلب حاجات' فریاد اور ان کی جاہ کے وسیلہ سے دعا تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور یہ سب کام شرعاً ممنوع ہیں کیونکہ یہ کام یا تو خود شرک ہیں مثلاً ان سے فریاد کرنا' یا شرک کا ذریعہ ہیں مثلاً ان کے یا ان کی جاہ کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگنا۔ کیونکہ اکثر اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ جنہیں لوگ اولیاء اللہ کہتے ہیں' ان کے حالات زندگی میں ایسی جھوٹی اور بے بنیاد باتیں ہوتی ہیں جن سے ان کے متعلق غلو پیدا ہو جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے دوست احباب کو جمع کر کے قرآن مجید اور صحیح احادیث کا مطالعہ کیا جائے تاکہ شرعی احکام معلوم ہوں اور عبرت و نصیحت حاصل ہو۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

نقشبندیہ

فتویٰ (۳۹۳۴)

نقشبندی سلسلہ کا تعارف

سوال میں ایسا علم اور ایمان حاصل کرنا چاہتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی میسر آسکے۔ آپ مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں کہ میں کون سی اسلامی کتابیں پڑھوں جن سے ایک مسلمان کی شخصیت کی صحیح تعمیر ہو سکے۔ خصوصاً اس دور میں جب کہ دین کے نام سے بہت سے شبہات اور غلط باتیں مشہور ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ صوفیہ کے سلسلوں اور خصوصاً نقشبندیہ کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) آپ قرآن مجید کی طرف توجہ دیں' اس کی کثرت سے تلاوت کریں اور زیادہ سے زیادہ غور و فکر کریں' کیونکہ یہ ہر بھلائی کی اصل ہے۔ اس کے علاوہ سنت رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ کریں۔ عقیدہ میں "شرح عقیدہ طحاویہ" اور صنعانی کی کتاب "تطہیر الاعتقاد" امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی' کتاب "التوحید" موصلی کی' کتاب "مختصر الصواعق المرسلہ" شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب "کشف الشبہات" اور "کتاب التوحید" "عقیدہ واسطیہ" اور اس کی شرح تصنیف امام ابن تیمیہ اور انہی کی کتابوں "الحمویہ" اور "التدمیریہ" کا مطالعہ کریں۔

فقہ کی مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔ کتاب "المهذب" از ابو اسحاق شیرازی' کتاب "زاد المعاد" اور کتاب "إعلام الموقعين" از امام ابن قیم اور "عمدة الفقه" تصنیف موفق ابن قدامہ۔

حدیث کی کتابوں میں سے "صحيح بخاري" "صحيح مسلم" "رياض الصالحين" "منتقى الأخبار" اور "بلوغ المرام" کا مطالعہ کریں۔

وعظ و نصیحت پر مشتمل مندرجہ ذیل کتب پڑھیں۔ کتاب "الداء والدواء" تصنیف ابن قیم' اس کتاب کا دوسرا نام ہے "الجواب الكافي لمن سال عن الدواء الشافي" اس کے علاوہ ابن مفلح کی "الآداب الشرعية" اور ابن قیم کی "الوابل الصيب" کا مطالعہ کریں۔

(۲) صوفیہ کی جماعتوں میں عام طور پر بدعات کی کثرت ہے۔ مثلاً صفیں یا حلقہ بنا کر اجتماعی طور پر بیک آواز ذکر کرنا اور اللہ کے کسی نام کامل کر بیک آواز ذکر کرنا مثلاً الله الله' حي حي' قيوم قيوم ..... وغیرہ یا ضمیر غائب کے لفظ ھو (وہ) سے ذکر کرنا' ان کی نعتوں اور نظموں میں بہت سی غلط باتیں ہوتی ہیں مثلاً غیر اللہ سے فریاد کرنا' یا مردوں مثلاً بدوی' شاذلی' جیلانی وغیرہ سے مدد مانگنا۔ ان کی کتابیں بھی بہت سی بدعات و خرافات سے بھری ہوئی ہیں۔ نقشبندی

سلسلہ میں جو چیز خاص طور پر پائی جاتی ہے (اور دوسرے سلسلوں میں نہیں ہے) وہ یہ ہے کہ روزانہ کے وظیفہ میں زبان ہلائے بغیر دل کی حرکت اور آواز سے مشابہ سانس کے ساتھ لفظ اللہ کا ذکر کرنا' مرید کا اپنے شیخ کا تصور پیش نظر رکھنا اور روزانہ اس کا وظیفہ کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ روز قیامت اس کے واسطہ سے ہی نجات ہو گی۔ یہ سب کی سب بدعتیں ہیں اور غلط کام ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے جو کچھ بتایا ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ' اس میں ان کاموں میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت نہیں ہے' البتہ صحیح سند سے جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے کہ:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری بات (دین) نہیں تو وہ عمل ناقابل قبول ہے۔"

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس کام (دین) میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں (پہلے سے) موجود نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے"۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

ہبریہ

فتویٰ (۳۵۴۵)

فرقۂ ہبریہ کا تعارف

سوال ہمارے ملک الجزائر میں تصوف کے دو سلسلے پائے جاتے ہیں' جو اپنے بڑے شیخ "پیر ہبری" کی نسبت سے "ہبری" کہلاتے ہیں۔ ان کے متعلق شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟ ان کے شیخ "محبوب حضرت" کے نام سے معروف ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صرف ہبری لوگ ہی سیدھے راستے پر ہیں باقی تمام مسلمان گمراہ ہیں۔ کیا یہ سلسلۂ طریقت صحیح ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
صحیح محفوظ راستہ وہی ہے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ؓ گامزن رہے۔ جو شخص ان کی پیروی کرے گا وہی سیدھے راستے پر ہوگا۔ دوسرے طرق جو بعد میں ایجاد ہوئے ہیں انہیں شریعت اسلامی کی روشنی میں پرکھا جائے گا۔ جو بات شریعت کے مطابق ہو گی قبول کی جائے گی' جو خلاف ہو گی رد کر دی جائے گی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام٦/ ١٥٣)

"بلا شبہ یہی میرا راستہ ہے جو (بالکل) سیدھا ہے' لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور (دوسری) راہوں کی پیروی نہ کرو' ورنہ وہ تمہیں اس (اللہ) کے راستے سے جدا کر دیں گی۔ اس نے تمہیں یہ نصیحت کی ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔"

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کریں' تفسیر کی کتابوں ۔ خصوصاً ابن جریر اور ابن کثیر کی تفسیروں کا مطالعہ کریں۔ حدیث کی کتابیں اور ان کی شروحات پڑھیں خصوصاً صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم' اور سنن اربعہ۔ اور حدیث کی دوسری کتابیں۔ مثلاً منتقی الأخبار' بلوغ المرام' ریاض الصالحین' اور ابن قیم ؒ کی کتاب زاد المعاد في هدي خير العباد پڑھیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
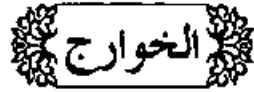
خوارج

فتویٰ (۳۲۹۷)

خارجی فرقہ کی پہچان

سوال اس حدیث نبوی کا کیا مطلب ہے جو بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

"آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ مخلوق کی نہایت بہتر باتیں کہیں گے۔ ان کے ایمان ان کے گلے سے آگے نہیں جائیں گے (صرف زبان پر ایمان ہو گا دل میں نہیں)' دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زور سے چلایا ہوا) تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے' تم انہیں جہاں ملو' قتل کر دو' ان کے قتل کرنے والے کو ان کے قتل کا ثواب ہے' قیامت کے دن تک۔"

یہ حدیث کن لوگوں کے متعلق ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے کس زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ حدیث اور اس مفہوم کی دوسری حدیثوں میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس فرقے کا ذکر کیا ہے جسے "خارجی" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ دین میں غلو کرتے اور مسلمان کو ان گناہوں کی بنا پر کافر قرار دیتے ہیں جنہیں اسلام نے موجب کفر قرار نہیں دیا۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے اور انہوں نے آپ پر کئی امور کی وجہ سے تنقید کی۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حق کی طرف بلایا اور ان سے مسائل میں مناظرہ کیا۔ نتیجتاً بہت سے خارجیوں نے حق قبول کر لیا اور باقی (اپنے غلط موقف پر) اڑے رہے۔ جب انہوں نے مسلمانوں پر زیادتی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی' اس کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی مذکورہ احادیث پر عمل کرتے ہوئے خارجیوں سے جنگ کی۔ اس مذہب کے کچھ لوگ اب تک موجود ہیں اور ہر زمانے اور ہر جگہ کے اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے شرعی حکم ایک ہی ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۱۹۳۵)

اباضیہ فرقہ گمراہ ہے

سوال: کیا اباضیہ فرقہ خارجیوں کے گمراہ فرقوں میں شمار ہوتا ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ دلیل بھی بیان فرمایئے۔

جواب: اَلْحَمدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اباضیہ فرقہ گمراہ فرقوں میں شامل ہے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ظلم زیادتی اور خروج کیا تھا۔ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

رافضی

فتویٰ (۱۶۶۱)

رافضی فرقہ اسلام کے خلاف ہے

سوال ہم لوگ شمالی سرحد پر عراق کے علاقے کے قریب رہتے ہیں۔ یہاں جعفری مذہب کے کچھ افراد ہیں' ہم میں سے بعض ان کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور بعض کھا لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے لئے یہ گوشت کھانا جائز ہے؟ واضح رہے کہ یہ لوگ مصیبت اور راحت میں حضرت علی' حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب صورت حال یہ ہو جو سائل نے ذکر کی ہے کہ وہاں پر موجود جعفری لوگ جناب علی' حسن' حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں تو وہ مشرک اور مرتد ہیں' (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)' ان کا ذبح ہوا جانور کھانا حلال نہیں' کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے' اگرچہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام ہی لیا ہو۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۰۰۸)

ایسے لوگوں سے سروکار نہ رکھیں

سوال ہمارا قبیلہ شمالی سرحد پر قیام پذیر ہے' ہمارا اور عراق کے بعض قبائل کا باہم تعلق اور میل جول رہتا ہے۔ وہ لوگ بت پرست شیعہ ہیں' جو قبے بنا کر ان کو پوجتے ہیں اور ان قبوں کا نام حسن و حسین اور علی رکھتے ہیں۔ اٹھتے ہوئے یاعلی یا حسین کہتے ہیں۔ ہمارے قبیلوں کے بعض افراد نے ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے ہیں اور ہر طرح کا میل جول قائم کر لیا ہے۔ میں نے انہیں نصیحت کی' لیکن انہوں نے سنی ہی نہیں' وہ اونچے عہدوں پر فائز ہیں اور میرے پاس اتنا علم نہیں کہ انہیں سمجھا سکوں' لیکن میں ان کی حرکتوں کو ناپسند کرتا ہوں اور ان سے میل جول نہیں رکھتا۔ میں نے سنا ہے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز نہیں' یہ لوگ ان کا ذبیحہ کھا لیتے ہیں اور بالکل خیال نہیں کرتے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ارشاد فرمائیں مذکورہ بالا صورت حال میں ہمارا کیا فرض ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب صورت حال یہ ہو جو آپ نے ذکر کی ہے کہ وہ جناب علی' حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) وغیرہ کو پکارتے ہیں تو وہ شرک اکبر کے مرتکب ہیں جس کی وجہ سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہیں مسلمان لڑکیوں کا رشتہ دینا جائز نہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں' نہ ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكَـٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا۟ ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُو۟لَـٰٓئِكَ يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ۖ وَٱللَّهُ يَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱلْجَنَّةِ وَٱلْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِۦ ۖ وَيُبَيِّنُ ءَايَـٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (البقرة۲/ ۲۲۱)

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرک) تمہیں اچھی لگے اور مشرکوں کو رشتہ نہ دو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں اچھا لگے۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۳۰۸)

شیعی عقائد سے متعلق اہم کتب

سوال حسب استطاعت شیعہ کے عقائد بیان فرمائیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے کچھ غلو کے مرتکب ہیں' کچھ (اس قدر) غلو نہیں کرتے۔ آپ ان کتابوں کا مطالعہ کریں جن میں علماء نے ان کے فرقوں کی تفصیل اور ہر فرقے کا الگ الگ عقیدہ بیان کیا ہے۔ مثلاً "مقالات الاسلامیین" تصنیف ابو الحسن اشعری' "منہاج السنۃ" تصنیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ' "اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ" تصنیف عبد القاہر بغدادی" "الملل والنحل" از شہرستانی' "اَلْمِلَلُ وَالنِّحَلُ" از ابن حزم اور "مختصر تحفہ اثنا عشریہ" وغیرہ' تاکہ آپ ان کے عقائد سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۱۸۷)

شیعہ کے متعدد فرقے ہیں

سوال کیا موجودہ دور کے تمام شیعہ یا ان کے لیڈر کافر ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

موجودہ دور کے شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ موجودہ دور کے علماء کی کتابیں پڑھئے تاکہ آپ کو

ان کے بارے میں حکم کا تفصیل سے علم ہو سکے۔ آپ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (علامہ محمود شکری آلوسی کی "مختصر تحفہ اثنا عشریہ" محب الدین خطیب کی "الخطوط العریضہ" امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی منہاج السنہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی المنتقی۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
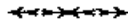
فتویٰ (۸۵۶۴)

شیعہ کا سب سے بڑا گمراہ فرقہ

سوال آپ کا شیعہ کے بارے میں کیا فیصلہ ہے؟ خصوصاً وہ شیعہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو نبوت کا مقام حاصل ہے اور جبریل علیہ السلام غلطی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے جو اس بات کا قائل ہو کہ علی رضی اللہ عنہ مقام نبوت کے حامل ہیں اور جبریل علیہ السلام غلطی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے' ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
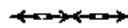
فتویٰ (۸۸۵۲)

اہلسنت اور شیعہ میں اختلافات اصولی ہیں

سوال گزارش ہے کہ اہل سنت اور شیعہ کے مابین اختلاف کی وضاحت فرمائیں اور یہ بتائیں کہ ان میں سے کون سا فرقہ اہل سنت سے زیادہ قریب ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان توحید' نبوت' امامت وغیرہ کے متعلق بہت سے امور میں اختلاف ہے۔ بہت سے علماء نے اس موضوع پر اپنی کتابوں میں روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں' شہرستانی نے الملل والنحل میں' ابن حزم نے "الفصل" میں اور دیگر علماء نے بھی لکھا ہے مثلاً محب الدین خطیب کی تصنیف الخطوط العریضہ اور مختصر تحفہ اثنا عشریہ۔ آپ مذکورہ بالا کتابوں میں اس موضوع کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۔۹۴۳)
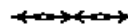
رافضی عوام کا حکم

سوال امامیہ اثنا عشریہ کے رافضی عوام کا کیا حکم ہے؟ کیا کسی گمراہ فرقے کے علماء اور عوام کے متعلق کفر یا فسق کا حکم لگانے میں فرق بھی ہوتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
عوام میں سے جو شخص کفر وضلالت کے کسی پیشوا کا ساتھ دے' زیادتی اور سرکشی کرتے ہوئے ان کے بڑوں اور سرداروں کی حمایت کرے' اس پر انہی کی طرح کفر یا فسق کا حکم لگایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْـَٔلُكَ ٱلنَّاسُ عَنِ ٱلسَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ ٱللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ ٱلسَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَـٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ (الأحزاب۳۳/ ۶۳۔۶۸)

"لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور آپ کیا جانیں کہ شاید قیامت جلد ہی واقع ہونے والی ہے۔ بے شک اللہ نے کافروں کو ملعون قرار دیا ہے اور ان کے لیے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ وہ کہیں گے "یارب! ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ یارب! انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔"

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات پڑھئے (سورت بقرۃ آیت:۱۶۵' ۱۶۶' ۱۶۷' سورت الاعراف آیت: ۳۷' ۳۸' ۳۹۔ سورت ابراہیم آیت:۲۱' ۲۲۔ سورت الفرقان آیت:۲۸' ۲۹۔ سورت قصص آیت:۶۲' ۶۳' ۶۴۔ سورت سباء آیت:۳۱' ۳۲' ۳۳۔ سورت الصافات آیت: ۲۰ تا ۳۶' سورت مومن آیت: ۴۷ تا ۵۰) اس کے علاوہ بھی اس مفہوم کی بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ نبی ﷺ نے مشرکین کے سرداروں سے بھی جنگ کی اور عام مشرکوں سے بھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی رہا۔ انہوں نے سرداروں اور پیروکاروں میں کوئی فرق نہیں کیا۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۴۲۰)

شیعہ ایک نو ایجاد مذہب ہے

سوال کیا شیعہ امامیہ کا فرقہ بھی اسلامی فرقہ ہے' اسے کس نے ایجاد کیا؟ کیونکہ شیعہ اپنے مذہب کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر شیعہ کا مذہب اسلامی مذہب نہیں ہے تو ان میں اور اسلام میں کیا اختلافات ہیں؟

جناب والا سے گزارش ہے کہ واضح تسلی بخش مدلل جواب دیں' خصوصاً مذہب شیعہ اور ان کے عقائد کے متعلق بتائیں اور اسلام میں نئے ایجاد ہونے والے بعض مسالک بیان کریں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ امامیہ مذہب اپنے اصولی اور فروعی مسائل کے لحاظ سے ایک نو ایجاد مذہب ہے آپ "الخطوط العریضہ" ' "مختصر تحفہ اثنا عشریہ" اور شیخ الاسلام کی کتاب "منہاج السنۃ" کا مطالعہ کریں۔ ان کتابوں میں ان کی بہت سی بدعات مذکور ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۱۴۶۱)
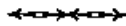
خمینی کے نظریات کی ایک جھلک

سوال نائیجیریا میں مسلمان نوجوانوں میں ایرانی شیعی انقلاب اور آیت اللہ خمینی کی محبت بہت پھیل گئی ہے۔ یہ نوجوان سمجھتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں ایران کے سوا کوئی اسلامی حکومت شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتی اور آیت اللہ خمینی کے سوا کسی مملکت کا سربراہ مسلمان نہیں۔ اب نائیجیریا میں ان کی دعوت پھیلنے لگ گئی ہے۔ اس لئے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ایران کے شیعہ اور اس حکومت کے سربراہ آیت اللہ خمینی اور اس کی دعوت کے متعلق وضاحت سے بیان فرمائیں' ہم ان شاء اللہ اس کا ترجمہ ہوسا اور انگریزی زبانوں میں کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس ملک میں ہمیں اس عقیدہ سے نجات مل سکے۔ کیونکہ ایران کی حکومت نائیجیریا میں مسلمانوں کو ہر ماہ بہت سی کتابیں بھیجتی ہے۔ لہٰذا ہمیں فتویٰ دیجیے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور برکت دے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ان نوجوانوں کا یہ خیال کہ اسلامی دنیا میں ایران کے سوا کوئی اسلامی حکومت شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتی اور آیت اللہ خمینی کے سوا کسی مملکت کا سربراہ مسلمان نہیں' ایک غلط خیال بلکہ جھوٹ اور افتراء ہے۔ جس طرح کہ حکومت ایران اور اس کے سربراہ کے عقیدہ و عمل سے واضح ہے۔ اثنا عشری امامیہ شیعہ نے اپنی کتابوں میں اپنے اماموں سے نقل کیا ہے کہ وہ قرآن مجید جسے عثمان رضی اللہ عنہ نے حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعاون سے جمع کیا تھا وہ اصل قرآن میں تحریف یعنی کمی' زیادتی' بعض الفاظ اور جملوں میں تبدیلی اور بعض آیات اور سورتوں کو حذف کرکے تیار کیا گیا تھا۔ جو شخص بھی حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" پڑھے گا' جس میں قرآن مجید کی تحریف ثابت کی گئی ہے اور اس طرح کے دوسرے افراد کی وہ کتابیں پڑھے گا جو رافضیوں کی تائید اور ان کے مذہب کے اثبات میں لکھی گئی ہیں مثلاً ابن مطہر کی "منہاج الکرامہ" اس کے سامنے یہ تمام باتیں واضح طور پر آجائیں گی۔ اسی طرح وہ سنت نبوی کے صحیح مجموعوں مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف توجہ نہیں کرتے اور عقیدہ یا فقہ کے مسائل معلوم کرنے کے لئے ان کتب احادیث کو استدلال کے قابل نہیں سمجھتے اور قرآن مجید کے فہم و تفسیر کے لئے ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ بلکہ انہوں نے حدیث کی اپنی کتابیں بنا رکھی ہیں اور اپنے الگ الٹے سیدھے اصول بنا رکھے ہیں جن سے وہ اپنے

خیال میں صحیح اور ضعیف روایات میں امتیاز کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک اصول یہ ہے کہ وہ ان بارہ اماموں کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں جنہیں وہ معصوم قرار دیتے ہیں۔ پھر انہیں قرآن مجید اور صحیح سنت کا علم کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور وہ شریعت کے پختہ اصول واحکام کہاں سے معلوم کر سکتے ہیں جن کو وہ اپنی ایرانی قوم پر نافذ کر سکتے ہیں جن پر وہ حکومت کر رہے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آیت اللہ خمینی کے علاوہ کوئی مسلمان سربراہ مملکت موجود نہیں۔ جبکہ خمینی نے اپنی کتاب "حکومت اسلامیہ" میں صفحہ ۵۲ پر "ولایت تکوینی" کے عنوان سے لکھا ہے "ائمہ کرام کو مقام محمود، درجۂ بلند اور خلافت تکوینی حاصل ہے، ان کی حکومت اور اقتدار کائنات کے ہر ذرے پر قائم ہے اور ہمارے مذہب کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ ہمارے ائمہ کو ایسا مقام حاصل ہے جس تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے، نہ کوئی نبی اور رسول۔" اور یہ واضح جھوٹ اور کھلا بہتان ہے۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں: "مختصر تحفہ اثنا عشریہ" از علامہ محمود شکری آلوسی، "الخطوط العریضہ" از محب الدین خطیب، "منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعہ والقدریہ" از علامہ شیخ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ اور "المنتقی من منہاج السنۃ" از ذہبی۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة، رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

بوہرہ

فتویٰ (۲۲۸۹)

بوہروں کا یہ عمل واضح گمراہی ہے

سوال بوہرہ فرقہ کا بڑا عالم اس بات پر مصر ہے کہ اسکے متبعین پر فرض ہے کہ جب بھی اس کی زیارت کریں اسے سجدہ کریں۔ کیا یہ عمل جناب رسول اللہ ﷺ یا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پایا جاتا تھا؟ حال ہی میں پاکستان کے مشہور اخبار .... کے ۶/ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے شمارہ میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس میں بوہرہ فرقہ کا ایک آدمی بوہرہ کے بڑے عالم کو سجدہ کر رہا ہے۔ آپ کے ملاحظہ کے لئے یہ تصویر بھی ارسال خدمت ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
سجدہ عبادت کی ایک قسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لئے کرنے کا حکم دیا ہے' یہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ایسا عمل ہے جو بندہ اپنے اللہ کے لئے کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ۱۶/ ۳۶)

ہم نے یقیناً ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (الأنبياء ۲۱/ ۲۵)

"ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾ (فصلت ۴۱/ ۳۷)

"اور اسی کی نشانیوں میں سے ہیں رات' دن' سورج اور چاند۔ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو' اسی اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا' اگر تم (واقعی) اس کی عبادت کرتے ہو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں جنہیں اللہ نے پیدا کیا ہے اور مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ سجدہ یا کسی اور عبادت کی مستحق نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس اکیلے کو سجدہ کیا جائے کیونکہ وہ چاند اور سورج کا بھی خالق ہے اور باقی تمام کائنات کا بھی' لہٰذا اس کے سوا کسی بھی مخلوق کو

سجدہ کرنا درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ﴾

(النجم۵۳/ ۵۹-۶۲)

"تو کیا تم اس بات (قرآن) سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم تکبر کرتے ہو' تو اللہ کے لئے سجدہ اور عبادت کرو۔"

اس آیت میں بھی صرف اللہ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے' پھر عام حکم دیا کہ تمام بندے ہر قسم کی عبادت اسی کی کریں کسی اور مخلوق کی کوئی عبادت نہ کریں۔ اگر بوہروں کا حال وہی ہے جو سوال میں مذکور ہے یعنی وہ اپنے پیر کی عبادت کرنے کے لئے' اسے معبود اور اللہ کا شریک بنا کر سجدہ کرتے ہیں اور وہ انہیں اس کا حکم دیتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے تو یہ عمل اسے "طاغوت" کا مقام دے دیتا ہے جو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ اس صورت میں پیر اور مرید دونوں کافر اور مرتد ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک

بوہروں کا یہ عمل غیر اسلامی ہے

سوال تمام عورتیں اپنے عالم اور پیر کے ہاتھ اور پاؤں چومتی ہیں۔ کیا اسلام میں عورتوں کے لیے کسی غیر محرم۔ بڑے عالم کے ہاتھ اور پاؤں کو چھونا (یا چومنا) جائز ہے؟ یہ عمل صرف پیر صاحب کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ان کے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ بوہرہ عورتیں اپنے پیر اور پیر کے خاندان کے ہر فرد کے ہاتھ اور پاؤں چومتی ہیں یہ کام جائز نہیں۔ یہ کام نبی ﷺ نے کیا ہے نہ خلفائے راشدین میں سے کسی نے کیا ہے کیونکہ اس میں مخلوق کی تعظیم میں غلو پایا جاتا ہے جو شرک تک پہنچانے کا سبب بن سکتا ہے۔

(۲) مرد کے لئے جائز نہیں کہ کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کرے یا اس کے جسم کو ہاتھ لگائے۔ کیونکہ اس میں فتنہ پایا جاتا ہے اور وہ اس سے بھی قبیح حرکت یعنی زنا یا اس کے ذرائع تک پہنچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جناب رسول اللہ ﷺ مہاجر خواتین کے ایمان کی جانچ اس آیت سے کرتے تھے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (الممتحنة ۶۰/ ۱۲)

"اے نبی! جب تیرے پاس مومن عورتیں (اس شرط پر) بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی' چوری اور بدکاری نہیں کریں گی' اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی' اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بہتان گھڑ کر نہیں لائیں گی اور نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی' تو ان سے بیعت لے لیجئے اور ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کیجئے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جو مومن خاتون ان شروط کا اقرار کر لیتی' رسول اللہ ﷺ اسے زبانی کہہ دیتے:

«قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا، وَلَا وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، مَا يُبَايِعُهُنَّ

إِلاَّ بِقَوْلِهِ: قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكِ»

"میں نے تجھ سے بیعت لے لی ہے۔ اللہ کی قسم' بیعت کے دوران کبھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا۔ آپ ﷺ صرف یہ فرما کر ان سے بیعت لے لیتے تھے: "میں نے تجھ سے ان شرطوں پر بیعت لے لی ہے۔" ❶

جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے بھی مصافحہ نہیں کیا بلکہ زبانی بیعت لی' حالانکہ اس وقت مصافحہ کا تقاضا (بیعت) موجود تھا اور رسول اللہ ﷺ معصوم بھی تھے اور آپ کے متعلق فتنہ کا اندیشہ بھی نہیں کیا جا سکتا' تو امت کے افراد کو بالاولی اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے بلکہ اس کے لئے مصافحہ کرنا حرام ہے' اس کے اور اس کے خاندان والوں کے ہاتھ پاؤں چومنے کا تو ذکر ہی کیا؟ صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لاَ أُصَافِحُ النِّسَاءَ»

"میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔" ❷

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الأحزاب۳۳/ ۲۱)

"یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔"

بوہرہ پیر کے باطل دعوے

سوال بوہرہ فرقہ کا پیر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ روح اور ایمان کا کلی طور پر مالک ہے' یعنی اپنے متبعین کی نیابت کرتے ہوئے دینی عقائد کا مالک ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر بوہرہ فرقہ کا پیر مذکورہ دعویٰ کرتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ باطل ہے۔ اگر روح اور ایمان کا مالک ہونے سے اس کا یہ مطلب ہے کہ روح اور دل اس کے قبضے میں ہیں' وہ انہیں جدھر چاہے پھیر سکتا ہے' انہیں ہدایت کی طرف لا سکتا ہے یا راہ راست سے گمراہ کر سکتا ہے تو یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾

(الأنعام۶/ ۱۲۵)

"اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان میں چڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح پلیدی مسلط کر دیتا ہے ان

---

❶ مسند احمد ج:۶' ص:۱۱۳' ۱۷۰۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۲۱۸۰' ۲۱۸۱' ۲۸۹۱' ۷۲۱۴۔ صحیح مسلم ج:۱۳ ص:۱۰۔ سنن ترمذی حدیث نمبر:۳۳۰۶۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۲۸۷۵۔

❷ مسند احمد ج:۶' ص:۳۵۷' ۴۵۳' ۴۵۹۔ موطا مالک ج:۲' ص:۹۸۲۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۲۸۷۴۔

لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ مَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴾ (الکھف ۱۸/ ۱۷)

"ہدایت یافتہ وہی ہے جسے اللہ ہدایت دے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے تجھے کوئی دوست راہ دکھانے والا نہیں ملے گا"

اس کے علاوہ اور بھی متعدد آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دلوں کو ہدایت یا گمراہی کی طرف پھیر دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی اور کے قبضہ میں نہیں اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«قُلُوبُ الْعِبَادِ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يَصْرِفُهَا كَيْفَ يَشَاءُ»

"بندوں کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں انہیں جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔" [1]

جناب رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے حضور اظہار عجز کرتے ہوئے یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

«يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ»

"اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔" [2]

اور اگر روح اور ایمان کا مالک ہونے سے اس شخص کا یہ مطلب ہے کہ اس کا ایمان لانا اس کے مریدوں کے لئے بھی کافی ہے۔ اس کی وجہ سے انہیں بھی اجر و ثواب مل جائے گا اور وہ عذاب سے بچ جائیں گے اگرچہ برے اعمال کرتے رہیں اور جرائم اور گناہوں کا ارتکاب کرتے رہیں' تو یہ دعویٰ قرآن مجید کی ان آیات کے مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۲۸٦)

"اس (جان) کے لئے ہے وہ (اچھا کام) جو اس نے کمایا اور اس پر ہے وہ (برا کام) جو اس نے کیا۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ كُلُّ ٱمْرِيٍٕ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴾ (الطور ۵۲/ ۲۱)

"ہر شخص اپنے کمائے ہوئے (اعمال) کے بدلے گروی رکھا ہوا ہے۔"

اور فرمان ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّآ أَصْحَٰبَ ٱلْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِى جَنَّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِى سَقَرَ ﴾ (المدثر ۷٤/ ۳۸-٤۲)

"ہر جان ان (عملوں) کے بدلے رہن (گروی) ہے جو اس نے کمائے' مگر دائیں ہاتھ والے۔ جنتوں میں پوچھ رہے ہوں گے مجرموں سے۔ تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا؟......"

اور فرمایا:

---

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۱٦۸' ج:۳' ص:۱۱۲' ج:۴' ل:۱۸۲' ج:٦' ص:۹۱' ۲۵۱' ۳۲۲۔ صحیح مسلم مع نووی ج:۱٦' ص:۲۰۳۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۱۴۰' ۳۵۲۲۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۸۳۴۔

[2] مسند احمد ج:۲' ص:۱٦۸' ج:۳' ل:۱۱۲' ج:۴' ل:۱۸۲' ج:٦' ص:۹۱' ۲۵۱' ۲۹۴' ۳۰۲' ۳۱۵۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۲۱۴۰' ۳۰۲۲' ۳۵۸۷۔

﴿ مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ وَلَا يَجِدْ لَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴾

(النساء٤/ ١٢٣-١٢٤)

"جو شخص بھی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنا کوئی دوست یا مددگار نہیں پائے گا اور جو نیک عمل کرے گا' خواہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ وہ مومن ہو' تو ایسے لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی ذرہ برابر بھی ان کی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔)

مزید فرمایا:

﴿ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَـٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴾ (النجم٥٣/ ٣٩)

"اور انسان کے لئے صرف وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی۔"

اور فرمایا:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَىْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰٓ ﴾

(الفاطر٣٥/ ١٨)

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی کسی کو اپنے (بھاری) بوجھ کی طرف بلائے گی (کہ کوئی تھوڑا سا اس کا بوجھ اٹھا کر اس کی مدد کر دے) تو اس (بوجھ) میں سے کچھ بھی نہیں اٹھایا جائے گا۔ چاہے (جسے بلایا گیا ہے وہ) قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔"

اس کے علاوہ دیگر بہت سی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا' خواہ وہ اچھا ہو یا برا نیز صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ ﴾ (الشعراء٢٦/ ٢١٤)

"اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیے"

تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا- اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لاَ أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا»

"اے جماعت قریش! اپنی جانوں کو خرید لو (ایمان قبول کر کے جان بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کے حضور آپ کے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے' میں اللہ کے حضور تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔" [1]

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۷۵۳' ۴۷۷۱۔ مسند دارمی ج:۲' ص:۳۰۵۔

سوال وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وقف کی تمام املاک کلیتاً اس کی ملکیت ہیں' اس سے تمام صدقات کے متعلق کوئی محاسبہ نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح ان کے سابقہ پیر سیدنا طاہر سیف الدین (آنجہانی) نے بمبئی ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ میں بیان دیا تھا کہ اسے اپنے مریدوں پر کلی اختیار حاصل ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

سوال میں بوہرہ فرقہ کے بڑے پیشوا کے جو دعوے ذکر کئے گئے ہیں کہ وہ وقف املاک کا کلی مالک ہے اور تمام صدقات کے متعلق کسی محاسبہ سے بالاتر ہے اور وہ زمین میں اللہ ہے۔ یہ سب جھوٹے دعوے ہیں' خواہ اس قسم کے دعوے یہ شخص کرے یا کوئی اور شخص۔ پہلا دعویٰ اس لئے غلط ہے کہ وقف چیز کسی کی ملکیت نہیں بن سکتی۔ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے فائدہ اٹھانے کا حق کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔ (بلکہ) وہ آمدنی ان مصارف میں خرچ کی جائیگی جو وقف کرتے ہوئے متعین کئے گئے ہیں' نہ کہ کسی اور مد میں۔ لہٰذا بوہرہ فرقہ کا پیشوا کسی وقف کا مالک نہیں بن سکتا' نہ اس کی آمدنی میں سے کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے سوائے اس آمدنی کے جو صرف اس کے لئے وقف کی گئی ہو بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو۔

دوسرا دعویٰ کہ اس کا محاسبہ نہیں ہو سکتا یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی نصوص اور اجماع امت کی روشنی میں ہر شخص کا اس کے تمام اعمال میں محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ صدقات وغیرہ میں تصرف ہو یا کوئی اور عمل۔

تیسرا دعویٰ (نعوذ باللہ من ذالک) کہ وہ زمین میں موجود اللہ ہے' یہ واضح طور پر کفر ہے۔ جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرے وہ طاغوت ہے جو اپنی الوہیت اور عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا باطل ہونا اور دین اسلام کے خلاف ہونا اتنا بدیہی ہے کہ دلائل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جو لوگ اس کے اعمال پر اعتراض کرتے ہیں اسے حق حاصل ہے کہ ان کے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کر دے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

اگر بوہرہ فرقہ کے بڑے پیشوا کی کیفیت یہی ہے جو مذکورہ بالا سوالات میں بیان کی گئی تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شرکیہ اعمال پر اعتراض کرنے والوں کا بائیکاٹ کرے بلکہ اس کا فرض ہے کہ ان کی نصیحت قبول کرے اور اپنی الوہیت کے دعویٰ سے اور ان اوصاف سے متصف ہونے کے دعوے سے توبہ کرے جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں۔ مثلاً روح اور دل کا مالک ہونا اور اپنی عبادت کی دعوت دینا اور انہیں اپنے لئے اور اپنے خاندان کے افراد کے لئے غلو کی حد تک عاجزی اور انکساری اختیار کرنے کا حکم دینا بلکہ جو لوگ اس کے طرح طرح کے کفر پر اعتراض کرتے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ اگر وہ ان کی نصیحت قبول نہ کرے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل نہ کرے تو اس سے' اس کی گمراہی سے اور اس کی ضلالت سے بیزاری کا اظہار کریں اور اسکے متبعین سے' اور اس جیسے دوسرے طاغوتوں اور طاغوت پرستوں سے بھی برأت ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا ﴾ (آل عمران۳/ ۱۰۳)

"اللہ کی رسی کو تم سب مل کر مضبوطی سے پکڑلو۔"

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴾

(الأحزاب۳۳/۲۱)

"تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات میں عمدہ ترین نمونہ ہے' ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل١٦/ ٣٦)

"اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

اور فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾ (الزمر٣٩/ ١٧۔١٨)

"جو لوگ طاغوت کی عبادت سے بچتے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں انہی کے لئے خوشخبری ہے۔ جو بات سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ﴾ (الممتحنة٦٠/ ٤)

"ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں۔ تمہارے لیے یقیناً ایک بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا "بے شک ہم تم سے بھی بری ہیں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو' ان سے بھی۔ ہم نے تمہارا (اور تمہارے دین) کا انکار کر دیا ہے اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا ہے حتیٰ کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔"

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴾
(الممتحنة٦٠/ ٦)

تمہارے لئے ان میں یقیناً اچھا نمونہ ہے' (ہر) اس شخص کے لئے (یہ عمل ایک نمونہ ہے) جو اللہ (سے ملاقات) کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور جو کوئی پھر جائے تو اللہ بے پروا قابل تعریف ہے۔"

اسلام مذہبی تشدد کی اجازت نہیں دیتا

سوال کیا اسلام مذہبی تشدد کی اجازت دیتا ہے؟ بوہری مسلمان ہیں' اسلام کی تمام تعلیمات کو بھی مانتے ہیں اور قرآن مجید کو بھی اور کلام اللہ کو بھی۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ قرآن پر ایمان رکھیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اسلام ایسے مسلمانوں پر سختی کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو اپنے ایمان میں سچے ہوں اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی سچے دل سے پیروی کریں' ایسے مومنوں پر زیادتی کو اسلام حرام بلکہ کفر قرار دیتا ہے جب بوہرہ فرقہ کے بڑے عالم (پیر) اور اس کے پیروکاروں (مریدوں) کا عقیدہ وہی ہے جو آپ نے سوالات میں بیان کیا ہے تو وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے منکر ہیں۔ وہ قرآن وسنت سے رہنمائی نہیں لیتے اور ان سے بعید نہیں کہ ان سچے مومنوں پر تشدد اور زیادتی کریں جو واقعی اللہ تعالیٰ' اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ پر صحیح ایمان رکھتے ہیں۔ جس طرح ہر قوم کے کفار نے

اپنے رسول کی امت کے مومنین پر ظلم کیا' حالانکہ ان رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا تھا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن : عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر : عبدالرزاق عفیفی' صدر : عبدالعزیز بن باز

باطنیہ

فتویٰ (۵۵۰۸)

فرقۂ باطنیہ یعنی اسماعیلیہ آغا خانیہ کے عقائد

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اور فقہائے کرام فرقہ اسماعیلیہ آغا خانیہ کے بارے میں' جن کے افراد مختلف علاقوں میں' خصوصاً پاکستان کے شمالی حصوں میں آباد ہیں۔ ہم ان کے بعض عقائد بیان کرتے ہیں اور کچھ اقوال ذکر کرتے ہیں جن سے ان کے عقائد معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) کلمہ: أشهد أن لا إله إلا الله' وأشهد أن محمدا رسول الله' وأشهد أن أمير المؤمنين علیا الله.

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ہی اللہ ہیں۔"

مسلمانوں کے کلمۂ توحید وشہادت کے مقابلے میں ان کا یہ کلمہ ہے جسے وہ اسلام کا حقیقی کلمہ کہتے ہیں۔

(۲) امام: ان کا عقیدہ ہے کہ آغا خان شاہ کریم ان کا امام ہے' وہ زمین وآسمان اور کائنات کی ہر شے کا مالک ہے' خواہ وہ خیر ہو یا شر' ان کا عقیدہ ہے کہ تمام جہان میں اسی کا حکم چلتا ہے۔

(۳) شریعت: وہ شریعت اسلامیہ کی اتباع کے قائل نہیں' بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ آغا خان "بولتا ہوا قرآن" ہے اور وہی حقیقی اصلی قرآن ہے' وہی کعبہ ہے' وہی بیت المعمور ہے' وہی واجب اتباع ہے' اس کے سوا کوئی واجب الاتباع نہیں۔ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ظاہری قرآن میں جہاں بھی "اللہ" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد آغا خان ہے۔

(۴) نماز: وہ پانچ نمازوں کے قائل نہیں' بلکہ ان کی جگہ تین وقت کی دعا کو واجب کہتے ہیں۔

(۵) مسجد: وہ مسجد کی بجائے ایک اور عبادت خانہ بناتے ہیں اور اسے جماعت خانہ کہتے ہیں۔

(۶) زکوۃ: وہ شرعی زکوۃ کے منکر ہیں' اس کی بجائے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ آغا خان کو دیتے ہیں' اسے "دشوند" کہتے ہیں۔

(۷) روزہ: وہ ماہ رمضان کے روزوں کے منکر ہیں۔

(۸) حج: وہ خانہ کعبہ کے حج کی فرضیت کے قائل نہیں' ان کا عقیدہ ہے کہ آغا خان کی زیارت ہی اصل حج ہے۔

(۹) سلام: "السلام علیکم" کے بجائے ان کا ایک الگ سلام ہے۔ جب وہ ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں "علی مدد" یعنی علی مدد دے۔ اس کے جواب میں "وعلیکم السلام" کے بجائے "مولا علی مدد" کہتے ہیں۔

یہ ان کے عقائد کا مختصر بیان ہے۔ اب ہم آپ سے چند سوالات عرض کرتے ہیں:

(۱) کیا یہ فرقہ اسلامی فرقوں میں سے ہے یا کفر کے فرقوں میں سے؟

(۲) کیا ان کے مردوں کا جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

(۳) کیا انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے؟

(۴) کیا ان سے شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنا جائز ہے؟

(۵) کیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے؟

(۶) کیا ان سے مسلمانوں والا سلوک کیا جائے؟

آپ سے اللہ تعالیٰ کے نام پر گزارش ہے کہ اس استفتاء کا جواب ارشاد فرمائیں اور مسلمانوں کے دلوں سے شکوک وشبہات دور فرمائیں۔ کیونکہ یہ لوگ اب تک اپنے عقائد پوشیدہ رکھتے رہے ہیں۔ اس لئے متقدمین علماء انہیں "باطنیہ" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اب انہوں نے اپنے عقائد ظاہر کر دیئے ہیں اور لوگوں کو سرعام ان عقائد کی طرف بلاتے ہیں۔ان کا مقصد مسلمانوں کو عقائد کے بارے میں گمراہ کرنا ہے اور مقاصد بھی ہوں گے جو ہمیں معلوم نہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

(۱) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور شخص کی ذات میں حلول کیا ہے' خالص کفر ہے جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی کفر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی زمین و آسمان میں تصرف کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (الأعراف/۷/ ٥٤)

"بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا' وہ رات پر دن کو اوڑھا دیتا ہے' (دونوں) ایک دوسرے کو تیزی سے طلب کرتے ہیں اور سورج چاند ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ خبردار! تخلیق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی' برکت والا ہے اللہ' جہانوں کا پالنے والا۔"

(۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اس کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے نکلنے کی گنجائش ہے تو وہ کافر ہو کر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت یہ قرآن ہے جسے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ ارشاد ہے:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾ (الإسراء/۱۷/ ۱۰٦)

"اور قرآن کو ہم نے جدا جدا (واضح' یا تھوڑا تھوڑا) کر کے نازل کیا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے۔"

شریعت میں سنت نبوی بھی شامل ہے جو قرآن کی وضاحت اور تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (النحل/١٦/ ٦٤)

"اور ہم نے آپ پر قرآن صرف اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ انہیں وضاحت سے وہ باتیں سمجھا دیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں' اور ایمان لانے والے لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت (بنا کر نازل کیا ہے)۔"

(۳-۴) جو شخص اسلام کے کسی رکن کا انکار کرے یا دین کے کسی بدیہی واجب کا انکار کرے وہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہے۔

(۵-۶) اگر اس جماعت کی یہی کیفیت ہے جو سوال میں ذکر کی گئی ہے تو مذکورہ بالا فرقہ کے مردوں کا جنازہ پڑھنا یا انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ ان سے نکاح کا تعلق قائم کرنا جائز ہے نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ (برتاؤ) کرنا جائز ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
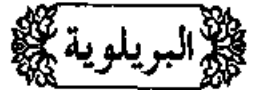
بریلویت

فتویٰ (۳۰۹۰)

بریلویوں کے عقائد

سوال پاکستان میں ایک خاص جماعت "بریلوی" یا "نورانی" جماعت کہلاتی ہے۔ یہ نام ان کے موجودہ لیڈر کی نسبت ہے۔ میں آپ سے ان کے متعلق اور ان کے عقیدہ کے متعلق اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق شرعی حکم معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بہت سے لوگوں کو اطمینان حاصل ہو جائے جو ان کی حقیقت سے واقف نہیں۔ میں ان کے بعض مشہور عقائد عرض کرتا ہوں:

(۱) رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ خصوصاً نماز جمعہ کے فوراً بعد یا جس مجلس میں آپ کا ذکر ہو آپ حاضر ہو جاتے ہیں۔

(۳) یہ عقیدہ کہ رسول اکرم ﷺ کی شفاعت پہلے ہی قبول ہو چکی ہے اور آپ ہمارا سب کا جنت میں داخلہ کروا دیں گے۔

(۴) یہ لوگ اولیاء کرام اور قبروں میں مدفون افراد سے کچھ اس طرح کی عقیدت رکھتے ہیں کہ ان کے پاس نماز پڑھتے ہیں اور ان سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں۔

(۵) قبروں پر گنبد بناتے اور روشنی کرتے ہیں۔

(۶) یا رسول اللہ! اور یا محمد (ﷺ) کہتے ہیں۔

(۷) نماز میں رفع الیدین کرنے اور آمین بلند آواز سے کہنے والے سے ناراض ہوتے اور اسے وہابی قرار دیتے ہیں۔

(۸) نماز کے وقت مسواک کرنے پر شدید تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔

(۹) وضو اور اذان کے دوران اور نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگلیاں (انگوٹھے) چومتے ہیں۔

(۱۰) نماز کے بعد ہمیشہ ان کا امام یہ آیت پڑھتا ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ﴾ (الأحزاب۳۳/ ۵٦)

اس کے بعد تمام نمازی اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔

(۱۱) نماز جمعہ کے بعد دائرہ کی صورت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بلند آواز سے شعر پڑھتے ہیں۔

(۱۲) رمضان کے مہینہ میں تراویح میں جب قرآن مجید ختم ہوتا ہے تو بہت سا کھانا پکا کر مسجد کے صحن میں تقسیم کرتے ہیں اور مٹھائی بانٹتے ہیں۔

(۱۳) مسجدیں بنا کر انہیں بڑے اہتمام سے نقش ونگار سے مزین کرتے ہیں اور محراب پر یا محمد لکھتے ہیں۔

(۱۴) خود کو صحیح اہل سنت اور صحیح عقیدہ کے حامل سمجھتے ہیں اور دوسروں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔
(۱۵) ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
واضح رہے کہ میں کراچی میں طب (ڈاکٹری) کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور میری رہائش ایک مسجد کے قریب ہے جس پر اس بریلوی جماعت کا کنٹرول ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
جس شخص کے یہی حالات ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر کوئی نمازی اس کی اس حالت سے واقف ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں۔ کیونکہ سوال میں مذکورہ امور میں سے اکثر کفریہ اور بدعیہ ہیں' جو اس توحید کے خلاف ہیں جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور جو اس نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی۔ مذکورہ عقائد داعمال قرآن مجید سے صاف طور پر ٹکراتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳۰)

"(اے نبی!) آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾ (الجن ۷۲/ ۱۸)

"بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں' پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔"

یہ لوگ جو بدعتیں کرتے ہیں' انہیں ان سے احسن انداز سے منع کرنا چاہئے۔ اگر وہ لوگ مان جائیں تو الحمد للہ' ورنہ انہیں چھوڑ کر اہل سنت کی مسجدوں میں نماز پڑھی جائے۔ جناب خلیل الرحمان ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمان ایک اچھا اسوہ پیش کرتا ہے:

﴿ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَأَدْعُواْ رَبِّى عَسَىٰٓ أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّى شَقِيًّا ﴾

(مریم ۱۹/ ۴۸)

"میں تم سے الگ ہو جاؤں گا اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (ان سے بھی دور رہوں گا) اور اپنے رب کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ اپنے رب کو پکار کر میں بد نصیب نہیں رہوں گا۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
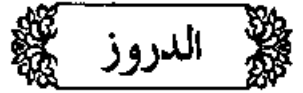
دروز مذہب

فتویٰ(۱۸۰۰)

دنیا کا گمراہ ترین مذہب

سوال دروز فرقہ کے بارے میں معلومات درکار ہیں' براہ کرم اس فرقے کے عقائد و نظریات اور قدامت پر روشنی ڈالیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

مجلس افتاء و تحقیقات علمیہ کو محترم المقام نائب وزیر داخلہ کا مکتوب گرامی وصول ہوا۔ جس کا حوالہ نمبر(۲ س ۵۴۰۰) بتاریخ ۱۵ جمادی اولی ۱۳۹۷ھ ہے اور محترم رئیس عام کے نام تحریر کیا ہے۔ مجلس نے آں جناب کے مکتوب گرامی کے ساتھ وصول ہونے والے دو مطبوعہ پمفلٹ بھی ملاحظہ کئے جن میں دو فرضی مکالمے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک مکالمہ جامعہ ازہر میں زیر تعلیم ایک فرضی طالب علم اور ایک فرضی شخصیت کے درمیان ہے جسے درزی نے "شیخ مشائخ ازہر" کا لقب دیا ہے اور اس کا نام "مصطفیٰ رافعی" لکھا ہے۔ دوسرا مکالمہ کسی "شیخ الحق حسینی" نام کے (بقول ان کے) سنی عالم اور کسی درزی پروفیسر کے درمیان ہے جسے "ابو حسن ہانی زیدان" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ وزیر محترم کے ارشاد کے مطابق ان کا مطالعہ کر کے درج ذیل موضوعات پر یہ مقالہ قلم بند کیا گیا ہے۔

(۱) دروزی مذہب کا مختصر تعارف' جس سے ان کی حقیقت واضح ہو گی۔

(۲) مذکورہ بالا دو مکالموں کے متعلق مختصر توضیحات جن سے ان میں موجود دھوکا و فریب واضح ہو گا۔

مذہب دروز کا مختصر تعارف

دروزی فرقہ باطنی قرامطی فرقوں میں سے ایک خفیہ فرقہ ہے جن کی امتیازی خصوصیت تقیہ اور غیروں سے اپنی حقیقت چھپا کر رکھنا ہے۔ یہ لوگ بسا اوقات ظاہری طور پر دین داری اور زہد و تقویٰ کا لباس پہن کر آتے ہیں اور دین کے متعلق جھوٹ موٹ غیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کبھی وہ شیعیت اور اہل بیت کی محبت کے رنگ میں سامنے آتے ہیں اور کبھی تصوف کا جامہ پہن لیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ لوگوں کے باہمی اختلاف کے خاتمہ اور اتحاد کے علم بردار ہیں اور اسی طرح لوگوں کو دین کے بارے میں دھوکا دیتے ہیں' لیکن جب انہیں موقع ملتا ہے' قوت حاصل ہوتی ہے اور ایسے حکمران مل جاتے ہیں جو ان سے دوستی رکھتے ہوں' اس وقت وہ اصل صورت میں سامنے آتے ہیں' اپنے عقائد کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے مقاصد واضح کر دیتے ہیں' وہ شر اور فساد کی دعوت دینے والے اور دین' عقیدہ اور اخلاق کی عمارت کو مسمار کرنے والے بن جاتے ہیں۔

یہ امور ہر اس شخص کے سامنے واضح ہیں جو ان کی تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے اور ان کی سیرت اس دن سے جانتا ہے جب عبد اللہ بن سبا حمیری یہودی نے ان کے اصولوں کی بنیاد رکھی اور ان کا بیج بویا تھا۔ اس کے بعد ہر دور میں وہ انہی اصولوں کے قائل رہے۔ چھوٹوں نے بڑوں سے یہی کچھ سیکھا اور اپنے بعد والوں کو اسی کی تلقین کی اور ان پر پختگی سے عمل پیرا رہے۔ آج تک ان کی کیفیت یہی ہے۔

دروز اگرچہ باطنی قرامطی فرقہ کی ایک شاخ ہے تاہم ان کی نسبت' زمانہ ظہور اور حالات کے لحاظ سے جن میں یہ ظاہر ہوئے' ان کی بعض خاص علامات اور مظاہر بھی ہیں۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ اس پہلو کو واضح کیا جاتا ہے اور اس کی مثالیں اور علمائے کرام کا ان کے متعلق فیصلہ پیش خدمت ہے۔

(۱) دروز کی نسبت "درزی" کی طرف ہے۔ اس شخص کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل درزی ہے۔ اس کا نام عبد اللہ درزی اور درزی بن محمد بھی نقل کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل درزی کا نام نشتکین یا ہشتکین درزی بھی ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا تعلق فارس کے ایک شہر طیروز سے ہے۔ زبیدی نے "تاج" میں کہا ہے کہ درزی کے لفظ کو "دال" کی زبر سے پڑھنا درست ہے اور یہ نسبت "درزہ" کی اولاد کی طرف ہے۔ جس کا مطلب ہے کپڑا بننے والے' کپڑا سینے والے اور دوسرے ادنیٰ طبقہ کے لوگ۔

(۲) محمد بن اسماعیل درزی ایک عبیدی بادشاہ الحاکم بامرہ ابو علی منصور بن عزیز کے زمانے میں ظاہر ہوا۔ عبیدی خاندان نے مصر پر تقریباً دو سو سال حکومت کی ہے۔ یہ لوگ اہل بیت سے تعلق رکھنے کے مدعی تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ جھوٹ تھا۔

محمد بن اسماعیل درزی پہلے اسماعیلی باطنی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا جو محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے پیرو کہلاتے ہیں۔ پھر وہ اس فرقہ سے الگ ہو کر عبیدی حاکم سے جا ملا اور اس کے دعویٰ الوہیت کی تائید کرنے لگا۔ اس نے لوگوں کو حاکم کی عبادت کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حلول کر گیا ہے اور اس نے علی رضی اللہ عنہ کی ناسوت کا لباس پہن لیا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی روح ان کی نسل میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے ہوتے حاکم تک پہنچ گئی ہے۔ (اس طرح حاکم میں علی رضی اللہ عنہ کی روح کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی الوہیت بھی حلول کر گئی ہے)۔ حاکم نے مصر میں تمام اختیارات درزی کو دے دیئے تاکہ لوگ اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت کریں۔ جب اس کی حقیقت کھلی تو مصر میں مسلمان اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ جب اسے قتل کرنا چاہا تو وہ بھاگ کر حاکم کے پاس جا چھپا۔ اس نے اسے مال و دولت دے کر شام بھیج دیا تاکہ وہاں اپنا مذہب پھیلائے۔ وہ شام پہنچ کر دمشق کے مغرب میں تیم اللہ بن ثعلبہ کی وادی میں ٹھہرا اور انہیں حاکم کی الوہیت پر ایمان لانے کو کہا' وہاں اس نے لوگوں کو خوب مال دیا اور درزی مذہب کے عقائد پھیلانے شروع کر دیئے چنانچہ لوگوں نے اس کا مذہب قبول کر لیا۔

حاکم کی خدائی ہی کی تبلیغ کے لئے ایک اور فارسی شخص بھی اٹھا' اس کا نام حمزہ بن علی بن احمد حاکمی درزی ہے۔ وہ باطنیہ کے بڑے لیڈروں میں سے تھا۔ اس نے حاکم کی پارٹی کی خفیہ دعوت کے افراد سے رابطہ قائم کیا۔ ہوتے ہوتے وہ اس تنظیم کے مرکزی افراد میں شمار ہونے لگا۔ پہلے وہ چوری چھپے حاکم کی الوہیت کا عقیدہ پھیلاتا رہا' بعد میں اعلانیہ اس عقیدہ کی دعوت دینے لگا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ حاکم کا رسول ہے۔ حاکم نے اس دعویٰ میں اس کی تائید

کی۔ جب حاکم فوت ہوا' تو ملک کی قیادت اس کے بیٹے علی کے حصہ میں آئی۔ اس کا لقب "ظاہر لاعزاز دین اللہ" تھا۔ اس نے اپنے باپ کے دعویٰ الوہیت سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور مصر سے یہ دعوت ختم ہو گئی۔ چنانچہ حمزہ شام کی طرف فرار ہو گیا' اس کے ساتھ اس کے بعض ہم خیال افراد بھی چلے گئے۔ ان میں سے اکثر اس علاقے میں جا بسے جو بعد میں شام کے اندر "جبل الدروز" کے نام سے مشہور ہوا۔

ان کے اہم عقائد

(ا) وہ حلول کے قائل ہیں: ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں حلول کیا' ان کے بعد ان کی اولاد میں یکے بعد دیگرے حلول کرتا رہا حتیٰ کہ حاکم عبیدی ابو علی منصور بن عبد العزیز کی ذات میں حلول کیا۔ یعنی الوہیت اس کی ناسوت میں حلول کر گئی۔ وہ حاکم کی رجعت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ غائب بھی ہو جاتا ہے اور ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔

(ب) تقیہ: وہ اپنے اصل مذہب سے کسی کو واقف نہیں ہونے دیتے' صرف اسی کو حقیقت معلوم ہوتی ہے جو ان کا ہم مذہب ہوتا ہے۔ وہ اپنے راز اپنی جماعت کے صرف اس شخص پر ظاہر کرتے ہیں جس پر انہیں اعتماد ہو اور اس سے کسی قسم کا خطرہ نہ ہو۔

(ج) عصمت ائمہ: ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ غلطی اور گناہ سے معصوم ہیں بلکہ وہ انہیں اللہ کے سوا معبود بنا کر باقاعدہ ان کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ حاکم کے ساتھ ان کا رویہ تھا۔

(د) علم باطن کا دعویٰ: وہ کہتے ہیں کہ نصوص شریعت کے باطنی معنی بھی ہوتے ہیں اور درحقیقت ظاہری معنی کی بجائے وہی معنی مقصود ہوتے ہیں اس کی بنیاد پر انہوں نے قرآن وحدیث کی اخبار اور اوامر ونواہی پر مشتمل نصوص میں معنوی تحریف کی ہے۔

اخبار پر مشتمل نصوص میں انہوں نے اس طرح تحریف کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا انکار کیا' روز قیامت اور اس میں ہونے والے حساب و کتاب اور جزا و سزا' جنت و جہنم سب کا انکار کیا' اس کے بدلے آواگون اور تناسخ ارواح کا عقیدہ اختیار کیا یعنی ان کے قول کے مطابق جب کوئی انسان یا حیوان مرتا ہے تو اس کی روح کسی اور انسان یا حیوان کے جسم میں داخل ہو کر ایک نئی زندگی شروع کر دیتی ہے اور اسی زندگی میں اسے (سابقہ زندگی کے اعمال کے مطابق) نعمت وراحت یا عذاب ومعیبت حاصل ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زمانہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور جہان ابدی ہے' ماؤں سے نئے افراد جنم لیتے ہیں اور زمین کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں اور انبیاء کی رسالت کے منکر ہیں اور اپنے اصول و نظریات میں ارسطو کے پیروکار اور مشائین کے فلسفیوں کے مقلد ہیں۔

اوامر ونواہی پر مشتمل نصوص میں انہوں نے اس طرح تحریف کی ہے کہ انہیں نئے خود ساختہ معانی دے دیئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز سے مراد روزانہ پڑھی جانے والی پانچ نمازیں نہیں بلکہ اس کا مطلب ان کے اسرار کا علم حاصل کرنا ہے۔ روزہ کا مطلب یہ نہیں کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کا مطلب اسرار کی حفاظت ہے۔ حج کا مطلب مقدس ہستیوں کی ملاقات ہے۔ وہ ہر قسم کی ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کو جائز قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ ماں بہن سے نکاح بھی حلال سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ نصوص کی مضحکہ خیز تاویلات اور متفق علیہ واضح شرعی فرائض کا انکار ان کا شیوہ ہے۔ اسی طرح امام ابو حامد غزالی اور دیگر علماء نے ان لوگوں کے

متعلق کہا ہے:

«ظَاهِرُ مَذْهَبِهِمُ الرَّفْضُ وَبَاطِنُهُ الْكُفْرُ الْمَحْضُ»

"ان کے مذہب کی ظاہری صورت رافضیت ہے اور اندر سے اصل حقیقت خالص کفر ہے۔"

اس طرح وہ اپنے عقائد' اعمال اور طریق کار میں "رسائل اخوان الصفا" والوں سے بہت مشابہ ہیں۔

(ھ) وہ دہریہ والا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ طبیعت (فطرت) زندگی کو پیدا کرتی ہے اور موت کا سبب حرارت غریزی کا ختم ہونا ہے جس طرح تیل ختم ہونے پر چراغ بجھ جاتا ہے' الا یہ کہ کوئی شخص حادثاتی طور پر اس سے پہلے مر جائے۔

(و) وہ اپنے مذہب کی تبلیغ میں دھوکے اور منافقت سے کام لیتے ہیں۔ وہ جسے دعوت دیتے ہیں اس کے سامنے اہل بیت کی محبت اور شیعیت کا اظہار کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان کی بات مان لیتا ہے تو اسے رافضیت کی دعوت دیتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عیوب اور غلطیاں بیان کرتے اور صحابہ پر تنقید کرتے ہیں۔ جب وہ شخص اس مسئلہ میں ان کا ہم خیال ہو جاتا ہے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عیوب ونقائص بیان کرنے لگتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہو جاتا ہے تو پھر انبیائے کرام علیہم السلام پر طعن و تشنیع پر اتر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انبیاء جن کاموں کی طرف اپنی امتوں کو بلاتے تھے وہ ان کا ظاہر تھا' ان کا باطنی اور سر (اندر) کچھ اور تھا۔ کہتے ہیں کہ نبی ذہین اور سمجھدار افراد تھے۔ انہوں نے اپنی قوموں کے لئے یہ شریعتیں اور قانون اس لئے بنائے تھے کہ اسطرح وہ حضرات اپنے دنیوی اغراض ومقاصد حاصل کر سکیں۔

ان کے متعلق شرعی حکم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دروز اور نصیریوں کے متعلق شرعی حکم پوچھا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

"مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ درزی اور نصیری لوگ کافر ہیں' ان کا ذبیحہ کھانا یا ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال نہیں۔ بلکہ ان سے جزیہ لے کر (اسلامی سلطنت میں) رہنے دینا بھی درست نہیں کیونکہ یہ مرتد ہیں۔ نہ وہ مسلمان ہیں' نہ یہودی اور نہ ہی عیسائی۔ یہ لوگ پانچ نمازوں کی فرضیت کے قائل ہیں نہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے' نہ حج کی فرضیت کے' نہ یہ اللہ کی حرام کردہ اشیاء مثلاً مردار اور شراب وغیرہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ ان عقائد کے حامل ہوتے ہوئے یہ زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار بھی کریں' تب بھی کافر ہیں۔ (جب تک یہ عقائد ترک نہ کریں)۔ نصیری فرقہ کے لوگ ابو شعیب محمد بن نصیر کے پیروکار ہیں۔ وہ ان غالی لوگوں میں سے تھا جو علی رضی اللہ عنہ کو اللہ مانتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھتے ہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ ... حَيْدَرَةُ الْأَنْزَعُ الْبَطِيْنُ
وَلَا حِجَابَ عَلَيْهِ ... مُحَمَّدٌ الصَّادِقُ الْأَمِيْنُ
وَلَا طَرِيْقَ إِلَيْهِ إِلاَّ ... سَلْمَانُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے گنجے سر والے' بڑے پیٹ والے حیدر کے
اور اس پر کوئی پردہ نہیں سوائے سچے دیانت دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے'
اور اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے مضبوط طاقت والے سلمان کے۔"

دروزی فرقہ مشتگین درزی کا پیروکار ہے۔ یہ شخص مصر کے عبیدی قبیلہ کے ایک باطنی حکمران "الحاکم بامرہ" کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے اسے وادی تیم اللہ بن ثعلبہ کے باشندوں کی طرف بھیجا' اس نے انہیں حاکم کو رب ماننے کی دعوت دی۔ یہ لوگ اسے "الباری العلام" کے نام سے یاد کرتے اور اس کی قسم کھاتے ہیں۔ یہ اسماعیلی فرقہ کی ایک شاخ ہیں' جن کا عقیدہ ہے کہ محمد بن اسماعیل نے حضرت محمد ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ لوگ دوسرے غلو کرنے والے فرقوں سے زیادہ سخت کافر ہیں۔ دنیا کے ازلی ہونے کے قائل ہیں۔ قیامت کے منکر ہیں۔ اسلام کے فرائض و محرمات کے منکر ہیں۔ ان کا تعلق باطنیہ کے فرقہ "قرامطہ" سے ہے جو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے بھی بڑھ کر کافر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں فلسفی کہا جا سکتا ہے۔ جو ارسطو وغیرہ کے مذہب پر ہیں یا وہ مجوسی ہیں۔ ان کا عقیدہ فلسفیوں اور مجوسیوں کے عقائد کا ملغوبہ ہے۔ نفاق کے طور پر وہ خود کو شیعہ کہتے ہیں۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی نے دروز کے بعض فرقوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

"ان لوگوں کے کفر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں' بلکہ جو کوئی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا کافر ہے۔ ان کا مقام اہل کتاب والا ہے نہ مشرکین والا بلکہ یہ گمراہ کافر ہیں۔ لہٰذا ان کا کھانا کھانا جائز نہیں' ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا جائے اور ان کے مال (غنیمت کے طور پر) لے لئے جائیں۔ یہ مرتد زندیق ہیں۔ ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ جہاں ملیں انہیں قتل کیا جائے' ان سے پہرہ یا دربانی کی خدمت نہیں لی جا سکتی۔ ان کے علماء اور (بظاہر) صوفیہ کو بھی قتل کرنا واجب ہے تاکہ وہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ ان کے گھروں میں ان کے ساتھ سونا' ان کے ساتھ چلنا' جب ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا' سب حرام ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے جو حد اور سزا مقرر کی ہے' اسے نافذ نہ کریں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

پہلے مکالمہ میں جو کذب بیانی اور فریب ہے اس کی وضاحت

(۱) پہلے مکالمہ کے شروع میں مذکور ہے کہ یہ بات چیت ازہر یونیورسٹی کے ایک درزی طالب علم شیخ شوقی حمادہ اور ازہر کے امام شیخ مصطفیٰ رافعی کے درمیان ہوئی' جنہیں بعد میں "ازہر کے شیخ المشائخ" کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

اس کلام میں خلط و تلبیس بھی ہے اور کذب و افترا بھی۔ خلط اس طرح کہ امام ازہر ان صاحب کو کہا جاتا ہے جو ازہر یونیورسٹی کی جامع مسجد میں پانچوں نمازیں پڑھاتے ہیں اور بسا اوقات جمعہ کا خطبہ بھی دیتے ہیں۔ ان کی ڈیوٹی کا تعلق وزارت اوقاف سے ہے اور ازہر کے شیخ المشائخ نہ تو نماز کے امام مقرر ہیں نہ جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں بلکہ وہ ازہر کے تعلیمی امور کے نگران ہیں۔ ان کا عہدہ نماز کے امام سے اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ (یعنی یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں' جب کہ مذکورہ مکالمہ میں انہیں ایک شخص قرار دیا گیا ہے۔)

اس میں جھوٹ اور افترا یہ ہے کہ ازہر کی تاریخ میں کسی دور میں ایک دن کے لئے بھی مصطفیٰ رافعی نام کا کوئی شخص جامع ازہر کا شیخ (چانسلر) نہیں رہا' نہ ازہر کے مشائخ کا استاد رہا۔ یہ تاریخی حقیقت اس دعویٰ کے جھوٹا ہونے پر عظیم ترین شاہد ہے اور یہ اس بات کی پختہ ترین دلیل ہے کہ اس پمفلٹ کو شائع کرنے والا حقائق کی بنیاد پر نہیں لکھ رہا' بلکہ یہ تمام کا تمام مکالمہ جعلی اور فرضی ہے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ درزی باطنی فرقہ کی شاخ ہیں جن کا کام ہی جھوٹ' فریب اور تقیہ ہے اور کسی چیز کا اپنے معدن میں پایا جانا باعث تعجب نہیں ہوتا۔

(۲) پھر درزی نے اس فرضی شیخ مصطفیٰ رافعی سے سوال کیا: "دروز کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے؟"

شیخ رافعی نے جواب میں کہا: "درزی فرقہ کے لوگ اپنے رسم و رواج اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے تو

مسلمان ہیں۔ البتہ مذہبی طور پر ہم انہیں مسلمان شمار نہیں کرتے۔"

اس قسم کا جواب کوئی ایسا عام مسلمان بھی نہیں دے سکتا جو اسلام کے عقائد واحکام سے واقف ہو اور دروز کے عقائد' کردار اور حالات سے واقف ہو۔ چہ جائیکہ ازھر کے شیخ المشائخ اس قسم کا جواب دیں اور اسلام کے عقائد اور دروز کی تاریخ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ ظاہر میں مسلمان ہیں نہ حقیقت میں۔ حالات جب بھی ان کے حق میں ساز گار ہوتے ہیں' ان کی حقیقت کھل جاتی ہے اور وہ اپنے کفروالحاد کا برملا اظہار کر دیتے ہیں' مسلمانوں کے مال' جان اور آبرو پر دست درازی کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کر دیتے ہیں۔

جس طرح مصر کے ایک عبیدی حکمران "حاکم عبیدی" کے دور میں ہوا۔ البتہ جب ان پر حالات کا دباؤ پڑتا ہے اور وہ مشکلات میں گھر جاتے ہیں تو تقیہ پر عمل کرتے ہوئے دین داری کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور منافقت اختیار کرتے ہوئے غیرت اور اصلاح کا اظہار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کا رویہ ہمیشہ یہی رہا ہے۔ اس کے باوجود درزی طالب علم نے نام نہاد شیخ المشائخ ازھر کے جواب کو پسند نہیں کیا اور

(۳) اس نے کہا: "کیا وجہ؟"

فرضی شیخ نے جواب دیا: "کیونکہ وہ حاکم کی عبادت کرتے ہیں۔" اس پر درزی طالب علم غصے میں آگیا' اس نے شیخ کو غلطی پر قرار دیا اور اس موقع پر ایسی باتیں کہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار جھلکتا ہے اور اس سے درزیوں کا کفر اور ان کے عقیدہ کی خرابی کا واضح اظہار ہوتا ہے۔

اس نے کہا: "جو شخص یہ کہتا ہے ہم کسی حاکم کو معبود سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہے۔ ہمارا تو عقیدہ لا الہ الا اللہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد' احد اور اکیلا ہے' بے نیاز ہے' وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔"

ہمارے مذہب میں تو یہ (عقیدہ) ہے جو ہر کسی کو معلوم ہے کہ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں' اس کا ادراک ہو سکتا ہے' نہ اس کا کوئی وصف بیان کیا جاسکتا ہے۔ وہ بیٹھا ہے نہ کھڑا ہے' نہ جاگتا ہے نہ سوتا ہے۔ وہ ارواح اور عدد سے پاک ہے' ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ظاہر ہو گا' تاکہ اس پر سچا اور صحیح ایمان لایا جا سکے۔ وہ ان پر اپنی حجت قائم کرنے کے لئے ان سے انس کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی کیفیت کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور اپنی عقلوں کی طاقت سے اس کی ماہیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کو دیکھنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص آئینے میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔ جناب امام اکبر صاحب! آپ دیکھتے نہیں کہ جب آپ آئینے کی طرف دیکھتے ہیں تو آپ کو آئینے میں آپ کی صورت جیسی ایک صورت نظر آتی ہے؟"

شیخ نے کہا: "ہاں" درزی طالب علم نے کہا: "یہ صورت تمام انسانی صفات سے پاک ہے' وہ نہ کھاتی ہے' نہ پیتی ہے' نہ سمجھتی ہے نہ...... تہ...... ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح ہم آئینے کی طرف دیکھتے ہیں تو اس میں اپنی صورت دیکھتے ہیں جو تمام صفات سے مجرد ہوتی ہے' اسی طرح ہمیں اللہ کی صورت تمام صفات سے پاک نظر آتی ہے۔"

تاریخی اور علمی طور پر یہ حقیقت ہے کہ درزی فرقہ کے لوگ "حاکم عبیدی" کو پوجتے ہیں اور اسے الٰہ (معبود) قرار دیتے ہیں اور "حاکم عبیدی" نے خود اپنی ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے قریبی ساتھی' لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ اس درزی طالب علم نے اس کا انکار کر کے کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کلام میں تلبیس سے کام لیا ہے اور تردید کرتے ہوئے بھی ایسی باتیں کہہ گیا ہے جو کفر ہیں۔

اس نے کہا: "وہ شخص غلطی پر ہے جو کہتا ہے کہ ہم کسی حاکم کو معبود سمجھتے ہیں۔"

اس میں اس نے "کسی حاکم" کی بات کی ہے۔ حالانکہ موضوع بحث اس "عبیدی حاکم" کی عبادت اور الوہیت کا دعویٰ ہے جو مصر کا بادشاہ تھا۔

اس شخص نے اللہ کی تمام صفات کا انکار کر کے اسے آئینے میں موجود صورت سے تشبیہ دی اور کہا: "اس کو دیکھنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص آئینے میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔" اور کہا: "جناب امام اکبر صاحب..... ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح ہم آئینے کی طرف دیکھتے ہیں تو اس میں اپنی صورت دیکھتے ہیں جو تمام صفات سے مجرد ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمیں اللہ کی صورت تمام صفات سے پاک نظر آتی ہے۔" اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کو ایسی معدوم ہستی بنا دیا ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔

(۴) شیخ نے کہا: "تقمص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟"

طالب علم نے کہا: "ہم تقمص (تناسخ) پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ ایک قدیم فلسفی مذہب ہے جو فاطمیوں کے ظہور میں آنے سے پہلے بلکہ ظہور اسلام سے بھی پہلے موجود تھا۔ یہ مذہب شروع سے انسانوں کے ساتھ رہا ہے۔ بہت سے قدیم غالی فلسفی بھی اس کے قائل رہے ہیں' اس لئے دروز کا تقمص پر ایمان رکھنا کوئی عجیب بات نہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ مسلمان تقمص کا انکار کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید اس کی تائید کرتا ہے۔" اس کے بعد تقمص کے دلائل کے طور پر دو آیتیں ذکر کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۸)

"تم کس طرح اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندگی دی' پھر وہ تمہیں موت دے گا' پھر تمہیں زندہ کرے گا' پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

دوسری آیت ہے:

﴿ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴾ (طٰہٰ ۲۰/ ۵۵)

"اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری بار نکالیں گے۔"

اور ایک معنوی حدیث پیش کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَا زِلْتُ أَنْتَقِلُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَصْلَابِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَرْحَامِ الْمُؤْمِنَاتِ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا . . .»

"میں آج تک مومن مردوں کی پشتوں سے مومن عورتوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔"

یہاں اس درزی طالب علم نے اقرار کیا ہے کہ دروز تقمص یعنی تناسخ ارواح پر یقین رکھتے ہیں۔ اس عقیدہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی زندہ انسان یا حیوان مرتا ہے تو اس کی روح کسی اور جسم میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ دوسرا انسان یا حیوان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو وہ عقیدۂ قیامت پر ایمان نہیں لاسکتے' جس کی صراحت قرآن وحدیث میں موجود ہے اور جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے۔ وہ جزاو سزا اور حساب وکتاب کے قائل ہیں نہ جنت اور جہنم پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں جہاں قیامت کا ذکر آیا ہے وہ اس سے امام کا ظہور مراد لیتے ہیں۔ جس طرح دروز کے خیال میں "حاکم" پوشیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ ظاہر ہو گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں

کہ جب روح خواہشات نفسانی سے پرہیز اور علم و عبادت کے ذریعے صاف ہو جاتی ہے تو وہ اپنے اصلی گھر کی طرف لوٹ آتی ہے موت کے ذریعہ اسے کمال حاصل ہوتا ہے اور وہ بدن کے قید وبند سے آزاد ہو جاتی ہے۔ البتہ جو روحیں ترقی نہیں کر سکتیں کیونکہ انہوں نے آئمہ معصومین سے ہدایت طلب نہیں کی' بلکہ ان سے دور رہیں' انہیں جسموں میں باقی رکھ کر عذاب دیا جاتا ہے۔ وہ ایک سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ جب کوئی ایسی روح مر کر ایک جسم سے نکلتی ہے تو دوسرا جسم اسے لے لیتا ہے۔ اس کیلئے وہ مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ اس آیت کریمہ سے بھی استدلال کرتے ہیں:

﴿ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ﴾ (النساء ٤/ ٥٦)

"جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی ہم تبدیل کر کے انہیں دوسری کھالیں دے دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔"

قیامت سے امام کا ظہور مراد لینا کلام اللہ میں واضح تحریف ہے۔ اسطرح انہوں نے قرآن کے الفاظ کو عربی زبان کے اصل مفہوم سے الگ کر دیا ہے' حالانکہ قرآن اہل عرب کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ یہ تاویل قرآن مجید کی دوسری آیات کی صراحتاً مخالف ہے اور بے شمار صریح متواتر احادیث کے خلاف ہے جن میں قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا' حساب و کتاب' جزا و سزا اور جنت جہنم کا بیان ہے۔

لہٰذا ان کی یہ تاویل واضح گمراہی اور صریح کفر ہے اور ان کا یہ عقیدہ جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے کہ روحیں اپنے بدن تبدیل کرتی رہتی ہیں (عقیدۂ تناسخ)' محض وہم وگمان پر مبنی ایک خیال ہے جس کی کوئی عقلی بنیاد نہیں' نہ اس کی تائید کسی نقلی دلیل سے ہوتی ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہ یہ عقیدہ قرآن سے ثابت ہے' سراسر جھوٹ ہے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ .... (تم بے جان تھے' پھر اس نے تمہیں زندگی بخشی....) کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورت ابھی نہیں بنائی تھی اور تمہارے اندر روح نہیں ڈالی تھی اس وقت تم مردہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے جسم میں روح ڈال کر تمہیں زندہ کر دیا۔ پھر جب تمہاری دنیا میں رہنے کی مقررہ مدت ختم ہو جائے گی تو تمہاری روحیں قبض کر کے تمہیں فوت کر لے گا' پھر قیامت کے دن تمہارا حساب کرنے اور تمہیں جزا دینے کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا۔

عرب کی جس زبان میں قرآن نازل ہوا ہے' اس کے مطابق تو اس کا صاف صریح مطلب یہی ہے۔ اور صحیح صریح احادیث سے بھی اس کی یہی وضاحت سامنے آتی ہے' اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب انسان مرتا ہے اور اس کی روح اس کے جسم سے نکل جاتی ہے تو پھر اسے کسی اور جسم میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ وہ دوبارہ پیدا ہو کر اسی دنیا میں زندگی گزارے۔

اسی طرح دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴾ (طٰہٰ ٢٠/ ٥٥)

"ہم نے تمہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا' اسی میں تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری بار نکالیں گے۔"

اس کا مطلب بھی واضح ہے کہ ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے۔ پھر تم اس دنیا میں زندگی گزار رہے ہو' پھر تم اسی زمین کی طرف لوٹ جاؤ گے یعنی جب تم مرو گے تو اس میں دفن ہو گے' اس کے بعد جب دوبارہ زندہ ہونے کا وقت آئے گا اور قیامت قائم ہوگی تو ہم تمہیں اسی زمین سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔ ان آیتوں سے تناسخ کا عقیدہ کشید کرنے کی کوشش

کرنا تو من مانی تفسیر اور معنوی تحریف ہے جس کی تائید عربی زبان سے نہیں ہوتی اور قرآن وحدیث کی صریح نصوص اس کی تردید کرتی ہیں' تمام اہل ایمان علماء کا اجماع اس کے برعکس ہے۔

باقی رہی وہ حدیث جو انہوں نے ذکر کی ہے تو اس کا پتہ حدیث کی مشہور کتابوں میں سے کسی میں نہیں ملتا اور مختلف زمانوں میں کافر طبقات کا وجود اس حدیث کے جعلی ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ اپنے آباؤ اجداد کے ہر طبقہ میں مومن مرد کی پشت اور مومن عورت کے پیٹ میں منتقل نہیں ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بعض مومن تھے مثلاً ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام اور بعض کافر تھے (مثلاً آزر) پس یہ حدیث موضوع ہے یعنی کسی نے جھوٹ گھڑ کر اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اسی طرح آیت مبارکہ:

﴿ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا۟ ٱلْعَذَابَ ﴾ (النساء٤/ ٥٦)

"جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی' ہم تبدیل کر کے انہیں دوسری کھالیں دے دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔"

یہ واضح طور پر کافر جہنمیوں کے بارے میں ہے کہ قیامت کے دن انہیں مسلسل عذاب ہوتا رہے گا۔ یہ کسی بھی طرح اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ جب کوئی انسان دنیا میں مرتا ہے تو اس کی روح اس کے جسم سے نکل کر کسی اور جسم میں داخل ہو جاتی ہے تاکہ وہ جسم اس کے لئے قید اور عذاب کا باعث بنا رہے۔ اس آیت کی تفسیر اس انداز میں کرنا صریح تحریف بلکہ آیات قرآنی سے مذاق کے مترادف ہے۔

اس مکالمہ کے آخر میں درزی نے لکھا ہے کہ نام نہاد شیخ رافعی نے اعتراف کر لیا کہ دروز ایک اسلامی فرقہ ہے' یہ اعتراف یقیناً ایک خیالی اعتراف ہے جو ایک فرضی تصوراتی شیخ نے کیا ہے۔

اگر ہم کچھ دیر کے لئے فرض کر لیں کہ واقعی کسی شیخ نے کسی درزی طالب علم سے بحث کی ہو اور ان دونوں میں واقعتا یہی بات چیت ہوئی ہو' تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس بات چیت سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے' وہ صحیح ہے' کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنے موقف میں سچا ہوتا ہے لیکن کم علمی اور مناظرہ میں کمزوری کی وجہ سے شکست کھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا ہار مان لینا مناظرہ کے موقف کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہوتا' نہ اس سے اس کا دعویٰ اور عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

دوسرے مکالمہ میں جھوٹ اور فریب کی وضاحت

پمفلٹ میں دوسرے مکالمہ کا ایک فریق انکے دعوے کے مطابق ایک سنی عالم ہے' جس کا نام "شیخ الحق حسینی" ہے۔ جو کسی کالج میں شعبہ علوم شرقیہ کا سربراہ ہے۔ دوسرا فریق دروز کے مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک پروفیسر ہے جس کا نام "ابو حسن زیدان" ہے۔ اس مکالمہ میں اس شخص نے کچھ سوال کئے ہیں جسے سنی ظاہر کیا گیا ہے اور دروزی ان کے جواب دیتا ہے۔ ان سوالات اور جوابات کا اسلوب بڑا گھٹیا' زبان عربی قواعد کے لحاظ سے کمزور اور مطالب پھس پھسے' مجمل اور غیر واضح ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکالمہ بھی خود ساختہ ہے۔ یا پھر ایسے دو افراد کے درمیان ہوا جن کا علم سے کوئی تعلق نہیں اور مناظرہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں' نہ اس کے نتائج قابل توجہ ہیں۔ ان کی پوری بات چیت یہاں درج کی جاتی ہے:

سوال ۱: فرضی سنی نے کہا: "تمہارا دین کیا ہے؟"

دروزی نے جواب دیا: "ہمارا دین اسلام ہے۔"

ہم گذشتہ سوالات میں واضح کر چکے ہیں کہ درزی فرقہ والے مسلمان نہیں۔ بلکہ وہ یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر کافر ہیں۔ آئندہ سوالوں میں دروزی نے جو جوابات دیئے ہیں اور جس طرح اپنے عقائد کی وضاحت کی ہے اور ارکان اسلام وغیرہ کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس سے بھی اسی موقف کی تائید ہوتی ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔

سوال ۲: تمہارا مذہب کیا ہے؟

جواب: "ہمارا مذہب اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ کی رسالت کا اقرار ہے اور یہ اسلام میں تقیہ والے مذاہب میں سے ایک ہے۔"

اس سوال کے جواب میں دروزی نے تسلیم کیا ہے کہ ان کا مذہب تقیہ ہے۔اس اقرار میں اس نے سچ کہا ہے۔ واضح رہے کہ تقیہ عقیدہ' قول اور عمل میں منافقت' دھوکے اور فریب کا نام ہے اور اس سوال کے جواب میں دروزی نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔ اس نے کہا کہ دروز کا مذہب اللہ کی توحید اور رسول اللہ کی رسالت کا اقرار ہے لیکن ان کا معبود جس کی توحید کے وہ قائل ہیں اور جس کی عبادت کرتے ہیں وہ مصر کا حکمران "حاکم عبیدی" ہے اور جس رسول کو مانتے ہیں وہ حاکم کا بھیجا ہوا مبلغ "حمزہ بن علی بن احمد فارسی حاکم درزی" ہے جس کو اس نے اس لئے بھیجا تھا کہ لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلائے اسی کو فاطمی حاکم نے "رسول" کا لقب دیا تھا۔ جواب کا یہ انداز تقیہ کی واضح ترین تفسیر اور سچی عملی مثال ہے۔ کیونکہ اس میں ہیرا پھیری اور منافقت پائی جاتی ہے۔

سوال ۳: "تم لوگ سنی ہو یا شیعہ؟"

جواب: "نہ سنی نہ شیعہ بلکہ ان فرقوں میں سے ایک ہیں جن کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے:

«سَتَنْقَسِمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي إِلَى ثَلَاثَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً»

"میری امت میرے بعد تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔"

اس سوال کے جواب میں دروزی نے اجمال سے کام لیا ہے۔ اس نے اپنے فرقہ کے سنی یا شیعہ ہونے سے انکار کیا ہے لیکن اس کی حقیقت سے پردہ نہیں اٹھایا' بلکہ مبہم جواب دیا ہے کہ وہ ان فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جن کی طرف رسول ﷺ نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے:

«سَتَنْقَسِمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي إِلَى ثَلَاثَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً»

اس جواب میں اس نے عربی زبان میں لغوی غلطی بھی کی ہے' حدیث میں تحریف بھی کی ہے اور سائل کو دھوکا بھی دیا ہے اسے کوئی واضح اور دوٹوک جواب نہیں دیا اور یہ جھوٹ بھی بولا ہے کہ وہ شیعہ نہیں۔ کیونکہ وہ فرقہ باطنیہ کی قرامطہ شاخ سے تعلق رکھتے ہیں' جو غلو کرنے والے شیعہ کا بدترین فرقہ ہے۔

سوال ۴: کیا تم نماز کے اوقات میں نماز پڑھتے ہو؟"

جواب: "ہاں' ہم نماز پڑھتے ہیں' کیونکہ نماز ہر مومن پر واجب ہے' کیونکہ وہ بندے اور خالق کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔"

سوال ۵: "نماز کیسے ہوتی ہے؟" (یعنی اس کا طریقہ کیا ہے؟)

جواب: "جب ہم میت پر نماز (جنازہ) پڑھتے ہیں تو ہم قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں' لیکن عموی نماز ذکر کا حلقہ ہے۔"

چوتھا اور پانچواں سوال غیر واضح بھی ہے اور ناقص بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوالات کو عمداً اس انداز میں پیش کیا گیا

ہے تاکہ دروزی پہلے مجمل جواب دے سکے اور ثانیاً اصل جواب سے فرار اختیار کر کے نماز کے مفہوم میں تحریف کر سکے اور اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ اس نے کہا: "ہم نماز پڑھتے ہیں کیونکہ نماز واجب ہے اور اس لئے کہ وہ بندے اور خالق کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔"

اس کے علاوہ وہ اس چیز کے بیان میں بھی موضوع سے ہٹ گیا ہے کہ نماز سے کیا مراد ہے؟ (اور عام نماز کے بجائے نماز جنازہ کی بات شروع کر دی ہے)۔ اس نے کہا: "جب میت پر نماز پڑھتے ہیں تو قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔"

اس کے علاوہ اس نے یہ بھی تحریف کی ہے کہ عام نماز کا مطلب ذکر کا حلقہ بتایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پانچ نمازیں اس انداز سے پڑھنے کا منکر ہے جس طرح ہمیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس طرح پہلے سوال کے جواب میں اس نے جو کہا تھا کہ "ہمارا دین اسلام ہے" اس کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو گیا۔

سوال ۶: "کیا تم نماز کے وقت رکوع کرتے ہو؟"

جواب: "ہمارے ہاں رکوع نفل ہے۔"

سوال ۷: "کیا تم نماز کے وقت سجدہ کرتے ہو؟"

جواب: "ہاں' ہم سجدے کے وقت سجدہ کرتے ہیں کیونکہ یہ فرض ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔"

چھٹا اور ساتواں سوال بھی ناقص اور غیر واضح ہیں۔ اس کے باوجود دروزی نے رکوع کی فرضیت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ نفل ہے۔ سجدے کے فرض ہونے کا اقرار تو کیا ہے لیکن اس کی کیفیت کو واضح نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سائل اور جواب دینے والے میں پہلے سے گٹھ جوڑ ہے۔ یا سوال کرنے والا اور جواب دینے والا ایک ہی شخص ہے اور یہ جواب اس کی اس بات کے بھی مخالف ہے جو اس نے پہلے سوال کے جواب میں کہی ہے کہ "ہمارا دین اسلام ہے۔" کیونکہ دین اسلام میں نماز حلقۂ ذکر کا نام نہیں بلکہ دن رات میں اسی طریقے سے پانچ نمازیں ادا کرنے کا نام ہے جو اسلام میں بداہتہ معلوم ہے۔ لہٰذا یہ شخص نص اور اجماع کی روشنی میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

سوال ۸: "کیا آپ لوگ روزوں کے مہینے میں روزے رکھتے ہیں؟"

جواب: "ہاں' بعض لوگ' خصوصاً معمر افراد روزے رکھتے ہیں' لیکن ہمارے عرف میں ظاہر روزہ نفل ہے اور حقیقی روزہ' یعنی خود کو حرام کاموں سے بچانا لازمی فریضہ ہے' جو زندگی بھر کے لئے خاص اوقات میں نہیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی حکم عدولی کرتے ہوئے ظاہری روزہ کا کوئی فائدہ نہیں۔"

اس آٹھویں سوال کے جواب میں دروزی نے رمضان کے فرض روزوں کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ "ظاہری روزہ نفل ہے" اور حقیقی روزے کا مطلب نفس کو حرام سے بچانا بتایا ہے اور یہ اسلام کی بدیہی تعلیم کا انکار ہے اور قرآن وحدیث میں تحریف ہے۔ اس نے اللہ اور رسول کے فرض کئے ہوئے شعائر اسلام (اسلام کے امتیازی اعمال) کو مکلف افراد کے ذمہ سے ساقط کر دیا ہے۔ یہ انکار نص اور اجماع کی روشنی میں صریح کفر اور ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ اور اس سے اس کے اس دعویٰ کی تردید ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں کا دین اسلام ہے۔

سوال ۹: "کیا آپ لوگ حج کرتے ہیں؟"

جواب: "ہمارے ہاں حج بھی نفل ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ فرماتی ہے:

﴿ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾ (آل عمران ۳/ ۹۷)

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض کر دیا ہے یہاں مَنِ اسْتَطَاعَ کے

لفظ سے ان لوگوں کے لئے کھلی گنجائش ثابت ہوتی ہے جو فریضہ، حج ادا نہیں کر سکتے۔"

نویں سوال کے جواب میں بھی اس نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جس طرح رمضان کی فرضیت کاانکار کیا تھا۔ اسی طرح حج کے فریضہ کا بھی انکار کیا ہے۔ اس نے کہا ہے "ہمارے ہاں حج نفل ہے" اس طرح اس کی فرضیت کا انکار کیا ہے اور یہ کفر ہے کیونکہ یہ دین کی بدیہی چیز کا انکار ہے۔ پھر اس نے آیت لاکر دھوکا دیا ہے جو طاقت رکھنے والے پر حج کی فرضیت کو صراحت کے ساتھ ثابت کرتی ہے۔ گنجائش تو اس کے لئے ہے جو خود حج کر سکتا ہو نہ کسی کو نائب بنا کر فریضہ حج سے سبکدوش ہو سکتا ہو۔ اس سے پہلے سوال میں کی گئی اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ دروز کا دین اسلام ہے۔

سوال ۱۰: "کیا تم میں سے کسی نے مکہ کا حج کیا ہے؟"

جواب: "ہاں ہم میں سے بہت سے لوگوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کی ہے۔"

اس (دسویں) سوال میں بھی ابہام اور نقص ہے جس کا مقصد جواب دینے والے کو بھاگنے کا راستہ دینا اور بات پلٹنے کا موقع مہیا کرنا ہے اور جواب دینے والے نے بھی مجمل جواب دیا ہے جس کا مطلب مکہ کا عام سفر بھی لیا جا سکتا ہے یعنی کسی بھی شہر میں سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ اسی لئے اس نے کہا: "ہم میں سے بہت سے لوگوں نے مکہ اور مدینہ کی زیارت کی ہے۔" یہی باطنیہ اور قرامطہ کا دین ہے۔ ان کی عادت بھی فریب اور تقیہ کی ہے جس طرح کہ پہلے بیان ہوا۔

سوال ۱۱: تم لوگ میت کی نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہو؟"

جواب: "ہم میت کی نماز جنازہ اہل سنت کی طرح شافعی طریقے پر پڑھتے ہیں' آپ کو لمبی چوڑی بحث کی مشقت سے بچانے کے لئے ہم آپ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرتے ہیں جو "عقل جلیل کے مشائخ" کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ وہ ہمارے توحیدی مذہب کا بلند ترین مرجع ہیں۔ اس کتاب سے آپ کو نماز جنازہ کے متعلق ہمارے مذہبی طریقوں' شادی کی دستاویزات تحریر کرنے' وفات کی صورت میں میراث کے احکام اور دیگر مسائل کا علم ہو گا۔" سائل نے اس کتاب کی ورق گردانی کی اور جواب دینے والے کو مخاطب کر کے کہا: "تم واقعی مسلمان ہو۔"

اس سوال کے جواب میں جھوٹ بھی ہے اور تناقض بھی۔ کیونکہ تیسرے سوال کے جواب میں دروز کے اہل سنت میں سے ہونے کی مطلقاً نفی کر چکا ہے اور یہاں کہہ رہا ہے کہ وہ شافعی مذہب کے مطابق جنازہ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ امام شافعی اہل سنت میں سے ہیں پھر ان کی نماز شافعیؒ کے مذہب پر کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر اس نے جواب کو واضح کرنے سے بھی گریز کیا ہے اور کسی مبہم کتاب کا حوالہ دے دیا ہے جس کا نام بھی نہیں بتایا' تاکہ لوگ اس کتاب کو پڑھ کر اس کے دعویٰ کا سچ جھوٹ معلوم نہ کر سکیں کہ ان کے ہاں نماز جنازہ واقعتاً شافعی مسلک کے مطابق ہے یا نہیں۔ پھر اس نے کہا ہے کہ اسی فرضی سنی عالم نے کتاب کی ورق گردانی کرنے کے بعد کہا: "تم واقعی مسلمان ہو" اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس قسم کی جعلی گفتگو میں اس قسم کے اعتراف کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ محض دھوکا' فریب اور دروزی مذہب کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔

اگر دروز کا مذہب واقعی اسلام کے مطابق ہوتا تو وہ اس کا اظہار کرتا اور کتاب کا نام بتاتا تاکہ حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ لیکن اسے رسوائی کا خطرہ محسوس ہوا' اس لئے حسب عادت کتاب کی وضاحت نہیں کی۔ اس فرقے کی یہی عادت ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔

سوال ۱۲: "آپ لوگوں کے ہاں ترکہ (میراث) تقسیم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟"

جواب: "ہمارے ہاں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ شرعی فریضہ کے مطابق ہی ہے جب کہ میت نے وصیت نہ چھوڑی ہو۔ البتہ

جب اس نے وصیت چھوڑی ہو تو وراثت اس وصیت کے مطابق تقسیم ہو گی۔ کیونکہ ہمارے ہاں وصیت فرض ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ آیت مبارکہ:

﴿ يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِۚ ﴾ (النساء٤/ ١١)

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق وصیت کرتا ہے' مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے اور اس آیت پر عمل کرتے ہوئے کہ بعد وصیة یوصی بها أو دین وصیت جو کی گئی ہو اس کے بعد اور قرض کے بعد۔

سوال ۳: "آپ کے ہاں وصیت کا کیا طریقہ ہے؟"

جواب: "وصیت کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے مال میں جس کے لئے چاہے وصیت کرنے کا پورا پورا حق ہے خواہ کوئی رشتہ دار ہو یا نہ ہو"۔

سوال ۴: "اہل سنت کے مذہب میں تو وارث کے لئے وصیت کرنا منع ہے' پھر آپ کیوں وارث کے لئے وصیت کرتے ہیں؟"

جواب: ہم وارث کے لئے وصیت کر کے اس آیت مبارکہ پر عمل کرتے ہیں:

﴿ كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ إِن تَرَكَ خَيۡرًا ٱلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ ﴾
(البقرة٢/ ١٨٠)

"جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو (اس پر) والدین اور اقارب کے لئے وصیت کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔" اس آیت شریفہ سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وصیت وارث اور غیر وارث سب کے لئے جائز ہے اور ہم اسی طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔

دروزی نے ان تین سوالوں کے جواب میں کہا ہے کہ ان کے ہاں وصیت شرعی فریضہ کے مطابق ہے لیکن اسکی تعیین نہیں کی۔ اس کے بعد شرط لگادی ہے کہ یہ اس وقت ہے جب وصیت موجود نہ ہو۔ اگر کوئی شخص شرعی فریضہ کے برعکس کسی وارث یا غیر وارث کے لئے سارے مال کی وصیت کر جائے تو ترکہ کی تقسیم میں وصیت کا اعتبار کیا جائے گا (شرعی اصولوں کا نہیں) حالانکہ شریعت نے اس کے برعکس صاف الفاظ میں یہ حکم دیا ہے کہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں اور اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سوال کے جواب میں اس نے جھوٹ بولا ہے کہ دروز کا دین اسلام ہے۔

آیت مبارکہ يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡ ... اور اس کے بعد والی آیت میں میراث کے شرعی طور پر مقرر حصوں کا بیان ہے اور مختلف وارثوں کے حصے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور اس آیت میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ اللہ کی اس مقررہ حد سے تجاوز نہ کیا جائے جو اللہ نے ہر وارث کے لئے مقرر کر دی ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے یہ اختیار باقی نہیں چھوڑا گیا کہ مذکورہ دو آیتوں کے مذکور وارثوں کے متعلق وصیت کریں' نہ ہر وارث کے لئے مقرر حصہ میں ہمیں اختیار دیا گیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے وارثوں کی قسمیں بیان کی ہیں اور ہر قسم کے وارث کا حصہ بیان کر دیا ہے اور ہمارے لئے اس پر عمل کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے ان آیات میں یہ بھی بتایا ہے کہ ترکہ وارثوں میں تقسیم کرنے سے پہلے میت کے ذمہ جو قرضہ ہے' وہ ادا کیا جائے گا اور ایک تہائی مال کی حد تک اس نے غیر وارث افراد کے لئے جو وصیت کی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ جس طرح کہ نبی ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔ لہٰذا دروزی نے ان دو آیتوں سے استدلال کرنے میں اجمال اور تلبیس سے کام لیا ہے اور ترکہ کی تقسیم میں وصیت سے جو مراد ہے اس کی غلط تشریح کی ہے اور تقسیم سے قبل

وصیت کی تقسیم کے معاملہ کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے سنت نبوی سے بالکل اعراض کیا ہے جس سے قرآن مجید میں موجود وصیت کا مطلق حکم مقید ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا لحاظ کرنا ضروری تھا اور اس مسئلہ میں اس نے مسلمانوں کے اجماع کی طرف بالکل توجہ نہیں کی اور غلط استدلال کرنے والے یوں ہی کیا کرتے ہیں کہ کلام کو مجمل رکھتے ہیں اور مخاطب کو شبہ میں ڈال کر باطل کو حق کے رنگ میں پیش کر کے دھوکا دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ قرآن میں کج روی کا طریقہ اپناتے اور قرآن کے الفاظ کو صحیح معانی سے ہٹا کر خود ساختہ غلط مفہوم کی طرف لے جاتے ہیں۔ اسی طرح قولی اور عملی طور پر جناب رسول اللہ ﷺ کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور صحابہ کرام و ائمہ دین کے اجماع کی مخالفت کر کے اپنے دل کی خواہش پوری کرتے اور اپنے جیسوں کی تائید کرتے ہیں۔

سوال ۱۵: کیا تم لوگ بیک وقت ایک سے زیادہ عورتیں نکاح میں رکھتے ہو؟"

جواب: "ہرگز نہیں' ہمارے مذہب میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جائز نہیں' کیونکہ قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿ وَخَلَقْنَٰكُمْ أَزْوَٰجًا ﴾ (النباء۷۸/ ۸)

"اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا۔"

اور:

﴿ وَمِن كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ﴾ (الذاریات۵۱/ ۴۹)

"ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔"

اور:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ فَوَٰحِدَةً ﴾ (النساء۴/ ۳)

"اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک سے (نکاح کرو۔)"

اور:

(وَلَنْ تَعْدِلُوا أَبَدًا عَلَى النِّسَاءِ وَإِنْ حَرَصْتُمْ)

"اور تم عورتوں میں کبھی انصاف نہیں کر سکو گے اگرچہ تم (انصاف کی) حرص کرو۔"

چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ دو عورتوں میں عدل ممکن نہیں اس لئے صاحب شریعت نے ہم پر ایک کے ساتھ رہنا واجب کر دیا ہے۔"

درروزی نے سوال (۱۵) کے جواب میں اس چیز کا انکار کیا ہے جس کا دین میں وجود بدیہی ہے۔ یعنی ایک سے زیادہ بیویوں کا جواز اور اپنے باطل موقف پر ان چیزوں سے دلیل لانے کی کوشش کی ہے جن سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس نے ارشاد باری تعالیٰ: وَخَلَقْنٰكُمْ أَزْوَاجًا اور ارشاد باری تعالیٰ: وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ سے استدلال کیا ہے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی تخلیق میں اپنی تکوینی سنت کو بیان کیا ہے کہ اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ جانداروں کی ہر نوع کو۔ خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات' مذکر اور مؤنث پیدا کیا ہے۔ ہر ایک میں دو مقابل انواع پیدا کی ہیں تاکہ ان کے ملاپ سے نسل قائم رہے اور زندہ مخلوقات باقی رہیں اور مختلف فوائد حاصل ہوں۔ ان آیات کا تعدد ازواج سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ لہذا ان سے متعدد بیویوں کے ممنوع ہونے پر استدلال کرنا تحریف اور قرآن کے الفاظ کو من مانا مفہوم دینے کے مترادف ہے۔ باقی رہی آیت کریمہ:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ فَوَٰحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ﴾ "پس اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک

سے (نکاح کرو) یا جو (لونڈیاں) تمہاری ملکیت ہیں (ان سے جائز تعلق قائم کرو۔)"
اس آیت کا ابتدائی حصہ صاف طور پر ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہونے کی دلیل ہے جب کہ ان کے ساتھ رہنے سہنے' سلوک اور خرچ وغیرہ میں ظلم ہو جانے کا خطرہ نہ ہو اور یہ چیز ممکن ہے اور مرد کے بس میں ہے۔ باقی رہا فرمان الٰہی:

﴿ وَلَن تَسْتَطِيعُوٓاْ أَن تَعْدِلُواْ بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُواْ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ ﴾ (النساء ٤/ ١٢٩)

"اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکو گے' اگرچہ اس کی حرص کرو' تو (ایک عورت کی طرف سے) بالکل ہی کنارہ کش نہ ہو جاؤ کہ اسے اس طرح چھوڑ دو جس طرح (درمیان میں) لٹکی ہوئی (ہوتی ہے)۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی محبت اور قلبی میلان میں عدل ممکن نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے ساتھ باری کے مطابق وقت گزارنے اور اخراجات مہیا کرنے میں عدل نہیں ہو سکتا۔ اس نکتہ کی وضاحت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات سے بھی فرمائی ہے اور عمل سے بھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے متعدد خواتین سے نکاح کیا اور ان کے درمیان رہن سہن اور اخراجات وغیرہ کے امور میں پوری طرح انصاف فرمایا۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا: "اے اللہ! جو کچھ میرے بس میں ہے اس میں تو میں نے یہ تقسیم کردی ہے اور جو چیز تیرے قبضے میں ہے' میرے قبضے میں نہیں' اس میں مجھے ملامت نہ فرمانا۔"

متعدد بیویاں کرنے کے جواز پر صحابہ کا اجماع ہے اور انہوں نے اس پر عمل بھی کیا' حالانکہ قرآن مجید ان کی زبان میں نازل ہوا تھا اور وہ لوگ اس دروزی اور اس جیسے دوسرے خواہش پرستوں سے زیادہ قرآن مجید کو سمجھتے تھے۔ جبکہ یہ تو نصاریٰ اور ملحدین کے ہم قدم چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور بزعم خویش صنف نازک کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔

دروزی نے چوتھی آیت کے الفاظ میں تحریف کی ہے۔ صحیح آیت اس طرح ہیں: وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۝ اس نے آیت میں اپنے پاس سے الفاظ شامل کر دیئے ہیں۔

سوال ۱۶: "کیا تمہارے نزدیک طلاق جائز ہے؟"

جواب: ہاں جائز اسباب کی بنا پر طلاق جائز ہے۔ البتہ جو شخص کسی جائز سبب کے بغیر یا مطلقہ کی رضامندی کے بغیر طلاق دیتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تمام املاک اور مال و دولت کا نصف پیش کرے۔ لیکن اگر طلاق عورت کے کسی جرم کی وجہ سے ہوئی ہے تو پھر عورت اپنی آدھی جائیداد اور دولت مرد کو ادا کرے گی۔"

اس سوال کے جواب میں دروزی نے طلاق کو جائز تسلیم کیا ہے لیکن جائز اسباب کی شرط لگائی ہے۔ لیکن چونکہ دروز کا اصول ہے کہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے مذہب کی اصل حقیقت کو پوشیدہ رکھا جائے اور مخالفین سے بات کرتے ہوئے وہ اسی اصول پر عمل کرتے ہیں' اس لئے یہاں بھی اس نے ان "جائز اسباب" کی وضاحت نہیں کی۔ پھر اس پر ایک اور گل کھلایا ہے کہ اپنے دل سے شریعت سازی کرتے ہوئے خاوند کو حکم دے دیا کہ اگر اس نے باہمی رضامندی کے بغیر جائز سبب کے بغیر طلاق دی تو بیوی کو آدھی جائیداد دے اور عورت پر بھی یہ واجب کر دیا کہ اس کی کسی غلطی کی وجہ سے طلاق ہو تو وہ اپنی آدھی جائیداد خاوند کو دے۔ اسلام میں طلاق کے موقع پر خاوند اور بیوی کے جو حقوق رکھے گئے ہیں' یہ قانون ان کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے اور اس طرح اس بات کی تردید کرتا ہے جو پہلے سوال کے جواب میں کہی گئی کہ "ہمارا دین اسلام ہے۔"

سوال ۱۷: "سنا ہے کہ آپ تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں؟ آپ کے اس عقیدہ کی بنیاد کیا ہے؟"

جواب: "ہاں، ہم تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس عقیدہ کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ ایک نقلی دلیل اور ایک عقلی دلیل۔ نقلی دلیل تو یہ آیت کریمہ ہے:

﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (البقرۃ٢/ ٢٨)

"تم اللہ کے ساتھ کس طرح کفر کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر وہ تم کو موت دے گا، پھر وہ تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

اس آیت کریمہ اور بعض دوسری آیات کی تفسیر ہم اس عقیدہ کے مطابق کرتے ہیں۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان عدل کرنے والا ہے، پھر اس نے ان کے درمیان امیر، غریب، خوش قسمت، بدنصیب، خوبصورت اور بدصورت کا اتنا فرق کیوں رکھا؟ جب کہ لوگ اس دنیا میں نئے پیدا کیے جاتے ہیں، تو اس عظیم فرق کو دیکھتے ہوئے اور اس پختہ ایمان کی بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ انتہائی عادل ہے اور مذکورہ بالا آیت کی وجہ سے ہم تقمص (تناسخ) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

دروزی نے سوال (١٧) کے جواب میں دروزی نقطہ نظر کے مطابق تقمص (تناسخ = اواگون) کے عقلی اور نقلی دلائل ذکر کیے ہیں۔ پہلے مکالمہ کے چوتھے پیراگراف میں تقمص کے مفہوم کی وضاحت اور ان کے نقلی دلائل پر بحث ہو چکی ہے اور وہاں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ تصور محض وہم وگمان پر مبنی ہے۔ کیونکہ موت کے بعد زندگی، قیامت کے دن کی جزا وسزا، اس کی نوعیت وکیفیت، یہ سب کے سب وحی کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ ان کی تعیین میں عقل کا کوئی دخل نہیں۔ انہوں نے جو عقلی دلیل پیش کی ہے کہ اللہ کا عدل اور حکمت کامل ہے اور مخلوق کے کردار، اخلاق، اعمال اور روزی میں فرق ہے اور اس کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر جان کو اس کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے دوبارہ دنیا میں پیدا کرے تاکہ ہر جان کو اس کا بدلہ مل جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مرنے والے کی روح کسی اور بدن میں ڈال کر دنیا میں بھیجتا ہے تاکہ اس وجود میں اسے اسکی سزا مل جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا دلائل میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد روح کسی اور جسم میں داخل ہو جاتی ہے، بلکہ یہ صرف ظن وتخمین ہے۔ اس جزا وسزا کی صحیح تفصیل اور کیفیت قرآن وحدیث کی نصوص میں موجود ہے۔ کہ یہ جزا اور سزا اس دنیا کے خاتمے کے بعد ایک اور دن میں ملے گی جس کا نام حشر (قبروں سے اٹھ کر جمع ہونے) اور قیامت (موت سے اٹھنے) کا دن ہے۔ بسااوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کے کسی خاص عمل کا بدلہ دنیا میں جیسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، لیکن اس طرح نہیں جس طرح دروزیوں نے تناسخ کے عقیدہ میں متعین کر دیا۔

سوال ١٨: "کیا آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد خلافت کا حق علی سے زیادہ عمر، ابوبکر اور عثمان کا تھا یا علی کا حق ان سے زیادہ تھا؟"

جواب: "یہ چیز تو اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ عمریں متعین ہیں جس طرح اس آیت میں مذکور ہے:

﴿ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ﴾ (المنافقون٦٣/ ١١)

"اللہ کسی جان کو مؤخر نہیں کرتا جب اس کا مقرر وقت آجائے۔"

چونکہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم، علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں فوت ہوئے ہیں اس لئے اگر نبی کریم ﷺ کے بعد علی خلیفہ بن جاتے تو ابوبکر، عمر اور عثمان ان کی زندگی میں فوت ہو جاتے اور اس طرح کہ امت سے متعلق اپنا کردار ادا نہ کر سکتے۔ اس لئے اللہ عزوجل کی مشیت کا تقاضا یہ تھا کہ (ان میں سے) ہر ایک اپنے اپنے وقت میں امت کی خدمت کا فرض ادا کرے

اور یہ سب اللہ کی تقدیر کے مطابق تھا۔"

دروزی نے سوال (۱۸) کا جواب دینے سے پہلو تہی کی ہے اور "اللہ اعلم" کہہ کر تقیہ کر لیا ہے جس طرح اس کی اور اس کی قوم کی یہ عادت ہے کہ غیروں سے اپنے مذہب کی حقیقت چھپا لیتے ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بعد ہونے کا ایک خود ساختہ فلسفہ بیان کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ تینوں علی سے پہلے فوت ہو جائیں گے اس لئے ان کی خلافت علی سے پہلے کر دی تا کہ ہر کوئی امت کی خدمت میں اپنا کردار ادا کر سکے' اس لئے اللہ کی مشیت یہ ہوئی کہ خلافت اس معروف ترتیب سے واقع ہو۔ اس فلسفہ میں اصل سوال کے جواب سے گریز کیا گیا ہے۔ سوال تو شرعی حکم کا تھا اس نے واقعاتی ترتیب کی حکمت بیان کر دی۔ اس کے باوجود اس کا یہ جواب اس عقیدہ کے خلاف ہے جو وہ خلفائے ثلاثہ کے متعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں اور علی کو معبود مانتے ہیں۔ لہٰذا یہ پورے کا پورا جواب تقیہ کا عملی نمونہ اور ہیرا پھیری پر مشتمل ہے اور اس کے بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے خلیفہ بننا ان کی افضلیت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ کی مرضی کے مطابق ایک تکوینی معاملہ تھا اور یہ تصور اس عقیدہ کے برعکس ہے جس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔

سوال ۱۹: "کیا تم لوگ ابوبکر' عمر' عثمان اور علی کو ان کی خلافت کی ترتیب سے افضل مانتے ہو؟"

جواب: "ہاں! لیکن اس کے باوجود ہم انہیں درجہ میں کسی سے افضل نہیں کہتے بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ علی ان سے اعلیٰ ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ کے دن فرمایا تھا:

«مَنْ كُنْتُ أَنَا مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. . .»

"جس کا میں مولیٰ ہوں' اس کا علی بھی مولی ہے۔ یااللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے' تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔"

دروزی کے اس سوال (۱۹) کے جواب میں تناقض پایا جاتا ہے اور تینوں خلفائے راشدین جناب ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا انکار بھی ہے۔ پہلے اس نے کہا: "ہاں" یعنی ہم خلفائے اربعہ کو ان کی خلافت کی ترتیب سے افضل مانتے ہیں۔" پھر کہا: "ہم انہیں درجہ میں کسی سے افضل نہیں کہتے۔" اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں کائنات میں کسی ایک سے بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر اس نے کہا علی رضی اللہ عنہ ان سب سے افضل ہیں (رضی اللہ عنہم) حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے آپ سے افضل فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ امت کا اجماع ہے کہ جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جناب علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اور اکثر علماء کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان سے افضل ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی دلیل کے طور پر یہ حدیث ذکر کی گئی ہے:

«مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. . .»

"جس کا میں مولیٰ ہوں' اس کا علی بھی مولی ہے' یا اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔"

اس حدیث کے متعلق شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ فرمایا:

"یہ روایت کہ جس کا میں مولیٰ ہوں' علی بھی اس کا مولی ہے' حدیث کی بنیادی کتابوں میں سے ترمذی کے سوا کسی میں نہیں ہے۔ وہاں بھی صرف اتنا ہی جملہ مروی ہے:

«مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ»

"جس کا میں مولیٰ ہوں' اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔" اگلا جملہ "یااللہ جو اس سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ .... الخ"

وہ حدیث میں نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ سے اس جملہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "یہ کوئی اضافہ ہے۔"
یہ جملہ کئی لحاظ سے جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی فرد معین کے ساتھ لازم و ملزوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہر بات میں اس کی اتباع بھی فرض ہوتی۔ (اور ہر بات صرف نبی کی ماننا فرض ہوتی ہے) اور یہ بات ہر کسی کو معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ خود ان کے متبعین کا کئی مسائل میں اختلاف ہوا' جن میں نص فریق ثانی کی موافقت میں دستیاب ہوئی۔ مثلاً اس عورت کا مسئلہ جس کا خاوند فوت ہو جائے جب کہ یہ عورت امید سے ہو۔

اور یہ جملہ

«اللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ»

"اے اللہ! جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر...."

واقعات سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ صفین میں آپ کی حمایت میں جو لوگ آپ کے ساتھ مل کر لڑے انہیں فتح حاصل نہیں ہوئی اور کچھ لوگ آپ کی حمایت میں نہیں لڑے لیکن وہ (دوسرے موقعوں پر) فتح سے محروم نہیں رہے مثلاً سعد رضی اللہ عنہ جنہوں نے عراق فتح کیا' آپ کی حمایت میں نہیں لڑے تھے۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی اور بنو امیہ جو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑتے رہے' انہوں نے کافروں کے بہت سے علاقے فتح کئے اور اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔

اسی طرح یہ جملہ

«اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ»

"اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔"

یہ اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔ قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ سب مومن بھائی بھائی ہیں حالانکہ وہ آپس میں لڑتے بھی ہیں' ایک دوسرے پر زیادتی بھی کرتے ہیں اور باقی رہا یہ جملہ:

«مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ»

"جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے"

بعض محدثین نے تو اسے ضعیف قرار دیا ہے مثلاً امام بخاری وغیرہ نے اور بعض نے حسن کہا ہے۔ پس اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا بھی ہے تو اس سے مراد ایسی دوستی نہیں ہو گی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے' بلکہ یہ مشترک دوستی اور محبت ہے۔ یعنی ایمان والی دوستی جو سب مومنین کے لئے ہوتی ہے اور "موالاة" (دوستی) کا لفظ "معاداة" (دشمنی) کے مقابلے میں بولا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کے خلاف مومنوں سے دوستی رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس سے ناصبیوں کی تردید ہوتی ہے۔" یہاں تک ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام ہے۔

سوال ۲۰: "اس تمام گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے ہر عقیدہ کی بنیاد کسی آیت یا حدیث شریف پر ہے۔"
جواب: "ہم رائے اور قیاس پر عمل نہیں کرتے' بلکہ جس چیز کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں"
اس سوال اور جواب میں مذکور اعتراف کہ دروز کے ہر عقیدہ کی بنیاد کسی نہ کسی آیت یا حدیث پر ہے' اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ساری گفتگو جعلی ہے اور اگر اسے حقیقی بھی فرض کر لیا جائے تو مسلمانوں کا ہر

مناظر اہل سنت کی نمائندگی نہیں کرتا اور دروزی کا یہ دعویٰ کہ دروز رائے اور قیاس پر عمل نہیں کرتے' حقائق اس کو جھٹلاتے ہیں کیونکہ ان کے عقیدہ میں الحاد اور عمل میں خواہش نفس کو دخل ہے اور اس جواب میں ہیرا پھیری اور تقیہ بھی ہے۔ اس نے کہا ہے: "ہمیں جس چیز کا حکم ملتا ہے ہم وہی کرتے ہیں" اس میں فعل مجہول کے صیغہ سے بات کی گئی ہے تاکہ یہ واضح نہ ہو سکے کہ حکم کس کی طرف سے ملتا ہے۔ کیا وہ حاکم بامرہ اور دوسرے (بقول ان کے) معصوم ائمہ کی طرف سے ہوتا ہے یا کسی اور کی طرف سے؟ اور اس میں تعجب کی بات نہیں کہ تقیہ ان کا امتیازی نشان ہے' اس پر عمل کرنے میں کسر نہیں چھوڑتے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

تناسخ ارواح

(یعنی روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہونا)

فتویٰ (۵۱۶۷)

عقیدۂ تناسخ۔ قرآن کی روشنی میں

سوال ہمارے فلسفہ کے استاد نے کہا ہے کہ روح ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہو جاتی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو یہ کیسے ہوتا ہے کہ جس روح کو عذاب ہوتا ہو یا اس کا محاسبہ ہو رہا ہو' وہ منتقل ہو جائے یہ تو دوسرے انسان کا محاسبہ ہو گا؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
آپ کے استاد کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ روح ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں یہ آیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ﴾ (الأعراف۷/ ۱۷۲)

"اور جب تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا (اور ان سے فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا "کیوں نہیں' ہم گواہی دیتے ہیں (ہم نے یہ اس لئے تمہیں جتا دیا ہے) مبادا تم قیامت کے دن کہو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔"

اس آیت کی تشریح اس حدیث سے ہوتی ہے جو امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "موطا" میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ﴾ (الأعراف۷/ ۱۷۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے کسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرتے سنا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّتَهُ، فَقَالَ خَلَقْتُ

هٰؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَآءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ»

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' پھر ان کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے آپ علیہ السلام کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: "میں نے یہ لوگ جنت کے لئے پیدا کئے ہیں' یہ جنتیوں والے عمل کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے آپ علیہ السلام کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: "میں نے یہ لوگ جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں اور یہ جہنمیوں والے عمل کریں گے۔" [1]

ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں' اس مفہوم کی دیگر احادیث بہت سی سندوں سے عمر بن خطاب' عبد اللہ بن مسعود' علی بن ابی طالب' ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے ثابت ہیں اور اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں روح کی منتقلی کا مذہب "تناسخ" کا عقیدہ رکھنے والے کا قول ہے اور وہ کافر ترین لوگ ہیں اور ان کا یہ قول انتہائی باطل ہے۔

نظریہ ڈاروِن اور قرآن

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت عرصہ پہلے انسان بندر تھا' پھر ترقی کر کے موجودہ صورت تک پہنچ گیا۔ کیا اس کی کوئی دلیل ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ بات صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کے جو مراحل ذکر کئے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ﴾ (آل عمران۳/ ۵۹)

"اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے۔ اسے اللہ نے خاک سے پیدا کیا۔"

پھر یہ مٹی بھگوئی گئی حتیٰ کہ وہ ہاتھوں سے چپکنے والے گارے کی صورت اختیار کر گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ﴾ (المؤمنون۲۳/ ۱۲)

"ہم نے انسان کو گارے کے خلاصے سے پیدا کیا۔"

اور ارشاد ہے:

﴿إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ﴾ (الصافات۳۷/ ۱۱)

"ہم نے انہیں چپکتے گارے سے پیدا کیا۔"

پھر وہ سڑی ہوئی کیچڑ بن گیا۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾ (الحجر۱۵/ ۲۶)

---

[1] مسند احمد تحقیق احمد شاکر حدیث نمبر:۳۱۱۔ مؤطا امام مالک حدیث نمبر:۸۹۸۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر:۴۷۰۳۔ جامع ترمذی حدیث نمبر:۵۰۷۱۔ مستدرک حاکم ج:۱' ص:۲۷' ج:۲' ص:۳۲۴' ۵۴۴۔ "الشریعۃ" آجری حدیث نمبر:۱۷۱۔ الرد علی الجھمیۃ تصنیف ابن مندہ حدیث نمبر:۲۸۔

"ہم نے انسان کو گلی سڑی کیچڑ سے (بنی ہوئی) کھنکتی مٹی سے پیدا کیا۔"

یہ گارا جب خشک ہو گیا تو مٹی کے برتن کی طرح کھنکنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ خَلَقَ ٱلْإِنسَـٰنَ مِن صَلْصَـٰلٍ كَٱلْفَخَّـارِ ﴾ (الرحمن ۵۵/ ۱۴)

"اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنی مٹی سے پیدا کیا۔"

اللہ نے اپنی مشیت اور ارادے کے مطابق اس کی صورت بنا کر اس میں جان ڈال دی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَـٰٓئِكَةِ إِنِّى خَـٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن صَلْصَـٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَـٰجِدِينَ ﴾ (الحجر ۱۵/ ۲۸۔۲۹)

"اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا: "میں گلے سڑے کیچڑ سے (بنی ہوئی) بجتی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔ تو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر جانا۔"

یہ ہیں وہ مراحل جو از روئے قرآن تخلیق آدم پر گزرے۔ اولاد آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مراحل اس آیت مبارکہ میں ذکر کئے گئے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ مِن سُلَـٰلَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَـٰهُ نُطْفَةً فِى قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا ٱلنُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا ٱلْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا ٱلْمُضْغَةَ عِظَـٰمًا فَكَسَوْنَا ٱلْعِظَـٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَـٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَـٰلِقِينَ ﴾ (المومنون ۲۳/ ۱۲۔۱۴)

"ہم نے انسان کو گارے کے خلاصے سے پیدا کیا' پھر ہم نے اسے ایک مضبوط جگہ میں (رکھا ہوا) ایک قطرہ بنا دیا۔ پھر ہم نے قطرے کو لوتھڑا بنایا' پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا' پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا' پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا' پھر ہم نے اسے ترقی دے کر ایک اور مخلوق بنا دیا' برکتوں والا ہے اللہ جو سب سے بہترین تخلیق کار ہے۔"

آدم علیہ السلام کی اہلیہ حوا علیہا السلام کے متعلق اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ انہیں آدم علیہ السلام سے پیدا کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ﴾ (النساء ۴/ ۱)

"اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (زمین میں) پھیلا دیئے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
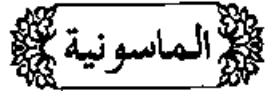
فری میسن تنظیم (ماسونیت)

فتویٰ (۸۹۳)

فری میسن تنظیم کا جائزہ

سوال

(الف) ایک شخص فوت ہوا' اس نے وصیت کی تھی کہ اسے تابوت میں دفن کیا جائے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(ب) ایک مسلمان فوت ہوا' وہ فری میسن تنظیم کا رکن تھا۔ اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی' اس کے بعد فری میسنز کی رسمیں ادا کی گئیں۔ اس میت کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟ اور جنہوں نے یہ رسمیں ادا کیں یا ادا کرنے کی اجازت دی ان کا کیا حکم ہے؟

(ج) فری میسن کیا ہے اور اس کے متعلق اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(ا) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں میت کو تابوت میں نہیں رکھا جاتا تھا اور مسلمان کے لئے انہی کے طریقے پر چلنا بہتر ہے۔ اس لئے میت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا مکروہ ہے خواہ زمین سخت ہو' نرم ہو یا نمی والی ہو۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ اسے تابوت (لکڑی کے صندوق) میں رکھ کر دفن کیا جائے تو اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ شافعی فقہاء صرف اس وقت صندوق میں رکھنا جائز کہتے ہیں جب زمین بہت نرم ہو' یا اس میں نمی ہو۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں اس قسم کی وصیت پر عمل کرنا ان کے ہاں جائز نہیں۔

(ب۔ج) فری میسن تنظیم ایک خفیہ سیاسی تنظیم ہے جس کا مقصد مذہب اور اچھے اخلاق وعادات کا خاتمہ کرنا ہے۔ تاکہ ان کی جگہ انسانوں کے بنائے ہوئے لادینی قوانین اور ضابطے رائج کئے جائیں۔ اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مسلسل انقلاب برپا کئے جائیں اور ایک حکومت کی جگہ دوسری حکومت کو لایا جاتا رہے اور اسے آزادی' رائے اور عقیدہ کی آزادی کا نام دیا جائے۔ لیج شہر اس تنظیم کا ایک مرکز سمجھا جاتا ہے۔ وہاں ۱۸۶۵ء میں طلبہ کی ایک کانفرنس ہوئی۔ اس میں اس تنظیم کے ایک رکن نے کہا: "ضروری ہے کہ انسان اللہ پر غالب آئے' اس کے خلاف اعلان جنگ کرے' آسمانوں کو چیر دے اور انہیں کاغذوں کی طرح پھاڑ دے" اس سے ہماری مندرجہ بالا رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اس کی مزید تائید ۱۹۲۲ء میں منعقد ہونے والی فری میسن کی بڑی میٹنگ کی روداد سے ہوتی ہے۔ اس کے صفحہ ۹۸ پر لکھا ہے "ہم پوری طاقت سے افراد میں آزادی فکر کو مضبوط کریں گے' ہم اسے انسانیت کے اصل دشمن یعنی مذہب کے خلاف ایک عام جنگ میں تبدیل کریں گے۔" اس کی تائید میسنز کے اس قول سے بھی ہوتی ہے "فری

میسن تنظیم نفس انسانی کو اپنا معبود بناتی ہے۔" وہ کہتے ہیں "ہم اہل دین اور ان کی عبادت گاہوں پر صرف فتح ہی نہیں پانا چاہتے بلکہ ہمارا بنیادی مقصد انہیں نیست ونابود کرنا ہے۔" کاروائی میسنز عالمی کانفرنس ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۲۔ وہ کہتے ہیں: "ماسونیت مذاہب کی جگہ لے لے گی اور اس کے لاج عبادت گاہوں کا مقام حاصل کرلیں گے...." اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جن سے مذاہب کے خلاف ان کی شدید نفرت اور ان کے خلاف ایک مسلسل شدید جنگ کا اظہار ہوتا ہے۔ ماسونی تنظیمیں قدیم ترین خفیہ تنظیمیں ہیں' جن کے بنانے والے نظروں سے اوجھل ہیں۔ ان کی غرض وغایت اکثر لوگوں سے پوشیدہ ہے' بلکہ اس کے بہت سے ارکان بھی اس سے واقف نہیں' کیونکہ ان کے سرداروں نے جو سازشیں اور خفیہ فریب ترتیب دیئے ہیں' انہیں بہت پختہ طور پر تیار کیا گیا ہے اور انہوں نے جو پلاننگ کی ہے اور جن مقاصد ونتائج کو پیش نظر رکھا ہے' انہیں پوشیدہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اکثر احکام زبانی دیئے جاتے ہیں اور اگر کسی موضوع پر کچھ لکھ کر شائع کرنے کا ارادہ کیا جائے تو پہلے اسے ماسونی نگران کونسل کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو اسے شائع کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ ماسونیت کی بنیاد جن نظریات پر رکھی گئی ہے وہ مختلف ماخذ سے لئے گئے ہیں۔ جن میں سے اکثر یہودی رسم ورواج ہیں۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ۱۷۷۱ء میں بڑی عبادت گاہ کی بنیاد رکھتے وقت اور اس کے آداب اور خصوصی اشارات ترتیب دیتے وقت یہودی قوانین وہدایات ہی کو بنیاد بنایا گیا۔

ماسونی اب تک حیرام یہودی کو مقدس قرار دیتے ہیں اور اس کے تعمیر کردہ ہیکل اور معبد کو مقدس سمجھتے ہیں' حتیٰ کہ دنیا میں فری میسن لاج تعمیر کرتے وقت اسی نمونہ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے' یہودیوں کے بڑے بڑے پروفیسر اب تک ماسونیت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فری میسن لاجز میں وہی یہودی تنظیموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں ماسونیت کے پھیلاؤ اور میسنز میں باہمی تعاون قائم رکھنے کی ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی ہے۔ ماسونیت کے پیچھے پوشیدہ قوت یہی افراد ہیں۔ اس کے خفیہ سیلوں کی قیادت انہی کے خواص کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ ان کے معاملات سنبھالتے' ان کے لئے منصوبے تشکیل دیتے اور حسب منشا ان کی رہنمائی کرتے اور ان سے کام لیتے ہیں اور یہ سب کچھ کامل راز داری کے ساتھ انجام پاتا ہے۔ اس کی تائید ماسونی رسالہ اکاسیا کے شمارہ ۶۲ مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں موجود اس بیان سے ہوتی ہے کہ "کوئی فری میسن لاج یہودیوں سے خالی نہیں ہوتا اور تمام یہودیوں کی یہ حالت ہے کہ وہ مذاہب میں داخل نہیں ہوتے بلکہ ان کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت ماسونیوں کی ہے۔ اسی وجہ سے یہودی عبادت گاہیں ہماری نیابت کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے ماسونیوں میں بہت تعداد میں یہودی پائے جاتے ہیں۔"

نیز اس کی مزید تائید ماسونی ریکارڈ میں موجود اس بات سے بھی ہوتی ہے: "یہودیوں کو یقین ہے کہ مذاہب کو مسمار کرنے کا بہترین ذریعہ ماسونیت ہے۔" اور اس سے بھی کہ عقیدہ کے لحاظ سے ماسونیت کی تاریخ اور یہودیت کی تاریخ ملتی جلتی ہے اور ان کا امتیازی نشان ڈیوڈ کا چھ کونہ ستارہ (DAVID STAR) ہے اور یہود اور ماسونیوں دونوں کو ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے والوں کی روحانی اولاد سمجھا جاتا ہے اور ماسونیت جو دوسرے مذاہب کی تردید کرتی ہے یہودیت اور اس کے معاونین کو بلند کرنے کے لئے اپنے دروازے چوپٹ کھول دیتی ہے۔ یہودیوں نے دوسری قوموں کی سادگی اور نیک نیتی سے فائدہ اٹھایا ہے اور وہ خود ماسونیت کے اہم مراکز پر قابض ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے فری میسن لاجز میں یہودیت کی روح پھونک دی اور اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔"

یہ لوگ اپنی رازداری کو قائم رکھنے کے انتہائی حریص ہیں' مذاہب کو گراتے' ان کے متعلق شرانگیز منصوبے بنانے اور سیاسی انقلاب برپا کرنے کے لئے جو پلاننگ کرتے ہیں' اسے پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ اس امر کا پتہ صیہون کے بزرگوں کے پروٹوکول میں موجود اس عبارت سے ملتا ہے: "ہم ان اکائیوں کو ایک ہی قیادت کے تحت منظم کریں گے جو صرف ہمیں معلوم ہوں گی۔ یہ قیادت ہمارے علماء سے تشکیل پائے گی اور ان اکائیوں کے خصوصی نمائندے ہوں گے' تاکہ وہ مقام پوشیدہ رہے جہاں ہماری اصل قیادت قیام پذیر ہو۔ صرف اسی قیادت کو یہ متعین کرنے کا حق حاصل ہو گا کہ (اس کی طرف سے) کون کلام کرے اور روزمرہ کے نظام کو چلانا انہی کا حق ہو گا۔ ان اکائیوں میں ہم اشتراکیوں اور معاشرہ کے انقلابی طبقات کے لئے جال اور کانٹے لگائیں گے۔ اکثر خفیہ سیاسی منصوبے ہمیں معلوم ہیں' جب وہ تشکیل پائیں گے تو ہم ان کی تنفیذ کی رہنمائی کریں گے۔ بین الاقوامی خفیہ پولیس کے نمائندے ان اکائیوں میں ارکان ہوں گے۔ دنیا میں جب سازشیں شروع ہوتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی نہ کوئی مخلص ترین نمائندہ اس سازش کو چلا رہا ہے اور یہ بالکل فطری بات ہے کہ ہم ہی ایک ایسی قوم ہیں جو ماسونی پروگراموں کو گائیڈ کرتی ہے اور ہم ہی واحد قوم ہیں جو ان کو گائیڈ کرنا جانتے ہیں ہر کام کا آخری مقصود ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ گویم (غیر یہودی) ان اکثر چیزوں سے ناواقف ہیں جو ماسونیت کا خاصہ ہیں۔ ان کو اس کام کے فوری نتائج بھی نظر نہیں آتے جو وہ کر رہے ہوتے ہیں۔"

ان کے علاوہ اور بہت سے ثبوت ہیں جن سے یہودیت اور ماسونیت کا گہرا تعلق ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انقلابی سازشوں اور تخریبی تحریکوں کے برپا کرنے میں دونوں گروہوں میں زیادہ سے زیادہ تعاون پایا جاتا ہے۔ ماسونیت ظاہری طور پر آزادی' عقیدہ' ایک دوسرے کی رائے کو برداشت کرنے اور معاشرہ کی عمومی اصلاح کی دعوت دیتی ہے لیکن اصل میں یہ اندر سے بے حیائی' آوارگی اور معاشروں میں فساد اور توڑ پھوڑ کی دعوت ہے۔ یہ ہر قوم کی اندرونی وحدت کو ختم کرتی' شریعت اور اخلاق کی عظیم عمارت کو توڑتی اور منہدم کرتی ہے اور لوگوں میں فساد اور تخریب کی داعی ہے۔

لہٰذا جو مسلمان ماسونی تنظیم کا رکن ہے اور وہ اس کی اصل حقیقت جانتا ہے' اس کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے' ان کی خاص رسمیں ادا کرتا ہے اور ان کے شعائر کو اہمیت دیتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔ اس سے توبہ کرانی چاہئے۔ اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ہے' ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کا انجام کافروں والا ہو گا۔ لیکن جو شخص ماسونیت کی طرف منسوب ہے اور اس کی جماعت کا رکن ہے۔ لیکن اسے اس کی اصل حقیقت کا علم نہیں اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے قائم کی گئی ہے اور یہ ہر اس شخص کے خلاف برے منصوبے بناتی ہے جو اقوام کو جمع کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے' وہ شخص ان کی عمومی دعوت میں شریک ہے اور ان خوشنما الفاظ سے متاثر ہے جو ظاہری صورت میں اسلام کے منافی نہیں' تو ایسا شخص کافر نہیں ہو گا' بلکہ اسے معذور سمجھا جائے گا کیونکہ ان کی اصل حقیقت اس سے پوشیدہ رہی اور وہ ان کے اصل عقائد میں ان کے ساتھ شریک ہے نہ ان کے مقاصد میں اور نہ ہی ان کے قابل نفرت مقاصد کے حصول کے لئے راہ ہموار کرنے میں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى . . . . »

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔"

لیکن اس کا فرض ہے کہ جب اسے ان کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے تو ان سے (نفرت کرتے ہوئے) الگ ہو جائے۔ لوگوں کے سامنے ان کی حقیقت واضح کرے' ان کے پوشیدہ راز آشکارا کرنے کی پوری کوشش کرے' مسلمانوں کے خلاف ان کے خفیہ منصوبوں کو ظاہر کردے تاکہ ان کی رسوائی ہو اور ان کے کام ضائع ہو جائیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ دینی اور دنیوی امور میں اپنے معاونین کی تلاش میں احتیاط سے کام لے' دوستوں کے انتخاب میں دور اندیش ہو تاکہ دل کش پروپیگنڈے اور بظاہر شیریں الفاظ کے برے انجام سے محفوظ رہے اور مشرکوں کے جال میں نہ پھنس جائے' ان کے اس پھندے میں نہ آجائے جو انہوں نے سادہ لوح' کم عقل اور خواہش پرستوں کے لئے لگا رکھا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فرقۂ مہدیہ

فتویٰ (۵۲۳۵)
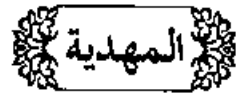
سوڈان کا فرقہ "الانصار"

سوال مغربی سوڈان میں "الانصار" یعنی "امام مہدی کے مددگار" کے نام سے ایک جماعت بکثرت موجود ہے' عوام میں سے کئی ملین افراد اس سلسلہ سے منسلک ہیں۔ یہ (نام نہاد) مہدی اپنے مطبوعہ پمفلٹ میں کہتا ہے: "جناب رسول اللہ ﷺ میرے لشکر کے آگے چلتے اور مجھے فتح کی خوشخبری دیتے تھے۔" ان خرافات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ براہ کرم جواب ضرور دیجئے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) اس شخص کا یہ دعویٰ کہ وہ مہدی ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کے لشکر کے آگے چلتے اور اسے فتح کی بشارت دیتے تھے' بالکل جھوٹ ہے اور اللہ کی شریعت کے خلاف ہے اور اس حقیقت کے بھی خلاف ہے جس پر ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک سے قیامت کے دن ہی باہر تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴾ (المؤمنون ۲۳/ ۱۵۔۱۶)

"پھر تم اس کے بعد مرجانے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔"

اور فرمایا ہے:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳۰۔۳۱)

"(اے نبی!) آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ (کافر) بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے (تمہارا مقدمہ رب کے سامنے پیش ہو گا)۔" نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

"میں (وہ شخص) ہوں' جس پر سے قیامت کے دن سب سے پہلے زمین شق ہو گی۔"

(۲) مہدی منتظر کے متعلق کئی کتابیں لکھی گئی ہیں' ان میں سب سے جامع اور زیادہ صحیح کتاب وہ ہے جو فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن عباد' سابق نائب رئیس جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) نے تحریر فرمائی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

بدعات

فتویٰ (۹۴۸)

بدعت کا معنی و مفہوم اور درجہ بندی

سوال بدعت کے متعلق ہمارے علماء کرام مختلف آراء رکھتے ہیں۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ بعض بدعتیں اچھی ہوتی ہیں بعض بری۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

بدعت عربی زبان میں نئی ایجاد ہونے والی ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس جیسی چیز پہلے موجود نہ ہو۔ ان میں سے بعض کا تعلق باہمی معاملات اور دنیوی کاموں سے ہوتا ہے جیسے سفر کے وسائل مثلاً ہوائی جہاز' ریل گاڑی اور کاریں بسیں وغیرہ' بجلی سے کام کرنے والی بہت سی اشیاء' کھانا پکانے کی چیزیں' سردی گرمی کے حصول کے جدید ذرائع' نئے نئے آلات جنگ مثلاً بم' آبدوز اور ٹینک وغیرہ۔ ایسی چیزیں جن کا تعلق بندے کی دنیوی ضروریات سے ہوتا ہے' ان میں فی نفسہ کوئی حرج ہے' نہ ان کی ایجاد گناہ ہے۔ اگر اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے کہ ان اشیاء کی ایجاد کا مقصد کیا ہے اور یہ کس کام آتی ہیں؟ تو اگر ان کی ایجاد سے انسانوں کی بھلائی مقصود ہو اور انہیں نیکی کے کاموں میں استعمال کیا جائے تو یہ ایجادات بھی خیر اور اچھی چیزیں ہیں اور اگر ان کی ایجاد کا مقصد تخریب اور فساد ہو' یا وہ اس مقصد کے لئے استعمال کی جائیں تو یہ برائی اور مصیبت میں داخل ہو جاتی ہیں۔ کبھی کبھار نئی چیز کا تعلق دین سے ہوتا ہے یعنی عقیدہ یا قولی عبادت یا فعلی عبادت سے' جیسے تقدیر کے انکار کی بدعت' قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے اور گنبد بنانے کی بدعت' قبرستان میں مردوں کے لئے قرآن پڑھنے کی بدعت' اولیاء اور لیڈروں کی سالگرہ' غیر اللہ سے فریاد' مزاروں کا طواف وغیرہ کرنے کی بدعت تو ایسی بدعتیں گمراہی ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"نئے کاموں سے بچو' کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

لیکن (یہ بدعتیں مختلف درجے کی ہیں) بعض بدعتیں تو شرک اکبر پر مشتمل ہوتی ہیں جو انسان کو اسلام سے خارج کرنے کا باعث ہے مثلاً غیر اللہ سے کسی ایسے کام میں مدد مانگنا جو عام اسباب سے ماوراء ہو' غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا اور مدد مانگنا جو عام اسباب سے ماوراء ہو' یعنی ایسے کام جو عبادت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں (جب وہ غیر اللہ کے لئے کئے جائیں گے تو شرک اکبر ہوں گے۔)

بعض بدعتیں شرک تک پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہیں مثلاً نیک لوگوں کی جاہ (مقام و مرتبے) کے وسیلے سے دعا کرنا' یا غیر اللہ

کی قسم کھانا' یا کسی کو کہنا: (جو اللہ چاہے اور تو چاہے) عبادات سے تعلق رکھنے والی بدعتوں کی احکام خمسہ (حرام' مکروہ' مباح' مستحب' واجب) کے لحاظ سے تقسیم نہیں کی جاسکتی جس طرح بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ عام ہیں کہ

«كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ»

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن منیع' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی'

فتویٰ (۲۱۳۹)

محدثات الامور (نئے کاموں) کا بیان

سوال محدثات الامور (نئے ایجاد کردہ کام) کیا ہوتے ہیں؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ "نئے ایجاد ہونے والے کاموں سے پرہیز کرو"۔

اس سے مراد تمام وہ بدعتیں ہیں جو لوگوں نے اسلامی عقائد اور عبادات وغیرہ میں بنالی ہیں جن کا ثبوت اللہ کی کتاب سے ملتا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ لوگوں نے اسے ہی دین بنالیا ہے' اس کے مطابق عقیدہ رکھتے اور انہیں شرعی اعمال سمجھ کر عبادت کی نیت سے ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ شرعی اعمال نہیں بلکہ ممنوعہ بدعات ہیں۔ مثلاً فوت شدہ یا نظروں سے اوجھل اولیاء سے دعا کرنا' قبروں کو مسجدوں کا مقام دے دینا' قبروں کے گرد طواف کرنا' قبروں میں مدفون افراد سے یہ سمجھ کر فریاد کرنا کہ وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہیں اور حاجت روا یا مشکل کشا ہیں' اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کے ایام پیدائش کو جشن کی طرح منانا اور اس میں خود ساختہ نیکیاں کرنا جنہیں اس دن یا رات یا اس ماہ کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کی اور بے شمار بدعات و خرافات ہیں جن کی دلیل اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن یا رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت میں نہیں ملتی۔ مذکورہ بالا وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض بدعتیں شرک ہوتی ہیں۔ مثلاً فوت شدہ افراد سے فریاد کرنا یا ان کے لئے نذر و نیاز دینا اور بعض صرف بدعتیں ہیں' شرک تک نہیں پہنچتیں مثلاً قبروں پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنا اور ان پر مسجدیں بنانا۔ البتہ ان میں بسا اوقات اس قسم کا غلو کیا جاتا ہے جو شرک تک پہنچ جاتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۴۶۷)

بدعت کا شرعی حکم

سوال میں آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل حدیث پیش کر رہا ہوں جس میں مجھے اشکال پیش آیا اور اس کے بارے میں طلبہ میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ میں نے یہ حدیث آپ کے سامنے اس لئے پیش کی ہے کہ آپ اس کی تحریری طور پر وضاحت فرما دیں تاکہ میں بھی اس کا مطالعہ کروں اور مجھ جیسے دوسرے طلبہ بھی پڑھیں اور ہمارے دلوں میں شک دور ہو جائے۔ حدیث یہ ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہو جاتی' شدید غضب کا اظہار ہوتا'گویا آپ کسی لشکر (کے حملہ) سے ڈرا رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام (کے وقت) تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) بھیجا گیا ہے (یہ کہتے ہوئے) آپ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا لیتے اور فرماتے:

«أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"امابعد! بہترین بات' اللہ کی کتاب اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"

پھر فرماتے:

«وَأَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ»

"میرا ہر مومن سے تعلق خود اس کی ذات سے بھی بڑھ کر ہے' جو کوئی مال چھوڑے (اور فوت ہو جائے) تو وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو شخص قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو (ان کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ اس حدیث میں الفاظ "ہر بدعت گمراہی ہے" میں بدعت کے خلاف ہوں اور سنت کی تلوار کے ساتھ اس سے جنگ کرتا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں یہ حدیث پیش کی ہے تاکہ آپ مجھے اس کی تشریح سمجھا دیں اور مجھے بدعت کا لغوی اور اصطلاحی مطلب سمجھا دیں تاکہ میں کسی ایسی چیز کی تردید نہ کروں جو بدعت نہیں ہے۔ بعض فقہاء نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بدعت پر بھی پانچوں احکام لگتے ہیں' کیا ان کے پاس اس تقسیم کی کوئی دلیل ہے؟ وہ کہتے ہیں کوئی بدعت واجب ہوتی ہے' کوئی مباح' کوئی مکروہ' کوئی مندوب اور کوئی حرام۔ گزارش ہے کہ اس کی اچھی طرح وضاحت کر دیں کیونکہ طلبہ میں اس بات میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "کل" کا لفظ حصر کا تقاضا کرتا ہے۔ الا یہ کہ اس کے بعد استثناء آجائے۔ علاوہ ازیں ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے' جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

"پس میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔ اسے خوب مضبوطی سے پکڑ لو اور نئے نئے کاموں سے بچو' کیونکہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔"

گزارش ہے کہ یہ مسئلہ حل کر دیں جو میری سمجھ میں نہیں آرہا اور آپ کے سوا کوئی میرا یہ مسئلہ حل نہیں کر رہا۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے شریعت مکمل کر دی ہے' لہٰذا اسے کسی انسان کی طرف سے مکمل کئے جانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ۵/ ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا' اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔"

(۲) عبادات میں اصل توقیف ہے۔ جو شخص (کسی کام کے متعلق) کہے کہ یہ عبادت شرعی ہے اس کا فرض ہے کہ ایسی شرعی دلیل پیش کرے جس سے اس کام کی مشروعیت ثابت ہو' ورنہ وہ عبادت ناقابل قبول ہے۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے:

«مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔"

(۳) بدعت کا لغوی معنی ہے: "ایک چیز کو شروع کرنا' یا بنانا جب کہ اس کی پہلے کوئی مثال موجود نہ ہو۔" اصطلاحی معنی یہ ہے کہ: "کوئی قولی' عملی یا اعتقادی بدعت ایجاد کرنا جو اللہ تعالیٰ نے مشروع نہیں فرمائی۔" بدعتیں سب گمراہی ہیں جس طرح کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

(۴) دین میں بدعت کی پانچ قسمیں بنانے کی' ہماری معلومات کے مطابق' شریعت میں کوئی بنیاد نہیں۔

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کی کتاب "الاعتصام" کی طرف رجوع کریں' انہوں نے بدعت کے متعلق جو تفصیلی مباحث بیان فرمائے ہیں' وہ کسی دوسری کتاب میں کم ہی یکجا ملیں گے۔ اسی طرح یہ کتابیں بھی مطالعہ کے لائق ہیں "کتاب السنن والمبتدعات" "کتاب الابداع فی مضار الابتداع" "تنبیہ الغافلین" از نحاس" "زاد المعاد" از علامہ ابن قیم" "اقتضاء الصراط المستقیم" از شیخ الاسلام ابن تیمیہ"۔

(۵) لفظ "کل" اصطلاحی معنی کے لحاظ سے "حصر" کے الفاظ میں شامل نہیں' وہ "عموم" کے الفاظ میں سے ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ کی کتابوں سے واضح ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۲۵۷۷)

سوال میں اس حدیث کی تفصیلی شرح چاہتا ہوں:

«كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلُّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ»

"ہر نئی ایجاد شدہ چیز بدعت ہے' ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔"

ہم اس عبارت کا وضاحت سے معنی مفہوم سمجھنا چاہتے ہیں۔ آج کل کی جو نئی ایجادات ہیں مثلاً ہوائی جہاز' لاؤڈ سپیکر اور دوسری ایجادات جو نئی ہیں یہ سب "محدثہ" اور "بدعت" میں شامل ہیں' لیکن ہم انہیں استعمال کرتے ہیں۔ کیا قرآن مجید کی طباعت "بدعت" اور "محدثہ" ہو سکتی ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) علمائے کرام نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں' دینی بدعت اور دنیوی بدعت۔ دینی بدعت کا مطلب ہے "کوئی ایسی عبادت ایجاد کرنا جو اللہ تعالیٰ نے شریعت میں مقرر نہیں کی" سوال میں ذکر کردہ حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث میں یہی بدعت مراد ہے۔

دنیوی بدعت میں جس کے فائدہ کا پہلو خرابی کے پہلو پر غالب ہو وہ جائز ہے ورنہ ممنوع نئی نئی ایجادات اور ہتھیار اور سواریاں اسی بدعت کی مثالیں ہیں۔

(۲) ہوائی جہاز' لاؤڈ سپیکر اور اسی قسم کے روزمرہ استعمال کی نو ایجاد دنیوی اشیاء میں کوئی شرعی قباحت نہیں اس لئے ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ ان کا استعمال کسی پر ظلم کرنے اور کسی بدعت یا گناہ کی تائید واشاعت کے لئے نہ ہو۔ یہ چیزیں ان احادیث کے تحت نہیں آتیں جن میں بدعتوں سے منع کیا گیا ہے۔

(۳) قرآن مجید کی کتابت وطباعت' اس کی حفاظت اور تعلیم و تعلم کا ایک ذریعہ ہے۔ ذرائع کا حکم وہی ہوتا ہے جو ان کا مقصود ہوتا ہے' لہذا یہ سب جائز ہوں گے اور ممنوعہ بدعات میں شامل نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور یہ اس کی حفاظت کے ذرائع ہیں۔

(۴) آپ کتاب "تنبیہ الغافلین" از نحاس' "الاعتصام" از شاطبی' "السنن والمبتدعات" اور "الابداع فی مضار الابتداع" کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
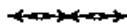
فتویٰ (۳۲۲۷)

بدعات کی سنگینی میں فرق ہوتا ہے

سوال اس بدعتی کا کیا حکم ہے جو اپنی بدعت پر باقاعدگی سے عمل کرتا ہے' مثلاً فوت ہونے والے پر دفن سے پہلے اور بعد قرآن پڑھنا' جنازہ میں آنے والوں کے کھانے کے لئے بکری ذبح کرنا' توسل قادریہ پڑھنا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں وَسَهِّلْ مُرَادَنَا بِجَاهِ اَحْمَدَ (اے اللہ! بجاہ احمد ہماری مراد آسان فرما) اپنے حلقہ میں خوشبو سلگانا' میت کو قبرستان لے جاتے ہوئے راستے میں لا الٰہ الا اللہ پڑھتے جانا اور قبر کے پاس ٹھہر کر میت کو تلقین کرنا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ لوگ کافر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بدعتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے' یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں' بعض کہتے ہیں کہ یہ گناہ گار مسلمان ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

تمام بدعتیں ایک جیسی بری نہیں۔ بعض تو (اتنی بری ہیں کہ) کفر بن جاتی ہیں' بعض گناہ تو ہیں' کفر نہیں۔ چنانچہ دفن سے پہلے یا بعد میت پر قرآن پڑھنا' جنازہ میں شریک ہونے والوں کے کھانے کے لئے بکری وغیرہ ذبح کرنا' میت کو قبرستان لے جاتے ہوئے لا الہ الا اللہ پڑھتے جانا' قبر کے پاس رک کر میت کو تلقین کرنا' اجتماعی ذکر کا حلقہ قائم کرنا اور اس میں خوشبو سلگانا' یہ سب بدعتیں ہیں جو لوگوں نے خود بنالی ہیں' جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ اعمال قولی' عملی یا تقریری طور پر ثابت نہیں۔ نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا ائمہ سلف رحمہم اللہ سے ثابت ہیں۔ یہ سب گناہ ہیں۔ جن پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہو جاتے ہیں' لیکن کفر نہیں۔ مگر جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ بدعت ہے' پھر اس پر اصرار کرے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مقابلے میں خود ساختہ شریعت رائج کرکے عوام کو دھوکا دے اور سیدھی راہ سے گمراہ کرنا چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے جان بوجھ کر ایسی شریعت بنانا چاہی ہے جو اللہ کی طرف سے نہیں اور اس نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت کو جائز سمجھا ہے۔ باقی فوت شدہ افراد مثلاً عبدالقادر جیلانی' احمد تیجانی وغیرہ کو پکارنا اور ان سے کسی نفع کے حصول یا نقصان سے بچنے کے لئے یا مصیبت ٹالنے کے لئے فریاد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بھی ہے اور کفر بھی۔ وہ اہل جاہلیت جن کو نبی ﷺ نے توحید کی دعوت دی تھی اور جن میں سے اپنے شرک پر اڑے رہنے والوں سے جنگ کی تھی' ان کا شرک اور کفر بھی اسی قسم کا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ربوبیت بیان فرما کر ارشاد فرمایا:

﴿ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾ (الفاطر ۳۵/ ۱۳-۱۴)

"یہ ہے تمہارا مالک اللہ' بادشاہی اسی کی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ (کھجور کی گٹھلی کی) جھلی کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو گے' وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر (بفرض محال) سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور خبر رکھنے والے (اللہ) کی طرح تجھے اور کوئی (یقینی) خبر نہیں دے سکتا۔"

بسا اوقات ایک بدعت شرک کا قریبی ذریعہ ہوتی ہے جیسے کسی صوفی کا یہ قول سَهِّلْ مُرَادَنَا بِجَاهِ أَحْمَدَ "احمد ﷺ کی جاہ کے طفیل ہماری مراد آسان کر دے" یا اللہ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے قبر کا طواف کرنا۔ اگر طواف کرنے والے کی نیت مدفون ولی کا قرب حاصل کرنا ہو تو وہ شرک اکبر بن جائے گا۔ اسی طرح اولیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے اہتمام سے سفر کرکے جانا بھی شرک کا باعث بن سکتا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۲۳۰)

بدعت کی تعریف

سوال آپ ہمیں وضاحت سے بیان کریں کہ بدعت کیا ہوتی ہے اور اس کی قسمیں کون کون سی ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لله وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

بدعت سے مراد وہ عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے شریعت میں نازل نہیں فرمائی۔ مثلاً میلاد منانا' شب معراج کا تہوار منانا اور اذان کے بعد مؤذن کا (ضروری سمجھ کر) بلند آواز سے درود پڑھنا' وغیرہ۔ بدعت اور اس کی اقسام کی وضاحت کے لئے بہت سے علماء نے کتابیں لکھی ہیں' جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب "السنن والمبتدعات" از شیخ محمد احمد عبد السلام حوامدی۔

(۲) کتاب "الابداع فی مضار الابتداع" از شیخ علی محفوظ۔

یہ دونوں مصر کے علماء ہیں۔ ان سے بہت پہلے امام محمد بن وضاح نے "کتاب البدع والنہی عنہا" اور امام شاطبی نے "کتاب الاعتصام" لکھی تھی۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۹۷۱)
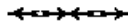
بدعت آمیز عمل ناقابل قبول ہوتا ہے

سوال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

کیا بدعتی کا وہی عمل غیر مقبول ہوتا ہے جو بدعت ہے یا (اس کی وجہ سے) اس کے تمام اعمال غیر مقبول ہو جاتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لله وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

بدعتیں کئی طرح کی ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو دین کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہیں' کچھ وہ ہیں جن کا تعلق عبادت کے طریق ادائیگی سے ہے' یا دین میں کسی غیر مشروع عمل کی ایجاد ہوتی ہے۔ تو اگر بدعتی کا وہ عمل ایسا ہو جو دین کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے مثلاً غیر اللہ کو پکارنا' تو یہ بدعت مردود ہے۔ (ایسے بدعتی کے) باقی تمام اعمال بھی غیر مقبول ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾ (الفرقان۲۵/ ۲۳)

"ہم ان عملوں کی طرف آئیں گے جو انھوں نے کئے اور انھیں بکھرا ہوا غبار بنادیں گے۔"

اگر بدعت کا تعلق عبادت کی کیفیت سے ہو مثلاً اجتماعی طور پر ذکر' تکبیرات اور تلبیہ ادا کرنا' یا بدعت اس قسم کی ہو کہ دین میں ایک نیا کام شروع کر دیا جائے جو شریعت میں موجود نہیں مثلاً میلاد منانا' تو یہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہو گا۔

کیونکہ صحیحین میں نبی ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں ایسا نیا کام نکالا جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
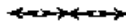
فتویٰ (۷۷۲۱)

دینی اور دنیاوی بدعت اور اس کی وضاحت

سوال بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟ کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟ اگر یہی بات ہے تو قرآن مجید میں زبر زیر پیش اور نقطے لگانا بھی بدعت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید صفحات پر لکھا جاتا تھا اور اس میں اس طرح حرکات نہیں ہوتی تھیں جس طرح آج ہمیں نظر آتی ہیں۔ کیا یہ حرکات لگانا بدعت ہے؟ اور کیا یہ گمراہی والی بدعت ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

بدعت کی دو قسمیں ہیں: دینی بدعت اور دنیوی بدعت۔ دنیاوی بدعت کی مثال نئی نئی وجود میں آنے والی صنعتیں اور ایجادات ہیں' ان میں اصل جواز ہے۔ ممنوع صرف وہی ہو گی جس کے منع کے لئے شرعی دلیل آجائے۔

دینی بدعت میں ہر وہ چیز شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی طرح دین میں نئی نکالی جائے۔ مثلاً بیک آواز مل کر اللہ کا ذکر کرنا' موالد (میلاد وغیرہ) کی بدعتیں' نصف شعبان (شب برات) کی بدعتیں' ستائیس رجب کی بدعتیں' کسی کی وفات سے چالیسویں دن کی جانے والی بدعتیں (رسم چہلم)' قبر پر میت کے لئے قرآن پڑھنے کی بدعت اور اس طرح کی بے شمار بدعتیں۔ ان دینی بدعات کو مختلف اقسام میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو (اصل میں) اس میں شامل نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے"

یہ حدیث بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر (دین) نہیں تو وہ مردود ہے۔"

اسے مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ہمیں ایک پر اثر وعظ فرمایا۔ جس سے دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ ہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ! (ﷺ!) یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے کوئی الوداع کہتے ہوئے نصیحت کیا کرتا ہے' تو آپ ہمیں (کوئی خاص و اہم) وصیت فرمایئے۔ تب نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا وَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا

بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»
"میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور سن کر حکم ماننے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی حاکم بن جائے اور میرے بعد جو شخص زندہ رہیگا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا' (اس وقت) تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا' اسے داڑھوں کے ساتھ (مضبوطی سے) پکڑنا اور نئے نئے کاموں سے بچنا' کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔" یہ حدیث احمد' ابو داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

قرآن مجید پر نقطے اور حرکات لگانا بدعت نہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ چیز موجود نہیں تھی کیونکہ یہ چیز مصالح مرسلہ میں سے ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے شریعت میں جو عمومی احکام پائے جاتے ہیں' ان میں یہ بھی شامل ہے۔ آپ امام شاطبی کی کتاب "الاعتصام" کا مطالعہ کریں۔ انھوں نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
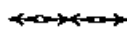
فتویٰ (۹۶۰۸)

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم درست نہیں

سوال میرے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں' ایک بدعت حسنہ یعنی جس پر عمل کرنا جائز ہے اور دوسری غیر حسنہ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تقسیم صحیح نہیں کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:

«... وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

"سب سے برے کام (دین میں) نئے ایجاد شدہ کام ہیں اور ہر نیا ایجاد ہونے والا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے"۔

اس مسئلہ میں فقہائے کرام اور ائمہ اسلام رحمہم اللہ قرآن و سنت کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ تقسیم صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ عام ہے:

«وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"بدترین کام نئے ایجاد شدہ کام ہیں ..... اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

یہ حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔ اس مفہوم کی اور احادیث بھی مروی ہیں۔

آپ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ "البدع والحوادث" از طرطوشی "البدع والنہی عنہا" از ابن وضاح' "تنبیہ الغافلین" از ابن نحاس۔ "الابداع فی مضار الابتداع" از شیخ علی محفوظ۔ "اقتضاء الصراط المستقیم مخالفة أصحاب الجحیم" از شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور "زاد المعاد" از امام ابن قیم رحمہ اللہ۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۴۰ تا ۸)

اہل بدعت کو خوش اسلوبی سے سمجھانا چاہئے

سوال میں دمشق کی ایک مسجد میں نماز پڑھتا ہوں۔ ہر فرض نماز میں ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم نماز پڑھ لیتے ہیں تو لوگ ایک آدمی کو کہتے ہیں وہ بلند آواز سے آیت الکرسی' سورت اخلاص اور معوذتین پڑھتا ہے۔ جب وہ پڑھ چکتا ہے تب ہر نمازی آیت الکرسی اور تینوں سورتیں پڑھتا ہے۔ کیا یہ عمل نبی ﷺ سے ثابت ہے یا بدعت ہے؟ کیا مجھے بھی ان کی موافقت کرنی چاہئے اور اس پر ہمیشہ عمل کرنا چاہئے؟ مجھے معلوم ہے کہ آیت الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ کیا کوئی نمازی ہر فرض نماز کے بعد اس نیت سے باآواز بلند آیت الکرسی وغیرہ پڑھ سکتا ہے کہ جسے یاد نہیں اسے (سن کر) آیت الکرسی اور معوذتین یاد ہو جائیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
نماز کے بعد مذکورہ اشیاء بلند آواز سے پڑھنا کسی ایک نمازی کے لئے جائز ہے نہ سب کا مل کر بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے اگرچہ تعلیم کے ارادہ سے ہی ہو' بلکہ یہ بدعت ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا ارشاد موجود ہے۔

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

اس لئے آپ کو ان کی بدعت کی تائید نہیں کرنی چاہئے' بلکہ اس کی تردید کر دیں اور اچھے طریقے سے نصیحت کے انداز سے ان کو صحیح بات سمجھائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ (النحل ١٦/ ١٢٥)

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے اس انداز سے بحث کیجئے جو بہت اچھا ہو۔"

اور یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ»

"تم میں سے جو شخص کوئی برا کام دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔"

بسلسلۂ بدعت دو حدیثوں کی وضاحت

سوال برائے مہربانی مندرجہ ذیل دو حدیثوں کی وضاحت فرما دیجئے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ (چیز) ناقابل قبول ہے"

اور:

«مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا»
"جس نے اچھا طریقہ جاری کیا' اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

"من احدث ....." والی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دین میں کوئی بدعت جاری کرتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مشابہ ایک چیز پیش کرتا ہے تو یہ نئی چیز غیر شرعی ہو گی' اس پر عمل نہیں کیا جائے گا' اسے ایجاد کرنے والا گناہ گار ہو گا۔ اس کی ایک مثال تو وہی ہے جو سوال میں ذکر کی گئی یعنی پنجگانہ نمازوں میں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے آیت الکرسی پڑھنا۔ دوسری مثالیں اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ کہنا۔ اذان کے بعد مؤذن کا بلند آواز سے درود پڑھنا۔ البتہ اگر مؤذن آہستہ درود پڑھے تو یہ سنت ہے۔

دوسری حدیث: مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً ......" الخ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایسی صحیح سنت پر عمل کرتا ہے جس پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا' اس نے اسے زندہ کر دیا کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ اس پر عمل کرنے لگے۔ اسی طرح وہ وعظ و نصیحت کے ذریعے ایک سنت کی طرف توجہ دلاتا ہے اور لوگ اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو عبد اللہ بن عمرو اور جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کچھ افراد حاضر خدمت ہوئے' ان کے پاس کپڑے نہیں تھے' صرف ایک ایک چادر سے جسم چھپایا ہوا تھا اور گلے میں تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں' ان میں سے اکثر مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بلکہ سبھی مضر سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فقروفاقہ ملاحظہ فرمایا تو چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ آپ گھر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لے آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی' پھر اقامت کہی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور (نماز کے بعد) خطاب فرماتے ہوئے یہ آیت پڑھی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ﴾ (النساء٤/ ١)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔"

دوسری آیت سورت حشر سے پڑھی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَلۡتَنظُرۡ نَفۡسٞ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٖ ﴾ (الحشر٥٩/ ١٨)

"اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کے دن کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔"

(پھر فرمایا:) "آدمی صدقہ کرے اپنے دینار سے' اپنے درہم سے اپنے کپڑے سے اپنے گیہوں کے صاع سے' اپنے کھجور کے صاع سے" حتیٰ کہ یہ بھی فرمایا: "خواہ آدھی کھجور ہو" ایک انصاری صحابی ایک تھیلی لائے' ان کا ہاتھ گویا اس کو اٹھانے سے عاجز ہو رہا تھا۔ (اتنی بھاری تھی کہ ہاتھ سے چھوٹ رہی تھی) بلکہ واقعی عاجز ہو گیا۔ اس کے بعد تو لوگ آگے پیچھے (صدقہ لے لے کر) آنے لگے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس یوں چمک رہا تھا گویا اس پر سونے کا رنگ پھرا ہوا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ

أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ»

"جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا ثواب بھی ملے گا اور ان کے ثوابوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں ایک بری روش قائم کرے' اسے اس کا گناہ ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اسے ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۰۷۸)

اصل معیار قرآن وسنت ہے

سوال اسلام اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو اسلام میں ایک نیا کام شروع کرتا ہے اور وہ اسے اچھا کام سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ان کاموں میں سے نہیں جو انسان کو بدعت میں مبتلا کرتے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اس شخص کا عمل قرآن وسنت پر پیش کیا جائے۔ جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور جو ان کے مطابق نہ ہو وہ غلط ہے۔ آپ نے اس شخص کے عمل کی وضاحت نہیں کی جو ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ سنت ہے یا بدعت۔

آپ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ امام شاطبی کی کتاب "الاعتصام" اس میں بدعت' اس کی اقسام' احکام اور مثالیں بہت تفصیل اور وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب "السنن والمبتدعات" کتاب "الابداع فی مضار الابتداع" کتاب "البدع والحوادث" کتاب "تنبیہ الغافلین" تصنیف ابن نحاس اور اس قسم کی دوسری کتابیں جن سے سنت اور بدعت میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۲۷۳)

بدعت اور اہل بدعت کے بارے میں چند سوالات

سوال

(۱) ہم موضع باقور ضلع ابو تیج صوبہ اسیوط (مصر) میں رہتے ہیں۔ ہم اس وقت کچھ بدعات (خلاف شرع امور) کی وجہ سے کافی پریشان ہیں۔ جناب سے گزارش ہے کہ بدعت کے متعلق شافی جواب عنایت فرمائیں تاکہ ہم لاعلمی کی وجہ سے غلطیاں نہ کریں بلکہ سمجھ کر اسلام کے اصولوں پر عمل کریں اور بدعات سے باز رہیں اور دوسروں کو بھی بدعت سے منع کریں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ اس موضوع پر رہنمائی کرنے والی کتابیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ خیر اور ہدایت کی طرف ہماری اور آپ کی رہنمائی کرے۔

(۲) ہم نوجوان دین کی طرف راغب ہیں حالانکہ ہمیں والدین کی طرف سے سخت رد عمل کا سامنا ہے کیونکہ ان پر مادیت غالب ہے اور وہ دین کے معاملہ میں بے پروا ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ کون سی اچھی کتابیں بدعات سے خالی ہیں جن کا

ہم مطالعہ کریں نیز صراط مستقیم کی طرف لے جانے والے اسباب کون کون سے ہیں؟ ہم چونکہ دین کی طرف راغب ہیں اور ان کے بدعتوں والے مذہب کی تردید کرتے ہیں' اس لئے وہ ہمیں جیب خرچ بھی نہیں دیتے۔ اس لئے جناب سے گزارش ہے کہ اچھی کتابوں کی ایک فہرست بنادیں تاکہ ان میں سے جتنی ممکن ہوں ہم خرید سکیں اور علم وبصیرت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ کچھ حدیثیں ضعیف اور موضوع بھی ہوتی ہیں؟ ہم انہیں کیسے پہچان سکتے ہیں؟ جب کہ ان میں سے بہت سی ضعیف احادیث ہم ائمہ و خطباء کی زبان سے سنتے ہیں۔

(۳) ہمارے ہاں جو بہت سے صوفیانہ سلسلے پائے جاتے ہیں مثلاً شاذلیہ' احمدیہ' سعدیہ' برہانیہ وغیرہ ان کی کیا حقیقت ہے؟ ہم ان کی تردید کس طرح کر سکتے ہیں؟ اس موضوع پر تسلی بخش کتابیں کون کون سی ہیں؟ کیا وہ واقعی حق پر ہیں جس طرح کہ ان کا دعویٰ ہے؟

(۴) ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ' مساجد مختلف مذاہب پر ہیں۔ جب بات چیت شروع ہوتی ہے تو اس کا انجام عموماً آپس میں لڑائی جھگڑے پر ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض نمازی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمیں اس مسئلہ میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں' کیا ہم ایک مذہب کی پیروی کریں؟ ہم مذاہب کے درمیان کس طرح موافقت پیدا کر سکتے ہیں تاکہ حالات صحیح رہیں؟

(۵) بعض لوگ کتاب اللہ کا ادب ملحوظ خاطر نہ رکھتے ہوئے آیات مقدسہ کی تفسیر اپنی خواہشات کے مطابق کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ اس کی ایک مثال یہ آیت مبارکہ ہے سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۹۱)

"جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے۔"

اس کا وہ لوگ یہ مفہوم لیتے ہیں کہ ذکر کرتے وقت ناچتے ہیں اور ایسے الفاظ گنگناتے ہیں جو سننے والوں کی سمجھ میں نہیں آتے اور دائیں بائیں جھومتے ہوئے اللہ حیٔ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت کچھ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی مسائل ہیں مثلاً وہ خاندانی منصوبہ بندی کے قائل ہیں' عورتوں کے لئے گانا اور نعتیں پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور سازوں باجوں کے ساتھ نعتیں پڑھتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں دین کے بارے میں معلومات دیں تاکہ ہم اسے اچھی طرح سمجھ سکیں اور اہل بدعت کی تردید کر سکیں۔ نیز اس بارے میں کچھ مفید کتابیں بیان فرمائیں۔

جواب

(۱) آپ نے ان بدعتوں کی وضاحت نہیں فرمائی جن کے متعلق آپ جواب حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم تفصیل سے جواب دیتے۔ لیکن ہم آپ کو ایک اہم اصول بتاتے ہیں کہ عبادات میں اصل منع ہے حتیٰ کہ کوئی شرعی دلیل آجائے۔ لہٰذا کسی عبادت کو شرعی قرار دینا یا اس کی تعداد اور کیفیت کے لحاظ سے شرعی قرار دینا اسی وقت ممکن ہے جب کوئی شرعی دلیل موجود ہو۔ جو کام اللہ تعالیٰ نے دین میں مشروع نہیں کیا' اسے ایجاد کر کے عملی جامہ پہنانا درست نہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس کام (دین) میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود (ناقابل قبول) ہے۔"

(۲) آپ قرآن مجید سیکھیں' اسے کثرت سے پڑھیں' اس پر غور وفکر کریں' اس پر عمل کریں اور اس کی طرف بلائیں۔

حدیث شریف میں سے بھی حسب ضرورت سیکھیں' یعنی صحیح بخاری' صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابیں پڑھیں اور جس مقام پر اشکال محسوس ہو علمائے کرام سے دریافت کریں۔

(۳) تصوف کے مختلف سلسلے شاذلیہ' احمدیہ' سعدیہ' برہانیہ وغیرہ سب گمراہی کے راستے ہیں' ایک مسلمان کو ان میں سے کسی کو اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ اس کا فرض ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ' آپ ﷺ کے خلفاء ؓ کا راستہ اختیار کرے' جنہوں نے سنت کا راستہ اپنایا' اسی طرح ان کے بعد والے عاملین سنت کا طریقہ اختیار کرے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«لاَ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورَةً لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ»

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کی مدد سے فیض یاب رہے گا' ان کو چھوڑ جانے والے یا ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نقصان نہیں کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے"

نیز نبی ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»

"سب سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں (یعنی صحابہ) پھر وہ جو ان سے ملیں گے (یعنی تابعین)' پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے (یعنی تبع تابعین)"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً»

"یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے' عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے سوا باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔"

حاضرین نے کہا: "وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ!؟" ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي»

"جو ایسے طریقے پر چلا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

ان کی تردید کے لئے آپ کو ان کے تفصیلی عقائد' بدعتوں اور شبہات کا علم ہونا چاہئے۔ ان کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھیں۔ اس سلسلہ میں اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے مدد مل سکتی ہے مثلاً "السنن والمبتدعات" "مصرع التصوف" از عبدالرحمٰن الوکیل' "الاعتصام" از امام شاطبی' "الابداع والمضار" از شیخ علی محفوظ' "اغاثہ اللہفان من مکائد الشیطان" از علامہ ابن قیم ؒ اور اس قسم کی دوسری کتابیں۔

(۴) مذاہب اربعہ کے ائمہ کرام میں فقہ کے فروعی مسائل میں اختلاف کے مختلف اسباب ہیں' مثلاً ایک حدیث ایک امام کی نظر میں صحیح ہے' دوسرے کے ہاں وہ صحیح نہیں' یا ایک امام کو ایک حدیث پہنچی ہے دوسرے کو نہیں پہنچی' اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے آراء میں اختلاف پیدا ہوا۔ مسلمان کو ہر مجتہد کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہئے۔ ہر عالم مسائل ذکر کرتے ہوئے حق ہی کا متلاشی تھا' اگر وہ صحیح نتیجہ تک پہنچ گیا تو اسے دو چیزوں کا ثواب ملا' اجتہاد اور محنت کا ثواب اور صحیح بات تلاش کر لینے کا ثواب اور اگر اس سے اجتہاد میں غلطی ہوئی۔

تو بھی اسے اجتہاد کا ثواب ملے گا اور اس کی غلطی معاف ہے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید کے بارے میں یہ بات ہے کہ جو شخص دلیل کی روشنی میں صحیح بات اخذ کر سکتا ہے' اس پر واجب ہے کہ دلیل پر عمل کرے۔ اگر اس میں یہ اہلیت نہ ہو تو حتیٰ الامکان اس عالم کی بات مانے جو اس کے خیال میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ اس فروعی اختلاف کی وجہ سے مختلف آراء رکھنے والوں کو ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز نہیں کرنا چاہئے' بلکہ انکے لئے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا آپس میں فروعی مسائل میں اختلاف ہوا کرتا تھا۔ اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے تھے۔

(۵) قرآن مجید کی تفسیر کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تشریح خود قرآن' حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ و تابعین کی روشنی میں کی جائے اور اس سلسلے میں عربی زبان کے اسلوب بیان اور مقاصد شریعت کو پیش نظر رکھا جائے۔ آیت مبارکہ:

﴿ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۹۱)

"جو لوگ کھڑے' بیٹھے' لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔"

کی جو تفسیر آپ نے بیان کی ہے کہ بعض لوگ اس سے رقص' غیر شرعی اذکار' سمجھ میں نہ آنے والے (الفاظ و کلمات گنگنانا' اللہ حی کہتے ہوئے دائیں بائیں جھومنا اور اس قسم کی دوسری چیزیں مراد لیتے ہیں' یہ تفسیر بالکل باطل ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

آپ مذکورہ بالا آیت اور اس قسم کی دوسری آیات کی تفسیر کے لئے تفسیر ابن کثیر' تفسیر ابن جریر اور تفسیر بغوی وغیرہ کا مطالعہ کریں' تاکہ قابل اعتماد مفسرین کے اقوال سے حق کو سمجھ سکیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
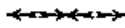
فتویٰ (۳۲۵۰)

ایک عالم و مبلغ کی صفت

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدعت اور سنت کے موضوع پر بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ جب خطیب اس موضوع پر بات کرے گا تو لوگوں سے اختلاف پیدا ہو گا۔ کیونکہ اکثر لوگ اہل بدعت ہیں سنتوں سے واقف نہیں' اس لئے ان سے جھگڑا ہو گا اور فتنہ پیدا ہو گا کیونکہ لوگ ان خطبوں کو اپنی خواہشات کے خلاف پا کر ان کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ تو کیا اس شخص کو فتنہ کھڑا کرنے والا کہا جا سکتا ہے جو عقیدہ کو بدعتوں سے پاک کر کے صحیح کرنا چاہتا ہے یا وہ شخص فتنہ کا باعث ہے جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ایک مبلغ میں یہ صفت ہونی چاہئے کہ اسے ان امور کا صحیح علم حاصل ہو جن کا وہ حکم دیتا ہے یا جن سے منع کرتا ہے۔ اسے امر و نہی میں حکمت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اسے چاہئے کہ مصالح کا موازنہ کر کے راجح کو مرجوح پر فوقیت دے اور

مفاسد میں غور کرکے بڑی خرابی کو دور کرنے کے لئے چھوٹی خرابی کا ارتکاب کرے۔ اسی طرح جب مصلحت اور خرابی باہم مقابل ہوں اور مصلحت راجح ہو تو اسے اختیار کرے اور اگر مفاسد کا امکان زیادہ ہو تو اسے ترک کردے۔ لہذا اسے چاہیئے کہ سنت بیان کرے اور اس کی تائید کرے اور بدعت بھی بیان کرے اور اس کی تردید کرے۔ لیکن یہ سب کام حکمت' اچھے طریقے سے نصیحت اور شائستگی سے بحث مباحثہ کے ذریعے ہونے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ﴾ (النحل ١٦/ ١٢٥)

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے حکمت ودانائی سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے اس انداز سے بحث کیجئے جو بہترین ہو"

اس طریقے پر عمل کرنے والے کو فتنہ برپا کرنے والا نہیں کہا جائے گا۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

تلاوت قرآن کی بدعتیں

فتویٰ (۲۶۰)

قرآن مجید کے بعض مقامات کو بلا دلیل خاص کرنا

سوال دار الحدیث مدینہ منورہ کا ایک طالب علم میرے پاس ایک نسخہ لایا جس کا نام "اَلسُّوَرُ الْمُنْجِيَاتُ" (نجات دینے والی سورتیں) تھا' اس میں سورۂ کہف' سورۂ سجدۂ' سورۂ یٰسین' سورۂ حم سجدۂ' سورۂ دخان' سورۂ واقعہ' سورۂ حشر اور سورۂ ملک شامل تھیں اور اس نے بتایا کہ حرم مکی اور حرم مدنی میں اس مجموعہ کے بہت سے نسخے تقسیم کئے گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان سورتوں کو اس وصف کے ساتھ خاص کرنے یا ان کا یہ نام رکھنے کی کوئی دلیل ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
قرآن کی ہر سورت اور ہر آیت روحانی بیماریوں کی شفا' مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا باعث ہے' جو شخص بھی ان سے رہنمائی حاصل کرے گا اور ان پر عمل کرے گا وہ کفر' گمراہی اور عذاب الٰہی سے نجات پا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنا قولاً' عملاً اور تقریراً جائز قرار دیا ہے۔ لیکن نبی ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے مذکورہ بالا آٹھ سورتوں کو منجیات کا نام دیا ہو۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ الاخلاص' سورۂ الفلق اور سورۂ الناس سوتے وقت تین تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مارتے' پھر ہاتھ چہرے پر اور باقی جسم پر جہاں تک ہو سکتا پھیر لیتے تھے' اس کے علاوہ جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم قبیلہ کے سردار پر سورت الفاتحہ پڑھ کر دم کیا' تو اسے بچھو کے کاٹنے سے ہونے والی تکلیف ختم ہو گئی اور نبی ﷺ نے اس دم کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے کی اجازت دی اور بتایا کہ جو شخص یہ آیت پڑھے گا' رات بھر شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا۔ لہٰذا جو شخص سوال میں مذکور سورتوں ہی کو "نجات دینے والی" کہتا ہے وہ جاہل بھی ہے اور بدعتی بھی اور جس نے انہیں باقی قرآن سے الگ کر کے نجات کے لئے یا حفاظت یا برکت کی نیت سے جمع کیا اس نے غلط کیا ہے کیونکہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے خلاف ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور اس لئے بھی کہ اس نے قرآن کے اکثر حصے کو چھوڑ دیا اور بعض قرآن کو اس عمل کے ساتھ خاص کر لیا جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خاص نہیں کیا۔ لہٰذا اسے اس کام سے منع کرنا چاہئے اور غلط کام کی تردید اور ازالہ کے لئے جو نسخے اس طرح کے چھپ چکے ہیں' انہیں عوام میں نہیں پھیلانا چاہئے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ(۳۸٦١)

اجتماعی صورت میں قرآن مجید پڑھنا

سوال آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے چند افراد کو دعوت دی' انہوں نے حسب توفیق قرآن مجید پڑھا' پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعا کی۔ پھر اس نے انہیں کھانا کھانے کو کہا جو پہلے سے تیار کیا گیا تھا' کھانا کھا کر وہ لوگ چلے گئے۔

اسی سوال میں یہ بھی ہے کہ دعوت دینے والے نے آنے والوں کو قرآن مجید کے الگ الگ پارے دے دیئے۔ ہر شخص نے وہ پارہ پڑھا جو اس کے پاس تھا۔ سب کے فارغ ہونے پر ان میں سے ایک نے اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کی اور یہ سمجھ لیا کہ ان سب نے مل کر برکت کے لئے مکمل قرآن مجید ایک بار پڑھ لیا ہے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) قرآن مجید کی اجتماعی تلاوت ومطالعہ کا یہ طریقہ تو صحیح ہے کہ ایک آدمی پڑھتا ہے اور دوسرے سنتے ہیں۔ پھر اس پر غور وفکر کرکے اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ثواب کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس پر بہت اجر ملتا ہے۔ صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»

"جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت سایہ افگن ہو جاتی ہے اور انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔"

قرآن مجید کی تکمیل ہونے پر دعا کرنا بھی جائز ہے لیکن اسے ایک مستقل (لازمی) عمل نہیں بنا لینا چاہئے' نہ کسی خاص لفظ کی اس طرح پابندی کی جائے گویا کہ یہ بھی کوئی سنت ہے۔ کیونکہ یہ عمل نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے' البتہ بعض صحابہ نے ایسا کیا ہے۔ تلاوت کے موقع پر موجود لوگوں کو کھانا کھلانے میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اسے مستقل رواج نہ بنا لیا جائے۔

(۲) حاضرین میں قرآن مجید کے اجزاء تقسیم کرنا' تاکہ ہر کوئی اپنے حصے کا قرآن پڑھے' ظاہر ہے کہ اسے ہر ایک آدمی کی طرف سے مکمل قرآن کی تلاوت قرار نہیں دیا جا سکتا اور پڑھتے ہوئے محض حصول برکت کی نیت رکھنا کوتاہی ہے۔ کیونکہ تلاوت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول بھی ہے۔ قرآن کو یاد کرنا' اس پر غور کرنا' اس کے احکام کی سمجھ حاصل کرنا' اس سے عبرت حاصل کرنا' اجروثواب کا حصول' زبان کو تلاوت کا عادی بنانا اور اس قسم کے اور بہت سے فوائد کا حصول بھی ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۹۹۴)

سوال ہم مراکش والوں کا یہ رواج ہے کہ وہ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد جماعت کی صورت میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

نماز فجر اور مغرب وغیرہ کے بعد کچھ لوگوں کا بیک آواز مل کر تلاوت کرنا بدعت ہے۔ اسی طرح نماز باجماعت کے بعد ہمیشہ باجماعت (اجتماعی) دعا کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ہر شخص الگ الگ اپنی اپنی تلاوت کرے' یا مل کر اس طرح قرآن پڑھیں کہ جب ایک پڑھ چکے تو دوسرا پڑھے اور باقی سب توجہ سے سنتے رہیں تو یہ بہت افضل اعمال میں سے ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»

"جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت (تسکین) نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
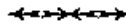
فتویٰ (۶۳۶۴)

سوال مل کر ایک آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے خصوصاً جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے لئے آنے سے پہلے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ جائز نہیں اور اسے جمعہ کے دن امام کے آنے سے پہلے وقت کے لئے خاص کرنا خود ساختہ بدعت ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
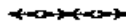
فتویٰ (۹۶۹۷)

کاروبار کے لئے قرآن خوانی کرانا

سوال کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص کسی خاص مقصد سے لوگوں کو جمع کرکے انہیں قرآن پڑھنے کو کہے۔ مثلاً اس نے اپنا کاروبار تبدیل کرنا چاہا اور لوگوں کو قرآن خوانی کے لئے بلا کر جمع کر لیا تاکہ اس کے کاروبار میں برکت ہو۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اس لئے نازل کیا ہے تاکہ اس کی تلاوت کرکے بندگی کا اظہار کیا جائے' اس کے احکام پر عمل کیا

جائے اور تاکہ وہ نبی ﷺ کا معجزہ ہو۔ جو عمل آپ نے ذکر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے مشروع نہیں فرمایا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
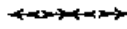
فتویٰ (۲۰۱۲)

اپنی طرف سے وقت اور تعداد مقرر کرنا

سوال گزارش ہے کہ مجھے اس بارے میں فتویٰ دیں کہ میں عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ کر سورۃ الفاتحہ بار بار پڑھتا ہوں اور اس میں کسی تعداد کا تعین نہیں کرتا۔ مثلاً سو بار ہو جائے یا کم یا زیادہ' تعداد مقرر کرتا ہوں نہ وقت متعین کرتا ہوں۔ واضح کریں کہ میں قرآن کریم ہمیشہ اس نیت سے پڑھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ اجر وثواب حاصل ہو۔ کیا میرا یہ عمل بدعت قرار دیا جائے گا؟ میں فاتحہ پڑھنے کے بعد توبہ استغفار کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بندوں کے کلام سے اس طرح افضل ہے جس طرح خود اللہ تعالیٰ کی ذات بندوں سے افضل ہے۔ تلاوت قرآن مجید کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ اس کی صحیح مقدار اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ لیکن تلاوت کرنے والے کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ کسی خاص وقت میں یا خاص مقصد کے لئے کوئی سورت یا آیت تلاوت کے لئے خاص کر لے۔ مگر جو چیزیں رسول اللہ ﷺ نے خاص کردی ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے اس تخصیص کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ مثلاً دم جھاڑ کے لئے سورت الفاتحہ' یا نماز کی ہر رکعت میں سورت الفاتحہ پڑھنا' سوتے وقت اس نیت سے آیت الکرسی پڑھنا کہ اللہ تعالیٰ اس (پڑھنے والے کو) شیطان سے محفوظ رکھے' یا دم کرنے کے لئے سورت "قل هو الله احد ۝' قل أعوذ برب الفلق ۝' اور قل أعوذ برب الناس پڑھنا۔

اسی طرح کسی سورت یا آیت کو متعین تعداد میں دہرانا بھی درست نہیں الا یہ کہ وہ نبی ﷺ سے ثابت ہو۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت میں شریعت کی طرف سے تعین کا خیال رکھنا چاہیے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رات کو وتر کے بعد بار بار پڑھنے کے لیے سورت الفاتحہ کی تخصیص بدعت ہے' اگرچہ تعداد کا تعین نہ کرے۔ کیونکہ یہ عمل نبی ﷺ سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین میں سے کسی سے ثابت ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ فاتحہ کی یا وتر کے بعد پڑھنے کی تعیین کے بغیر تلاوت کی جائے۔ بلکہ مشروع تو صرف قرآن کریم کی بکثرت تلاوت کرنا ہے خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور مقام اسے کسی معین تعداد و وقت کے بغیر پڑھنا جائز ہے اور اسکے علاوہ شریعت سے کوئی چیز ثابت ہو جائے تو درست ہے جیسے کہ پہلے وضاحت ہو چکی۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۷۷۷)

صبح کی اسمبلی میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

سوال گزارش یہ ہے کہ بعض مدارس کی طرف سے ہم سے یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ سکول میں صبح کی اسمبلی میں اگر طالبات بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ چونکہ اس مسئلہ میں شرعی حکم معلوم کرنا ایک اہم معاملہ ہے اس لئے جناب سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کا جواب ارشاد فرمائیں تاکہ مدارس کو اس کی اطلاع دی جا سکے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مذکورہ طریقے سے طلبہ وطالبات کا سکولوں میں صبح کی اسمبلی میں ہمیشہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے بلکہ یہ ایک نئی بدعت ہے اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو (دراصل) اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔"

یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ صبح کی اسمبلی میں مختلف چیزیں پیش کی جائیں مثلاً کبھی سورۂ فاتحہ پڑھی جائے' کبھی کچھ دوسری آیات' کبھی صحیح احادیث' کبھی حکمت ودانائی کی باتیں اور ایسی ضرب الامثال جن میں کوئی شرعی طور پر غلط چیز نہ ہو' کبھی اسلامی نظمیں پڑھی جائیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۰۲۸)
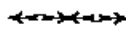
تلاوت کا یہ طریقہ بدعت کے ذیل میں آتا ہے

سوال یوگنڈا میں جب کوئی شخص کسی خاص مقصد کے لئے دعا کرنا چاہتا ہے خصوصاً رزق میں فراخی کے لئے' تو چند طلبہ کو بلا لیتا ہے' وہ اپنا اپنا مصحف لے کر آجاتے ہیں اور تلاوت کرنے لگتے ہیں۔ ایک طالب علم سورۂ یٰسین پڑھتا ہے کیونکہ وہ قرآن کا دل ہے' دوسرا کہف پڑھتا ہے اسی طرح سورۂ واقعہ' رحمان' دخان' معارج' ن' ملک' سورۂ محمد' سورۂ فتح وغیرہ پڑھتے ہیں۔ سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء نہیں پڑھتے' اس کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ شریعت کے مطابق ہے؟ اگر نہیں تو پھر شرعی طریقہ کیا ہے؟ دلیل بھی فرمایئے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

معانی سمجھتے ہوئے اور مطالب میں غور وفکر کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا سب سے بڑا ثواب کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا' خیر کی توفیق طلب کرنا' رزق کی فراخی اور دوسری بھلائیوں کی دعا کرنا جائز عبادت ہے۔ لیکن سوال میں ذکر کردہ انداز سے سورتیں اشخاص پر تقسیم کرکے ہر ایک کا ایک ایک سورت پڑھنا تاکہ اس کے بعد رزق کی فراخی کی دعا کی جائے' یہ کام بدعت ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ کے ارشاد سے بھی ثابت نہیں' عمل سے بھی نہیں' نہ کسی صحابی یا امام سے ثابت ہے اور بھلائی تو سب سلف صالحین کے طریق کی اتباع میں ہے اور برائی بعد کے لوگوں کی بدعتوں میں ہے اور یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

''جس نے ہمارے اس کام (دین) میں کوئی نئی چیز نکالی جو (دراصل) اس میں سے نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا تو ہر وقت' ہر جگہ اور تنگی و فراخی ہر حال میں جائز ہے۔ شریعت نے نماز کے سجدہ کے دوران اور سحر کے وقت اور نماز کا سلام پھیرنے سے پہلے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ رَبُّنَا إِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ»

''ہمارا رب ہر رات اس وقت آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔'' اور فرماتا ہے: ''مجھے کون پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کر لوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے' میں اسے عطا کروں' کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے' میں اس کو بخش دوں''۔

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کی ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث بھی ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ»

''رکوع میں رب کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں خوب دعا کرو' یہ حق رکھتی ہے کہ قبول کر لی جائے۔''

یہ حدیث امام احمد' مسلم' نسائی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ»

''بندہ رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب سجدے میں ہوتا ہے' لہٰذا کثرت سے دعا کیا کرو۔''

یہ حدیث مسلم' ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔ صحیحین میں جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں تشہد سکھایا' پھر فرمایا:

«ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو»

''پھر اس دعا کا انتخاب کرے جو اسے زیادہ اچھی لگے اور دعا کرے۔''

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۰۲۹)

ختم قرآن کے موقع پر دعوت ولیمہ کرنا

سوال کیا ختم قرآن کے موقع پر دعوت ولیمہ کرنا جائز ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ولیمہ اس وقت مشروع ہے جب نکاح کے بعد خاوند اپنی بیوی کی رخصتی کرا کے گھر لائے۔ جب نبی ﷺ کو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی کی خبر دی تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: "ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ہو۔" خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے موقعوں پر ولیمہ کیا ہے۔

ختم قرآن کی مناسبت سے ولیمہ کرنا یا تقریب منعقد کرنا نبی ﷺ یا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو کسی حدیث میں ضرور اس کا ذکر آتا جس طرح کہ دوسرے احکام شریعت ہم تک پہنچے ہیں۔ لہٰذا ختم قرآن کی مناسبت سے ولیمہ یا تقریب کرنا بدعت ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس کام (دین) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔" اور فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا معاملہ (دین) نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
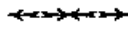
فتویٰ (۲۷۴۰)

تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنا

سوال محترم علمائے دین! مندرجہ ذیل مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تراویح میں قرآن ختم ہونے پر کوئی کھانے پینے کی چیز یا مٹھائی تقسیم کی تھی' یا کسی صحابی' تابعی' تبع تابعی یا سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا کیا تھا؟ اگر یہ کام خیر القرون میں ہونا ثابت ہے تو ہمیں کتاب کا نام' جلد' صفحہ اور مطبع سے مطلع فرمائیں۔ اگر ثابت نہیں تو ہمیں بادلیل بتائیں کہ کیا یہ کام شرعاً جائز ہے جب کہ وہ پابندی سے کیا جائے اور یہ کام کرنے والا کھانے پینے کی اس چیز کو یا اس مٹھائی کو تبرک سمجھتا ہو؟

جواب الْحَمْدُ لِلهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ہماری معلومات کے مطابق نبی ﷺ یا کسی صحابی' تابعی یا امام سے یہ ثابت نہیں کہ جب وہ تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے تھے تو کھانے پینے کی چیز یا مٹھائی تقسیم کرتے تھے اور اس کام کو التزام سے ادا کرتے تھے۔ بلکہ یہ نئی ایجاد شدہ بدعت ہے۔ کیونکہ یہ ایک عبادت کے بعد عمل میں لائی جاتی ہے اور اس عبادت کی وجہ سے اور اس کے وقت کے مطابق کی جاتی ہے اور دین میں ایجاد ہونے والی ہر بدعت گمراہی ہے کیونکہ اس سے شریعت پر نامکمل ہونے کا الزام لگتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (المائدۃ٥/ ٣)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا۔"

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا وعظ فرمایا کہ اس سے دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! یوں لگتا ہے کہ یہ الوداع کہنے والے کی نصیحت ہے تو آپ ہمیں کوئی (خاص) وصیت فرمائیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ»

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور سن کر مان لینے کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ کوئی غلام ہی تمہارا امیر بن جائے۔ جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا بہت اختلاف دیکھے گا۔ لہذا میری سنت پر اور میرے بعد آنے والے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر قائم رہنا۔ انہیں مضبوطی سے تھامنا (بلکہ) داڑھوں سے پکڑ کر رکھنا اور نئے نئے کاموں سے بچنا' کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي الدِّينِ مَا لَيْسَ مِنْهُ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ»

"جو شخص دین میں بدعت جاری کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ محمد ﷺ نے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں (نعوذ باللہ) خیانت کی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا ﴾ (المائدۃ۵/ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند فرمایا ہے۔"

لہذا جو چیز اس وقت دین میں نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔ لیکن اگر کبھی کبھی یہ کام ہو جائے اور اسے لازمی نہ سمجھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۴۹۹۸)

آیات قرآنی گھول کر پینا

سوال مسجد نبوی میں بعض علاقوں کے لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ جب وہ قرآن مجید حفظ کرنا چاہتے ہیں تو مختلف آیات قرآنیہ کاغذ پر لکھتے ہیں' پھر انہیں پانی میں گھول کر پی لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مجید آسانی سے یاد کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ بدعت ہے یا اسلام کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب الْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ بدعت ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن حسن بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۴۲۱۰)

تلاوت سے قبل ہاتھ دھونا

سوال کیا ہم قرآن مجید کی تلاوت کے فوراً بعد بیت الخلاء میں جاسکتے ہیں یا بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں جب کہ واش بیسن اور بیت الخلاء کا پانی ایک راستے سے باہر جاتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شریعت نے تلاوت قرآن کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم نہیں دیا نہ واش بیسن میں، نہ بیت الخلاء میں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ، رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

نماز کی بدعتیں

فتویٰ (۱۰۷۳۶)

نماز کے بارے میں دو سوالات

سوال

(۱) بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ہاتھ کے حجرہ میں دو رکعت نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(۲) بعض لوگ نماز کا سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سنت ہے۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) حجرۂ علی ہاتھ میں دو رکعت نماز کو واجب سمجھنا غلط عقیدہ ہے' بلکہ یہ انتہائی بری بدعت ہے۔

(۲) نماز کا سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھنا سنت نہیں' بلکہ یہ نئی ایجاد شدہ بدعت ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہمارے اس دین میں وہ کام نکالے گا جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
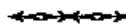
فتویٰ (۵۳۱۲)

یہ طریقہ درست نہیں

سوال

(۱) نماز تراویح کے طریقے کے بارے میں ہمارے ہاں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ جب نماز تراویح شروع کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

صَلَاةُ الْقِيَامِ' اَثَابَكُمُ اللّٰهُ "قیام کی نماز' اللہ تمہیں ثواب دے۔"

پھر دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ "اے اللہ! ہمارے آقا محمد ﷺ پر درود اور سلام نازل فرما۔"

یہ الفاظ امام بھی کہتا ہے اور مقتدی بھی مل کر کہتے ہیں۔ مزید دو رکعتیں پڑھنے کے بعد امام اور مقتدی سبھی بلند آواز سے سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھتے ہیں اور جب نماز تراویح سے فارغ ہوتے ہیں تو تین بار یہ سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ طریقہ حدیث میں نہیں آیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اچھا کام ہے اور بدعت حسنہ ہے۔ کیا اسلام میں بدعت حسنہ

ہے؟اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ہم یہ سنت نماز کس طرح ادا کریں؟ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۲) جمعہ کے دن نماز ظہر سے پہلے لاؤڈ سپیکر میں قرآن کی تلاوت کا کیا حکم ہے؟ اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث میں مذکور نہیں تو کہتے ہیں: تم قرآن کی تلاوت روکنا چاہتے ہو؟ اور فجر کی اذان سے کچھ پہلے لاؤڈ سپیکر میں دعائیں مانگنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر کہا جائے کہ اس عمل کی کوئی دلیل نہیں تو کہا جاتا ہے یہ اچھا کام ہے اس طرح ہم لوگوں کو فجر کی نماز کے لئے جگاتے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

لوگوں کا صَلَاةُ الْقِيَامِ اَثَابَكُمُ اللّٰهُ کہنا اور امام کا پھر مقتدیوں کا بلند آواز سے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہنا" دو رکعتوں کے بعد بلند آواز سے سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھنا سب خود ساختہ بدعتیں ہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

اور نبی ﷺ خطبۂ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے۔

«أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"اَمَّا بَعْدُ' سب سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

یہ حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعتیں سب کی سب گمراہی ہیں جیسے کہ جناب مصطفی ﷺ نے فرمایا: اور اسلام میں کوئی "بدعت حسنہ" نہیں ہے۔

(۲) ہماری معلومات کے مطابق اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسے ہوا ہو۔ نہ ہمیں کسی صحابی کے ایسے عمل کا پتہ ہے۔ اسی طرح فجر کی اذان سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر دعائیں کرنا بھی ثابت نہیں۔ اس لئے یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نبی ﷺ کا یہ فرمان صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز نکالی جو (در حقیقت) اس میں موجود نہیں۔ تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۱۶۱۹)

یہ طریقہ خلاف سنت ہے

سوال ہمارے ملک میں بعض علماء کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو ایک نماز پڑھی جاتی ہے جو ضحیٰ کے وقت چار رکعت ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ' سورۂ کوثر' سترہ (۱۷) بار' سورۂ اخلاص پچاس (۵۰) بار اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے ہیں۔ سلام پھیر کر تین سو ساٹھ دفعہ یہ آیت پڑھتے ہیں:

﴿ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (یوسف ۱۲/ ۲۱)

پھر جوھرۃ الکمال تین بار پڑھ کر آخر میں ایک دفعہ کہتے ہیں:

«سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»

اور فقیروں کو کچھ روٹی بھی خیرات کے طور پر دیتے ہیں۔اس عمل کی خاصیت یہ ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو جو مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں ان سے حفاظت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر سال صفر کے آخری بدھ کو تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور یہ سال کا سب سے سخت دن ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص اس دن مذکورہ بالا طریقے سے مذکورہ بالا نماز پڑھ لے وہ ان تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس طرح یہ نماز ادا نہ کر سکے مثلاً بچے وغیرہ تو اسے یہ سورتیں اور آیات لکھ کر گھول کر پلا دی جائیں۔کیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

سوال میں بیان کی گئی نماز کی کوئی دلیل قرآن مجید میں ملتی ہے نہ حدیث شریف میں۔ اس کا ثبوت صحابہ و تابعین میں سے کسی سے ملتا ہے اور نہ بعد کے کسی نیک بزرگ سے' لہٰذا یہ غلط کام اور بدعت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔"

نیز فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو (دراصل) دین میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

جس نے یہ نماز اور اس کے فرضی فضائل کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی کی طرف کی' اس نے بہت بڑا جھوٹ بولا' اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کذابوں کی وہ سزا ملے گی جس کا وہ مستحق ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
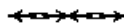
فتویٰ (۲۰۱۱)

دعاء کا یہ طریقہ بدعت ہے

سوال کیا کتاب "الدعاء المستجاب" تصنیف احمد عبد الجواد قابل اعتماد کتاب ہے؟ اس میں لکھا ہے کہ رات یا دن میں کسی وقت بارہ رکعت نماز ادا کی جائے۔ ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھا جائے۔ جب آخری تشہد پڑھے تو اللہ کی حمد وثنا کرے اور نبی ﷺ پر درود پڑھے اور سجدے میں سات بار فاتحہ اور سات بار آیت الکرسی پڑھے اور دس بار یہ دعا پڑھے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. . .»

پھر یہ دعا پڑھے:

«اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ»

اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کرے' پھر سر اٹھا کر سلام پھیرے۔ یہ حدیث امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں حالانکہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رکوع' سجدے کی حالت میں تلاوت سے منع فرمایا تھا۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مذکورہ بالا کتاب پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں ضعیف اور موضوع احادیث کی کثرت ہے۔ ایسی ہی روایت وہ ہے جو سوال میں ذکر کی گئی ہے جس میں مذکورہ بالا طریقے سے بارہ رکعت نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ یہ عمل بدعت ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

اور اس میں سجدہ میں تلاوت کا بھی ذکر ہے حالانکہ یہ کام شرعاً منع ہے جس طرح کہ آپ نے سوال میں کہا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
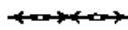
فتویٰ (۴۰۹)

اذان میں اضافہ ناجائز اور بدعت ہے

سوال دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض مؤذن جب مینار پر فجر کی اذان کہتے ہیں تو اذان شروع کرنے سے پہلے دو تین بار کہتے ہیں صَلُّوْا (نماز پڑھو) یا کہتے ہیں اَلصَّلَاةُ (نماز!) پھر اذان شروع کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان کو یہ کہنے دیا جائے یا منع کیا جائے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ دین کی بنیاد نبی ﷺ کی پیروی اور اتباع پر ہے' بدعت اور ایجاد پر نہیں' اس کی تائید جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے"۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ»

"نئے ایجاد کئے جانے والے کاموں سے بچو' کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے۔"

اسی طرح یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ شرعی اذان فجر میں سترہ کلمات اور باقی نمازوں کے لئے پندرہ کلمات پر مشتمل ہے۔ جب شرعی طور پر ثابت کام میں کوئی اضافہ کیا جائے گا' خواہ شروع میں اضافہ کیا گیا ہو' یا اس کے آخر میں تو اس اضافہ کو بدعت کہا جائے گا اور اس کی تردید کرنا ضروری ہو گا اور جو شخص یہ کام کرے اسے منع کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اذان میں اس سے زیادہ بلیغ' زیادہ مؤثر اور زیادہ بیدار کرنے والے الفاظ موجود ہیں کیونکہ مؤذن پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان بیان کرتا ہے' اس کے بعد دو بار حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ (نماز کی طرف آؤ) اور حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ (کامیابی کی طرف آؤ) کے الفاظ دہراتا ہے۔ اس لئے مذکورہ مؤذن جو الفاظ کہتے ہیں اور اذان سے پہلے مینار پر زائد الفاظ صَلُّوا یا الصَّلَاةَ وغیرہ کہتے ہیں' انہیں اس سے منع کرنا چاہئے تاکہ شرعی عمل غیر شرعی بدعات سے محفوظ رہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن سلیمان بن منیع' رکن: عبداللہ بن عبد الرحمان بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی

فتویٰ (۹۶۹۶)

اذان سے پہلے الصّلاۃ والسّلام

سوال ہمارا پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ لیکن یہاں بعض ائمہ مساجد اذان سے پہلے لازماً یہ الفاظ کہتے ہیں:

«الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللهِ»

اور کسی موقع پر ان کلمات کو ترک نہیں کرتے۔ میں تمام نمازیں انہی اماموں کے پیچھے پڑھتا ہوں' کیا ان کے پیچھے میری نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور میں کیا کروں ان اماموں کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اذان سے پہلے یا اذان کے بعد صلاۃ وسلام آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنا دین میں ایجاد شدہ نئی بدعت ہے۔ صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔ ایک روایت میں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں وہ مردود ہے"۔

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۴۷۷۵)

خطیب کے آنے سے قبل تلاوت یا تقریر کرنا

سوال کیا یہ جائز ہے کہ جمعہ کے دن خطیب کی آمد سے پہلے ایک شخص کھڑا ہو کر تلاوت کرے۔ جب خطیب آجائے تو تلاوت کرنے والا بیٹھ جائے اور اس کے بعد خطیب خطبہ دے۔ کیا یہ جمعہ کے آداب میں سے ہے یا سنت ہے یا بدعت ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:
ہماری معلومات کے مطابق اس عمل کی کوئی دلیل موجود نہیں کہ جمعہ کے دن امام کی آمد سے پہلے ایک شخص کھڑا ہو کر تلاوت کرے اور دوسرے لوگ سنتے رہیں اور جب امام آجائے تو قاری خاموش ہو جائے۔ عبادات میں اصل توقیف ہے (یعنی ہر عمل کے لئے قرآن یا حدیث سے دلیل مطلوب ہے) اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔" یہ حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة، رکن: عبداللہ بن قعود، رکن: عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۰۱۹)

تبرک اور ثواب حاصل کرنے کے انوکھے طریقے

سوال عرفات میں جبل رحمت پر تین مسجدیں ہیں۔ جن کی محرابیں قریب قریب ہیں اور ان پر چھت نہیں، حاجی اہتمام سے جا کر ان کی محرابوں اور دیواروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور بعض محرابوں میں پیسے بھی ڈالتے ہیں اور ہر محراب میں دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ بسا اوقات نماز کا ممنوع وقت ہوتا ہے پھر بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں اور یہاں مردوں عورتوں کا جمگھٹا ہو جاتا ہے۔ حاجی یہ سب حرکات ذوالحجہ کی نو تاریخ سے پہلے کرتے ہیں۔ جناب سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں شرعی حکم کی وضاحت فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

(۱) پورے کا پورا میدان عرفات حج کے شعائر میں سے ایک ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک خاص عبادت ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ہے نو ذوالحجہ کو یہاں وقوف کرنا۔ یہاں لوگوں کی رہائش نہیں ہے اس لئے اس میدان میں یا اس کے پہاڑ پر۔ جو لوگوں میں جبل رحمت کے نام سے مشہور ہے۔ روز مرہ نمازیں ادا کرنے کے لئے مسجد یا مساجد تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں مسجد نمرہ موجود ہے جہاں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کی تھیں۔ یہ اس لئے تعمیر کی گئی ہے کہ جو حاجی عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز یہاں پڑھ سکے، پڑھ لے۔ سلف صالحین نے جبل رحمت کے نام سے معروف پہاڑ پر مسجدیں نہیں بنائی تھیں۔ لہٰذا یہاں مسجد یا مسجدیں تعمیر کرنا بدعت ہے اور ان مسجدوں میں دو رکعت یا زیادہ نماز ادا کرنا ایک اور بدعت ہے۔ پھر ان دو یا زیادہ رکعتوں کا ممنوع اوقات میں ادا کرنا ایک تیسری بدعت ہے۔

(۴) لوگوں کا ان مسجدوں میں جا کر ان کی دیواروں اور محرابوں کو چھونا' ان میں پیسے ڈالنا اور ان سے برکت حاصل کرنا بدعت ہے بلکہ ایک قسم کا شرک ہے جو دور جاہلیت کے کفار کے اس عمل سے ملتا جلتا ہے جو وہ اپنے بتوں کے ساتھ کرتے تھے۔ لہٰذا ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ ایک شر کا سد باب کرنے اور فتنہ کی راہ روکنے کے لئے ان مساجد کو ختم کر دیں۔ تاکہ وہ سبب ختم ہو جائے جس کی وجہ سے پہاڑ پر چڑھتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور اس پر نماز پڑھتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
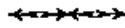
فتویٰ (۹۸۱۳)

بیت اللہ کے علاوہ کسی گھر کا طواف جائز نہیں

سوال شمالی علاقوں کے لوگ جب کوئی جامع مسجد تعمیر کرتے ہیں تو افتتاح کے دن اس کے ارد گرد سات چکر لگاتے ہیں۔ کیا یہ بدعت ہے یا نہیں؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسجد کے گرد سات چکر لگا کر طواف کرنا بہت بری بدعت ہے خواہ یہ افتتاح کے دن کیا جائے یا کسی اور دن۔ کیونکہ سات چکر لگانا ایک عبادت ہے جو صرف کعبہ کے گرد ادا کرنا مشروع ہے۔ کعبہ کے علاوہ کسی اور عمارت کے گرد سات چکر لگانا اسے کعبہ کے مشابہ قرار دینا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنے پاس سے شریعت بنانا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسجد قباء اور مسجد نبوی کی تعمیر کی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے شہروں میں مسجدیں بنائیں۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ نے اور نہ کسی صحابی نے کسی مسجد کے گرد سات یا کم و بیش چکر لگائے۔ وہ صرف کعبہ کے گرد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس کی عبادت کی نیت سے حج میں یا عمرہ میں یا نفلی طور پر سات چکر لگاتے تھے اور نیکی صرف وہی ہے جس میں ان کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
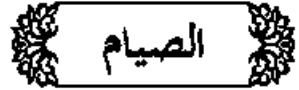
روزہ کی بدعتیں

فتویٰ(۲۶۰۸)

نفلی روزوں کے بارے میں صحیح نقطہ نظر

سوال رجب میں کچھ نفلی روزے رکھے جاتے ہیں' کیا وہ مہینے کے شروع میں ہوتے ہیں یا درمیان میں یا آخر میں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ماہ رجب کے روزوں کی فضیلت میں خاص طور پر کوئی حدیث نہیں آئی۔ سنن نسائی اور سنن ابی داؤد میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جسے امام ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول! میں آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھتا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ عَنْهُ النَّاسُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ»

"یہ رجب اور رمضان کے درمیان ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غفلت برتتے ہیں' حالانکہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔"[1]

البتہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کی عمومی ترغیب آئی ہے۔[2] اور ہر قمری مہینہ کی تیرہ' چودہ' پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنے کی ترغیب وارد ہے[3] حرمت والے مہینوں (ذوالحجہ' محرم اور رجب) میں روزہ رکھنے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ

---

[1] مسند احمد ۲۰۱/۵' سنن مجتبیٰ نسائی ۲۰۱/۴' ابن ابی شیبہ ۱۰۳/۳' ابو یعلیٰ' ابن زنجویہ' ابن ابی عاصم' باوردی' سعید بن منصور۔ دیکھئے کنز العمال ۶۵۵/۸۔

[2] حدیث ہے "مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں کا حکم فرمایا: ہر مہینے تین روزے رکھنا...... الخ حدیث بخاری رقم:۱۹۸۱' مسلم حدیث نمبر:۷۲۱' ابو داؤد حدیث نمبر: ۱۴۳۲' ترمذی حدیث نمبر:۷۶۰' نسائی ۲۲۹/۴' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر:۲۱۲۳ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

[3] حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب تو مہینے میں تین روزے رکھے' تو تیرہ' چودہ' پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا" مجتبیٰ نسائی ۲۲۲/۴' ۲۲۳' ترمذی حدیث نمبر:۷۶۱' ترمذی نے ابوذر کی روایت سے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔ سنن ابو داؤد حدیث نمبر:۲۴۴۹' نسائی: ۲۲۴/۴' ۲۲۵ میں حضرت قتادہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

رکھنے کی ترغیب آئی ہے۔ ان میں رجب بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ہر مہینے روزے رکھنا چاہتے ہیں تو ایام بیض کے تین روزے (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) یا سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کریں۔ ورنہ اس میں گنجائش ہے۔ (یعنی نفلی روزہ کبھی بھی رکھا جا سکتا ہے) البتہ رجب کو خاص کر کے اس میں روزہ رکھنے کی کوئی شرعی بنیاد نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۱۶۹)

رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھنا جائز نہیں

سوال میں نے دیکھا ہے کہ لوگ رجب اور شعبان میں مسلسل روزے رکھتے ہیں اور پھر رمضان کے بھی روزے رکھتے ہیں۔ اس مدت میں روزہ ترک نہیں کرتے۔ کیا اس بارے میں کوئی حدیث وارد ہے اگر ہے تو اس حدیث کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ نبی ﷺ نے رجب کا پورا مہینہ یا شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔ نہ کسی صحابی سے ایسا عمل ثابت ہے۔ بلکہ نبی ﷺ سے رمضان کے سوا کسی بھی مہینے کے تمام ایام کے روزے رکھنا ثابت نہیں۔ صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يَصُومُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلاَّ رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ»

"رسول اللہ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں چھوڑیں گے اور (مسلسل) افطار کرتے (بغیر روزے کے رہتے) حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے سوا کسی مہینہ میں پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا"۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«مَا صَامَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا كَامِلاً قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَكَانَ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لاَ وَاللهِ لاَ يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لاَ وَاللهِ لاَ يَصُومُ»

"نبی ﷺ نے رمضان کے سوا کبھی پورا مہینہ روزے نہیں رکھے اور آپ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ کہنے لگتا "اللہ کی قسم! آپ ﷺ تو (اس مہینہ میں) روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور روزہ چھوڑے رکھتے حتیٰ کہ کہنے والا یہ کہنے لگتا "اللہ کی قسم! آپ تو (اس مہینہ میں) روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔"

یہ حدیث بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے۔ لہٰذا پورا ماہ رجب نفلی روزے رکھنا' یا پورا ماہ شعبان نفلی روزے رکھنا روزہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اسوہ کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ بدعت ہے اور نبی ﷺ نے

ارشاد فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

''جس نے ہمارے اس دین میں وہ کام نکالا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے۔''

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة 'رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
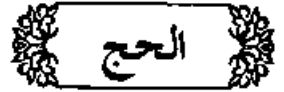
حج کی بدعتیں

فتویٰ (۱۲۳۹)

بنو شیبہ کے بارے میں ایک مغالطہ

سوال میرا ایک دوست ہے وہ کہتا ہے کہ بنو شیبہ قبیلہ کے لوگ کعبہ کے خادم ہیں اور کوئی شخص چابی لے کر بھی کعبہ کا دروازہ نہیں کھول سکتا سوائے اس کے کہ وہ بنو شیبہ سے ہو۔ کہتے ہیں کہ کسی اور قبیلے کے فلاں شخص نے کعبہ کی چابی لی اور دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا' حتیٰ کہ بنو شیبہ کے ایک دودھ پیتے بچے کو لائے' اس نے دروازہ پر ہاتھ مارا تو دروازہ کھل گیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

"بنو شیبہ" کعبہ کے خادم ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ کسی اور قبیلہ کا شخص چابی لے کر بھی دروازہ نہیں کھول سکتا' یہ صحیح نہیں ہے اور سوال میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے کہ دروازہ کھولنا ممکن نہیں ہوا حتیٰ کہ بنو شیبہ کے دودھ پیتے بچے نے اس پر ہاتھ رکھا' یہ جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسباب اور مسببات کا جو تکوینی تعلق رکھا ہے' یہ قصہ اس کے بھی خلاف ہے۔ جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس اصول کے خلاف دعویٰ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی تدبیر میں اس کے حکم سے جاری ہے۔ بنو شیبہ میں کوئی تکوینی یا شرعی خصوصیت ثابت نہیں' صرف اتنی بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں کعبہ کی چابی دے کر اس کی خدمت پر مامور فرما دیا۔ اس سے یہ ضروری نہیں ٹھہرتا کہ اللہ تعالیٰ کی تکوینی سنت تبدیل ہو جائے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
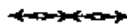
فتویٰ (۵۹۵۴)

حج کے سلسلے میں ایک نئی بدعت

سوال ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی شخص حج پر جاتا ہے تو اس کے گھر والے اس کے لئے خصوصی نشست یا پلنگ رکھتے ہیں' اسے دھوتے ہیں اس پر بستر بچھاتے ہیں' اسے خوشبو لگاتے ہیں' اس کے پاس عطر کی شیشیاں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: اس پر کوئی نہیں بیٹھے گا حتیٰ کہ حاجی صاحب حج سے واپس آکر اس پر تشریف رکھیں' بعد میں چاہے کوئی بیٹھے۔ گزارش ہے کہ اس رواج کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ کا انتہائی شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سے امت اسلامیہ کو

فائدہ پہنچائے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
آپ نے حج کا ارادہ رکھنے والے کے گھر والوں کا جو عمل ذکر کیا ہے کہ وہ چارپائی وغیرہ رکھتے ہیں۔ اسے دھوتے' بچھاتے اور معطر کرتے ہیں پھر اس پر لوگوں کو بیٹھنے سے منع کرتے ہیں حتیٰ کہ حاجی واپس آکر اس پر بیٹھے' اس کے بعد جو چاہے اسے بیٹھنے کی اجازت ہوتی ہے' یہ نئی بدعت ہے اور ایسا قانون بنانا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ﴾ (الشوری ۴۲/ ۲۱)

"کیا ان کے ایسے شریک ہیں جو ان کے لئے ایسا دین مشروع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؟"

اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔" (متفق علیہ)

اور فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔" (صحیح مسلم)

اس لئے جو شخص وہ کام کرتا ہے جس کا آپ نے ذکر کیا' اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے ترک کر دے کیونکہ یہ غلط کام ہے اور پہلے جو کر چکا ہے' اس سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۳۳۲۳)

انڈونیشین حاجیوں کا نیا طریقہ

سوال نام تبدیل کرنے کا کیا حکم ہے۔ جس طرح اکثر انڈونیشی حاجی کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں جاکر اپنے نام تبدیل کر لیتے ہیں۔ کیا یہ سنت ہے یا نہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
نبی ﷺ برے ناموں کو بدل کر اچھے نام رکھ دیا کرتے تھے۔ اگر انڈونیشیا کے حاجی اسی وجہ سے نام تبدیل کریں تو اجازت ہے اور اگر اس وجہ سے کریں کہ وہ حج سے فارغ ہوئے ہیں یا مسجد نبوی کی زیارت جو وہاں نماز پڑھنے کے لئے کی تھی' اس سے فارغ ہوئے ہیں' تب جائز نہیں ہے۔ بلکہ احداث فی الدین کی وجہ سے یہ بدعت ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز
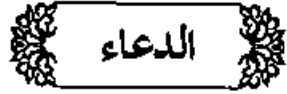
دُعائیں بدعت

فتویٰ (۲۲۵۲)

دعاؤں کے پڑھنے میں مسنون انداز اختیار کرنا چاہیے

سوال بعض دوست جب سفر پر یا عمرہ کے لئے جاتے ہیں تو روزانہ صبح شام کسی ایک یا بعض افراد کو صبح و شام کے مسنون اذکار پڑھنے کو کہتے ہیں باقی سب لوگ سنتے رہتے ہیں (خود نہیں پڑھتے) اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جناب رسول اللہ ﷺ صبح شام کچھ خاص اذکار کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے اور خاص دعائیں پڑھتے تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ دعائیں سن کر یاد کر لیں' وہ بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے انفرادی طور پر یہ اذکار اور دعائیں پڑھنے لگے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کوئی طریقہ مروی نہیں کہ وہ مل کر یہ دعائیں اور اذکار پڑھتے ہوں یا اکٹھے پڑھتے ہوں یا ایک پڑھتا ہو اور باقی خاموشی سے سنتے ہوں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس سے دعا کرنے کی کیفیت میں اور تمام شرعی امور میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کریں۔ بھلائی تمام تر ان کی اتباع ہی میں ہے اور ہر قسم کا شر ان کی مخالفت میں۔ لہٰذا ذکر و دعا کے لئے جمع ہونا یا اسے ایک طریقہ اور عادت بنا لینا بدعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں' وہ ناقابل قبول ہے۔" (متفق علیہ)

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

"نئے ایجاد ہونے والے کاموں سے بچو' ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

صبح شام پڑھنے کے اذکار اور دعائیں جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان میں چند ایک بیان کی جاتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ صبح اور شام کے وقت ان کلمات کو ترک نہیں فرماتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي»

"اے اللہ! میں تجھ سے دین' دنیا' اہل اور مال میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردہ پوشی فرما اور

پریشانیوں سے امن دے اور میری حفاظت فرما میرے آگے' پیچھے' دائیں' بائیں اور اوپر کی جانب سے اور تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ مجھے نیچے سے اچانک پکڑ لیا جائے۔ (یعنی زمین میں دھنس جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں)۔"

یہ حدیث امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے:

«اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ»

"اے اللہ ہم نے تیری توفیق سے صبح کی اور تیری توفیق سے شام کی اور تیرے حکم سے زندہ ہیں اور تیرے حکم سے مریں گے اور تیری طرف ہی اٹھ کر جانا ہے۔"

شام کو یہی الفاظ فرماتے لیکن والیک النشور کی بجائے إِلَيْكَ الْمَصِيرُ (تیری ہی طرف واپسی ہے) فرماتے۔ یہ حدیث ابو داؤد' نسائی' ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔[1]

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
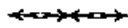
فتویٰ (۲۹۱۳)

مراکش میں ذکر کے یہ طریقے غیر شرعی ہیں

سوال اللہ کا ذکر باجماعت بیک آواز کرنا' جس طرح صوفیاء کرتے ہیں اور آخر میں وہ چیز پڑھنا جسے ہمارے ہاں مراکش میں "عمارہ" کہا جاتا ہے' اس کے علاوہ مسجدوں' گھروں اور تقریبات میں بیک زبان اجتماعی تلاوت قرآن کرنا۔ ان سب کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور "عمارہ" پر ختم کرنا' یا مسجدوں' گھروں' تقریبات اور غمی کے موقع پر آواز ملا کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا' ہماری معلومات کے مطابق اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے جس پر اعتماد کر کے اس انداز کو شرعی قرار دیا جا سکے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریعت کے انتہائی پابند تھے' لیکن ان سے اس قسم کا کوئی عمل منقول نہیں۔ اسی طرح تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے بھی ایسا کوئی عمل نہیں کیا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر ہی عمل کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں' وہ ناقابل قبول ہے۔"

نیز ارشاد نبوی ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

---

[1] مسند احمد ۲/۲۵' ابو داؤد حدیث: ۵۰۶۸۔ نسائی ۸/۲۸۲' ابن ماجہ نمبر: ۳۸۷۱' ابن حبان حدیث: ۲۳۵۴۔ مستدرک حاکم ۱/۵۱۷۔

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو اس (دین) میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔"

چونکہ مذکورہ بالا عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے' نہ کسی صحابی نے یہ عمل کیا ہے لہذا یہ عمل بدعت ہے اور مذکورہ بالا احادیث کے تحت آتا ہے۔ لہذا اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح کا کوئی کام کر کے اجرت لینے کا بھی یہی حکم ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۴۳۴)

ذکر کرنے کا ایک غلط انداز

سوال کیا ذکر کا یہ طریقہ بھی دین میں سے ہے جس پر مصر اور اس کے دیہاتی علاقوں میں بعض لوگ عمل کرتے ہیں۔ یعنی وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور دائیں بائیں جھومتے ہوئے لفظ "اللہ" کا ذکر کرتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

ہماری معلومات کے مطابق اسلام میں اس عمل کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ بدعت ہے جو شریعت اسلامی کے خلاف ہے' لہذا اس پر عمل کرنے والوں کو اس سے روکنا ضروری ہے خصوصاً جب کہ ہمیں منع کرنے کی طاقت حاصل ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے' تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی احادیث موجود ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۳۴۴۶)

خطیب حاضرین سے پوچھ گچھ کر سکتا ہے

سوال ہم نے "بلیدہ" شہر میں دیکھا کہ خطیب صاحب منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سامعین سے کہتے تھے۔ وحدوا اللہ اور مسلمان بلند آواز سے تہلیل و تکبیر شروع کر دیتے ہیں کیا امام کو یہ حق حاصل ہے کہ سامعین سے اس طرح کہے؟ اور کیا سامعین کو تہلیل و تکبیر کہنا درست ہے؟ اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے: "جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے ساتھی سے کہو: "خاموش ہو جا" تو تو نے لغو کام کیا۔" امید ہے کہ جواب عنایت فرمائیں گے۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) اگر امام وحدوا اللہ کے لفظ سے یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ربوبیت' الوہیت اور اسماء و صفات میں وحدہ لاشریک ماننا ضروری ہے تاکہ سامعین یہ عقیدہ رکھیں۔ اس لئے نہیں کہتا کہ وہ اسے بلند آواز سے تکبیر

وتہلیل کے ساتھ جواب دیں لیکن انہوں نے غلطی سے اس کے ارادہ کے خلاف یہ بات سمجھ لی اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہہ کر جواب دیا تو اس میں امام کی غلطی نہیں' البتہ سامعین نے اپنے فہم اور عمل میں غلطی کی' لہٰذا امام کو چاہئے کہ انہیں نصیحت کرے اور اپنی بات کا صحیح مفہوم واضح کرے تاکہ وہ لوگ دوبارہ یہ غلطی نہ کریں اور اگر وحدوا اللہ سے اس کا مطلب یہ تھا کہ سامعین اسی وقت بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کے ذریعے اس کا جواب دیں تو وہ غلطی پر ہے اور بدعت کا ارتکاب کر رہا ہے اور سامعین بھی غلطی پر ہیں اور بدعت کے مرتکب ہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبات میں اختیار کیا ہے نہ خلفائے راشدین نے اور نہ ان کے سامعین نے یہ کام کیا ہے۔ البتہ خطیب کے لئے یہ جائز ہے کہ مسجد میں موجود کسی شخص سے اس سے تعلق رکھنے والے کسی کام کے بارے میں پوچھ لے۔ جس طرح نبی ﷺ نے کیا جب سلیک رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت سلیک رضی اللہ عنہ (خطبہ سننے کے لئے) بیٹھ گئے اور نماز تحیۃ المسجد ادا نہ کی۔ تو نبی ﷺ نے انہیں اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (1)

اسی طرح ایک بار ایک اعرابی نے خطبہ کے دوران قحط کی شکایت کی اور نبی ﷺ سے درخواست کی کہ بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بارش ہونے لگی۔ بارش مسلسل ہوتی رہی حتیٰ کہ اس نے آئندہ جمعہ کے خطبہ کے دوران نبی ﷺ سے درخواست کی کہ وہ بارش بند ہونے کی دعا فرمائیں۔ نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ بارش ان مقامات پر نازل ہو جہاں اس کا برسنا مفید ہے اور نقصان دہ نہیں۔ (2)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ میں تاخیر سے تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: "یہ (جمعہ کے لئے آنے کا) کون سا وقت ہے؟" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "میں تو صرف وضو کر کے آگیا ہوں (تاکہ مزید دیر نہ ہو جائے۔)" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "صرف وضو؟ (غسل کرنا چاہئے تھا)" (3) اور نبی ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں' تو وہ چیز ناقابل قبول ہے"

اور فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ عمل ناقابل قبول ہے۔"

(۲) آپ نے جو حدیث ذکر کی ہے اسے بخاری' مسلم اور سنن اربعہ کے مصنفین نے روایت کیا ہے۔ (4)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو' اس وقت اگر آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کوئی بات کی' اگرچہ کوئی نصیحت کی بات ہو' کسی اچھی بات کی ترغیب ہو' یا کسی غلط کام سے روکا ہو مثلاً آپ کہیں "خاموش ہو

---

(1) مسند احمد ج:۳' ص:۳۶۳۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۹۳۰' ۹۳۱' ۱۱۶۶۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۸۷۵۔

(2) صحیح بخاری حدیث نمبر:۹۳۳' ۱۰۱۳' ۱۰۱۵' صحیح مسلم حدیث نمبر:۸۹۷۔ مسند احمد ج:۳' ص:۱۰۴' ۱۸۷' ۱۹۴' ۲۱۱' ۲۷۱۔

(3) مسند احمد ج:۱' ص:۱۵' ۴۶۔ صحیح بخاری حدیث نمبر:۸۸۲۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۸۴۵۔ یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

(4) صحیح بخاری حدیث نمبر:۹۳۴۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۸۵۱۔ مسند احمد ج:۲' ص:۲۴۴' ۲۷۲' ۳۱۸' ۳۸۳' ۳۹۶' ۴۸۵' ۵۱۸' ۵۳۲۔

جاؤ اور خطبہ سنو" تو آپ نے ایک غلط کام کیا اور ایک نامناسب حرکت کے مرتکب ہوئے۔ اس موقع پر یوں کرنا چاہئے کہ خطیب سے گزارش کی جائے کہ غلطی کرنے والے کو نصیحت کریں تاکہ وہ غلط کام چھوڑ کر اچھے کام کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ سامعین خطبہ کے دوران یکے بعد دیگرے باتیں کرنا شروع نہ کردیں' اس طرح شور ہو جائے گا۔ غلطی کرنے والے کو اشارہ کے ذریعے اس کی غلطی سے منع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
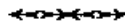
فتویٰ (۳۶۰۰)

چند اہم مسائل شرعیہ

سوال مندرجہ ذیل مسائل میں شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے:

(۱) نماز باجماعت کے بعد نبی ﷺ پر بلند آواز سے درود پڑھنا؟

(۲) نماز کے بعد باجماعت دعا کرنا؟

(۳) کچھ لوگوں کا مل کر قرآن پڑھنا' گانا؟

(۴) نابینا معمر امام کے پیچھے نماز پڑھنا' جب کہ وہ کبھی کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا بہت عظیم ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ہے اور نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے اور بتایا ہے کہ اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا»

"جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔" [1]

نبی ﷺ کا نام ذکر کرنے پر' نماز میں تشہد کے دوران' خطبہ جمعہ اور خطبہ نکاح وغیرہ میں درود پڑھنا شرعی طور پر ضروری ہے۔ لیکن نبی ﷺ سے یا صحابہ کرام ﷺ سے یا ائمہ سلف امام مالک' امام ابو حنیفہ' امام لیث بن سعد' امام شافعی' امام احمد بن حنبل ﷫ اور دیگر آئمہ ﷭ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ نماز باجماعت کے بعد بلند آواز سے درود پڑھتے ہوں اور بھلائی تو نبی کریم ﷺ' خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے میں ہی ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

(۲) دعا عبادت ہے' لیکن نبی ﷺ یا خلفائے راشدین یا دیگر صحابہ کرام ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ وہ (ہر) نماز کے بعد

---

[1] مسند احمد ج:۲' ص:۲۶۵۔ صحیح مسلم حدیث نمبر:۳۸۴' ۴۰۸' ابو داؤد حدیث نمبر ۱۵۳۰' نسائی ج:۳' ص:۵۰' ترمذی حدیث نمبر:۴۸۵' دارمی حدیث نمبر:۲۷۷۵' ابن خزیمہ ج:۱' ص:۲۱۹۔

باجماعت دعا مانگتے ہوں۔ لہٰذا سلام پھیرنے کے بعد نمازیوں کا باجماعت دعا کے لئے جمع ہونا خود ساختہ بدعت ہے اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

(۳) اگر مل کر قرآن پڑھنے سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ سب مل کر بیک آواز تلاوت کریں تو یہ مشروع نہیں۔ کیونکہ یہ عمل نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور اگر سائل کا یہ مطلب ہے کہ ایک آدمی قرآن پڑھے اور دوسرے سنیں' یا یہ مطلب ہے کہ ایک جگہ جو لوگ جمع ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی تلاوت کرے اور یہ کوشش نہ کریں کہ حرکات و سکنات اور وقف و وصل وغیرہ میں ان کی آوازیں ہم آہنگ ہوں تو یہ شرعی طور پر درست ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»

"جب کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھتے اور ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں' تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن سناؤ۔" میں نے عرض کی "(حضور!) میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ ﷺ پر تو وہ نازل ہوا ہے؟ ارشاد فرمایا "میں کسی سے سننا پسند کرتا ہوں۔" میں سورت نساء پڑھنے لگا۔ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ (النساء٤/ ٤١)

"اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنا کے لائیں گے؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بس کرو۔ (میں نے دیکھا) آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔" اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

(۴) نابینا امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر یہ امام اپنے مقتدیوں سے زیادہ قرآن پڑھنے والا (حافظ یا عالم) ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہو گا۔ کیونکہ نبی ﷺ کا یہ فرمان عام ہے

«يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ...»

"لوگوں کو وہ شخص نماز پڑھائے جو کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہو..."

نابینا ہونا شرعاً کوئی عیب نہیں ہے۔

اگر امام غلطیاں کرتا ہے' اگر تو یہ غلطی ایسی ہے جس سے معنی میں تبدیلی نہیں آتی' تو اس قسم کی غلطیاں نہ کرنے

والے کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے اگر ایسا آسانی سے ہو سکے اور اگر وہ سورت فاتحہ میں اس قسم کی غلطیاں کرتا ہو جس سے معنی میں تبدیلی آجاتی ہے تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے لیکن اس کی وجہ اس کی غلطیاں ہوتا ہیں' اس کا نابینا ہونا نہیں۔ مثلاً ایاک نعبد میں "کاف" پر زیر پڑھنا۔ یا انعمت کی "تاء" پر پیش یا زبر پڑھنا۔ اگر غلطیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ حفظ کمزور ہے تو جس کو قرآن زیادہ اچھی طرح یاد ہے وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۸۸۱)

دُعا کے بعد فاتحہ پڑھنا

سوال کیا نبی ﷺ دعا کے بعد سورت فاتحہ پڑھتے تھے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جہاں تک ہمیں علم ہے نبی ﷺ سے دعا کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں۔ اس لئے دعا کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۲۶۰)

تراویح کے درمیان مل کر ذکر کرنا

سوال بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں جب تراویح کی نماز پڑھتے ہیں تو ہر دو رکعتوں کے بعد بلند آواز سے مل کر نبی ﷺ' خلفائے راشدین' امہات المؤمنین اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اس میں ان کی خاص ترتیب ہے جو ان کے ہاں معروف ہے۔ اس عمل کا کیا حکم ہے؟ نماز تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں؟ اور یہ کب شروع کرنا چاہئیں' رمضان کی پہلی رات سے یا دوسری رات سے؟ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے امام نماز تراویح میں اور رمضان میں نماز مغرب میں بھی آدھی آیت' ایک آیت یا دو چھوٹی چھوٹی آیات پڑھ کر رکعت مکمل کر دیتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

فرض یا نفلی نماز کے بعد یا تراویح کی رکعات کے درمیان مل کر ذکر کرنا ایک درود پڑھنا ایجاد شدہ بدعت ہے اور نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۶۸۲)

ذکر کرتے وقت بے جا حرکات اور تکلفات سے کام لینا

سوال ان لوگوں کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دائیں بائیں جھومتے اور اچھلتے ہیں اور سب مل کر بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ جائز نہیں۔ کیونکہ اس انداز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۵۱۵۷)

مجالس ذکر میں غیر مشروع انداز

سوال پاکستان میں بعض دوست جو سلفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں' ذکر کی مجالس قائم کرتے ہیں اور پابندی سے جمعرات کے دن عصر کے بعد جمع ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ذکر کے لئے یہ وقت مناسب ہے بلکہ مناسب ترین ہے۔ ان کے ہاں ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آدمی سامنے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی بلند آواز سے "اللہ" کہتا ہے۔ اس کے گرد حلقہ میں بیٹھے ہوئے افراد چپکے چپکے "اللہ اللہ" کہتے رہتے ہیں۔ پھر سامنے بیٹھا ہوا شخص لفظ تبدیل کر دیتا ہے اور کہتا ہے۔ "سبحان اللہ" اس کے بعد وہ "سبحان اللہ' سبحان اللہ" کہتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ ذکر تبدیل کر کے "الحمد للہ" کہہ دیتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ان دوستوں کا خیال ہے کہ وہ یہ کام تزکیہ نفس کے لئے کرتے ہیں اور وہ بعض احادیث سے دلیل لیتے ہیں جن میں ذکر کے حلقات کا ذکر آتا ہے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اگر ان کی کیفیت اسی طرح ہے جس طرح سوال میں مذکور ہے کہ وہ ہمیشہ جمعرات کو عصر کے بعد مجلس ذکر منعقد کرتے ہیں اور ایک آدمی سامنے بیٹھ کر بلند آواز سے لفظ "اللہ" کہتا ہے اور وہ سب اس کے بعد آہستہ آہستہ "اللہ اللہ" کہتے رہتے ہیں۔ پھر وہ "سبحان اللہ" کہتا ہے اور وہ اسی طرح کہنے لگتے ہیں۔ پھر "الحمد للہ" کہتا ہے اور وہ بھی کہنے لگتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔ اگر ان کی یہی کیفیت ہے تو وہ اس عمل میں سلفی نہیں' نہ اہل سنت والجماعت ہیں' بلکہ وہ بدعتی ہیں۔ کیونکہ یہ عمل اس کیفیت کے ساتھ نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔" (بخاری۔ مسلم۔)

حدیثوں میں جو حلقات ذکر اور اس کے لئے جمع ہونے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد علم کی مجلسیں ہیں۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۹۸۷)

ذکر کا یہ طریقہ بے دلیل ہے

سوال ہمارے ہاں مسجد میں کچھ لوگ اسمائے حسنیٰ کے بعد ایک سو بائیس دفعہ "یا لطیف" پڑھتے ہیں۔ کیا یہ عمل شریعت میں ثابت ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

یہ عمل جائز نہیں' کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۸۲۱)

سوال عمومی ذکر کو گن گن کر کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر جائز نہیں تو جن احادیث میں تعداد کا ذکر ہے ان پر کیسے عمل کیا جائے؟ مثلاً حدیث:

«مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَرَّةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ مِائَةً»

"جس نے جمعہ کے دن مجھ پر ایک بار درود پڑھا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر دس بار درود پڑھا' اللہ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: "جس نے ایک دن میں سو بار یہ کہا:

«مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَلْفَ نَسَمَةٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ . . .»

اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے اسماعیل علیہ السلام کی آل (اولاد) میں سے ہزار افراد آزاد کیے۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شریعت نے جن اذکار کی تعداد مقرر کی ہے' ان میں اسی عدد پر عمل کرنا چاہئے اور جن اذکار میں کوئی خاص عدد مقرر نہیں کیا گیا وہ اذکار تعداد مقرر کیے بغیر کرنا چاہئیں اس طرح آپ کے بیان کردہ مسئلہ میں اور احادیث میں مطابقت پیدا ہو جائے گی۔ پہلی حدیث میں صحیح مسلم کی روایت کے مطابق درست الفاظ یوں ہیں:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا»

"جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔" [1]

یہ فضیلت جمعہ اور دوسرے دنوں میں برابر ہے۔ دوسری حدیث کے صحیح الفاظ اس طرح ہیں:

«مَنْ قَالَ لَاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلاَّ رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ»

"جس نے دن میں سو بار یہ کہا: لا إله إلا الله وحده لا شريك له' له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اسے دس افراد (غلام یا لونڈیاں) آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور اس سے کسی کا عمل افضل نہیں ہو گا' سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ کیا ہو۔" [2]

یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ»

"جو شخص دن میں سو بار سبحان الله وبحمده کہے گا اس کی غلطیاں معاف ہو جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں"

صحیحین میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ»

"جو شخص دس دفعہ یہ کہے: لا اله الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير ○ وہ ایسے ہے گویا کہ اس نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے چار افراد کو آزاد کیا۔"

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

---

[1] صحیح مسلم ج:۲' ص:۱۷۔

[2] صحیح بخاری ۱۶۸/۷۔ صحیح مسلم ۶۹/۸۔

فتویٰ (۹۱۴۱)

افضل ترین ذکر

سوال کیا ذکر اس طرح کرنا مشروع ہے۔ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو شخص ہمیشہ اس طرح ذکر کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا فرض ہے' اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوتا اور صرف لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ شریعت نے اس ذکر کی ترغیب دلائی ہے اور یہ نبی ﷺ اور سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کا افضل ترین ذکر ہے۔ باقی رہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو وظیفہ بنا کر ہمیشہ انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا تو یہ شریعت میں نہیں آیا اور بہتر یہی ہے کہ صرف وہی عمل کیا جائے جو شرعاً ثابت ہو اور اسی ذکر پر اکتفا کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہر وقت نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۶۱۳۷)
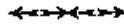
میت کے دفن کے بعد مل کر دعا کرنا

سوال جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے' اس کے غسل کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور میت کو قبرستان لے جانے سے پہلے لوگ میت کے لئے دعا کرتے ہیں اور قبر کے پاس جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو لوگ پھر میت کے لئے دعا کرتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ جب قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اچھی طرح ٹھیک کر دی جاتی ہے اور اس پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور قرآن کی کوئی سورت پڑھی جاتی ہے پھر آخر میں لوگ تیسری بار دعا کرتے ہیں۔ کیا یہ امور درست ہیں؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

میت کو غسل دیتے یا کفن پہناتے وقت یا کسی بھی دوسرے وقت میں میت کے لئے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ دعا سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر دعا اجتماعی طور پر اور ہاتھ اٹھا کر ہو تو یہ بدعت ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔ البتہ دفن کے بعد افراداً یا جماعت کا دعا کرنا مشروع ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر پر رکتے اور کہتے:

«اسْتَغْفِرُوْا لأَخِيْكُمْ وَاسْأَلُوْا لَهُ التَّثَبُّتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ»

"اپنے بھائی کے لئے دعا کرو اور اس کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) ثابت قدمی کا سوال کرو' اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۷۱۹۱)

غلط کار کو نرمی سے سمجھانا چاہئے

سوال ہم چند مسلمان کارکن ہیں' جو اپنا اپنا وطن چھوڑ کر فرانس میں مقیم ہیں' ہم آپس میں خوف الٰہی اور اتباع سنت کی بنیاد پر جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے ایک ہال بھی حاصل کر لیا ہے جس میں ہم روزانہ کی پانچ نمازیں پڑھتے ہیں اور ہم نے اپنا ایک امام بھی مقرر کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی کہ اس نے اس ذمہ داری کا بھاری بوجھ اٹھایا جو اس کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ روزانہ کی پانچ نمازوں کے علاوہ یہاں وقتاً فوقتاً وعظ و نصیحت پر مبنی درس بھی ہوتا ہے۔ ہمارا موجودہ مسئلہ یہ ہے کہ اس جماعت میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب ہم نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو نماز سے فوراً بعد ہر شخص تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھتا ہے۔ یہ اس حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے ہوتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

«جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ فَضْلُ أَمْوَالٍ يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ إِلاَّ مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلاَةٍ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ...»

غریب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "مالدار لوگ اونچے درجے اور ہمیشہ کی نعمتیں لے گئے۔ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں' جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور ان کے پاس ضرورت سے زائد مال ہے جس سے وہ حج اور عمرہ ادا کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم کو ایک بات نہ بتاؤں اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ان لوگوں کے مقام تک پہنچ جاؤ گے جو تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اور تمہارے بعد کوئی تمہارے درجے تک نہیں پہنچ سکے گا اور تم ان لوگوں میں بہترین ہو گے جن کے درمیان تم رہتے ہو' مگر جس نے ایسا ہی عمل کیا۔ تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو۔"

یہ طریقہ جو حدیث میں آتا ہے اس کے مطابق ہر نمازی خاموشی سے یہ اذکار پڑھتا ہے۔ اس کے بعد ہم سب مل کر سورۂ فاتحہ اور' درود ابراہیمی پڑھتے ہیں اور آخر میں یہ پڑھتے ہیں:

«سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلاَمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»

ہم میں سے کچھ بھائی کہنے لگے: "ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ تم نے باجماعت یہ چیزیں پڑھنے کی بدعت ایجاد کی

ہے۔ تمہیں اس کا گناہ ہو گا اور قیامت تک جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔
اب ہمیں اس بارے میں فتویٰ دیجئے کہ کیا مل کر سورۂ فاتحہ' درود ابراہیمی اور سورۂ صافات کی آخری تین آیتیں (آیت نمبر:۱۸۰' ۱۸۱' ۱۸۲) پڑھنا سنت حسنہ ہے یا بدعت ہے؟ معاملہ یہیں تک نہیں رہا بلکہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں: "ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے جب تک تم یہ بدعت نہ چھوڑ دو۔ ہمیں ضرور فتویٰ دیجئے تاکہ ہمارا موجودہ اختلاف ختم ہو جائے۔ اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہم یہ کام بالکل چھوڑ دیں گے اور جو ہو سکا اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں گے اور اگر ہم صحیح موقف پر ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ ان بھائیوں کو ہدایت دے اور مسلمانوں کے اس اختلاف کو ختم کرے جس سے ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا ہے اور وہ بکھر کر رہ گئے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
آپ نے جو بیان کیا ہے کہ آپ مل کر سورت فاتحہ اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں اور آخر میں یہ آیات پڑھتے ہیں:
﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
یہ کام جائز نہیں بلکہ بدعت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ عمل منقول نہیں۔
جن بھائیوں نے مذکورہ بالا بدعت کی وجہ سے آپ کے ساتھ نماز پڑھنا ترک کر دی ہے' ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بلکہ ان کا فرض تھا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنا فرض ادا کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ اچھے طریقے سے نصیحت بھی کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ سب کی حالت درست کرے۔
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۸۹۳۶)

فاتحہ پڑھنا

سوال یہ کہنا کیسا ہے کہ فلاں کی روح کے لئے فاتحہ پڑھیں۔ یا فاتحہ پڑھیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارا فلاں کام آسان کر دے۔ اس کے علاوہ پیدائش کے موقع پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور قرآن پڑھنے کے بعد تلاوت سے فارغ ہو کر ایک شخص کہتا ہے: "فاتحہ" اور تمام حاضرین سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں شادی سے پہلے فاتحہ پڑھنے کا رواج ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:
دعا کے بعد یا قرآن مجید کی تلاوت کے بعد یا شادی سے پہلے فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے نہ کسی صحابی سے اور نبی ﷺ کی یہ حدیث صحیح سند سے ثابت ہے کہ:
﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾
"جس نے کوئی ایسا کام کیا' جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز

فتویٰ (۹۵۰۹)

سوال کیا فرض نماز کے بعد اکیلے اکیلے یا مل کر سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت ہے یا جائز ہے؟ مجھے یہ مسئلہ بتا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب فرض نماز کے بعد اکیلے یا جماعت کے ساتھ مل کر سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۵۷۲)

سوال ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ دعا کے بعد امام کہتا ہے "سورۃ الفاتحہ" امام اور مقتدی سب ہاتھ اٹھا لیتے ہیں' کوئی ایک آدمی سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے آخر میں سب کہتے ہیں "آمین" اور منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

دعا کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنا مشروع نہیں' کیونکہ یہ عمل نبی ﷺ سے منقول ہے نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے اور بھلائی صرف نبی ﷺ کے طریقے پر اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کرنے میں ہے۔

وَبِاللهِ التَّوفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۹۵۳)

دُعا سراسر عبادت ہے

سوال بعض لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر ہمیشہ یہ شعر پڑھتے ہیں۔ یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ شعر اس طرح ہیں:

إِلٰهِي لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ أَهْلاً وَلَا أَقْوٰى عَلٰى نَارِ الْجَحِيمِ

فَهَبْ لِي تَوْبَةً وَاغْفِرْ ذُنُوْبِي فَإِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِيمِ

"الٰہی! میں فردوس کے قابل نہیں ہوں اور جہنم کی آگ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس مجھے توبہ کی توفیق بخش اور میرے گناہ معاف کر دے۔ تو بڑے بڑے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔"

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے کسی بھی وقت دعا کرنا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (الغافر ٤٠/ ٦٠)

"اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: "مجھے پکارو' میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

اور فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۱۸۶)

"جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (تو فرما دیجئے کہ) میں قریب ہوں' پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے" نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ»

"دعا ہی عبادت ہے۔"

لیکن جمعہ کے دن یہ شعر پڑھنا اور اسے ایک مستقل عادت بنا لینا شرعی عمل نہیں بلکہ یہ ممنوعہ بدعتوں میں شامل ہے اور نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

"جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی' جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔"

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۹۹۰۸)

خود ساختہ ترتیب پر ہمیشگی کرنا

سوال ہمارے ہاں فجر کے وقت نماز سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے' پھر بعض دعائیں پڑھی جاتی ہیں پھر اذان کہی جاتی ہے۔ کیا یہ سنت ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ۔ اما بعد:

مذکورہ بالا عمل یعنی اذان فجر سے پہلے تلاوت قرآن مجید اور بعض دعاؤں کو ہمیشہ پابندی سے پڑھنا سنت نہیں' بلکہ بدعت ہے۔

وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ' رکن: عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ (۶۳۱۷)

فرض نماز کے دوران میت سامنے رکھنا

سوال ہم ایک ایسی بستی میں رہتے ہیں جہاں کے لوگ ایک عرصہ سے سنت نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ اس بستی میں عمل بالسنہ کی پابندی اللہ کے فضل سے ہمارے بزرگوں کی کوششوں سے ہوئی: میں بھی ان میں سے بعض کے ساتھ رہا ہوں تو اللہ نے مجھے بھی ہدایت بخشی کہ میں دینی تعلیمات پر عمل کرنے لگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس بستی میں سنت پر عمل ہوتا ہے اور یہ بھی اس کا احسان ہے کہ اس کام کو جاری کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے۔ چنانچہ میں حسب توفیق دعوت و تبلیغ کا کام کرتا ہوں اور میں ۱۹۷۷ء سے اسی بستی میں نماز پڑھاتا ہوں۔ مصر کے حالیہ واقعات کے بعد وزارت اوقاف نے

ہمارے گاؤں کی مسجد میں ایک خطیب بھیج دیا۔ اس خطیب نے پہلے تو یہی کہا میں اسی طریقے پر کاربند رہوں گا جس پر آپ عمل پیرا ہیں۔ لیکن جب مسجد میں اس کے قدم جم گئے تو اس نے کہا: "ہم چاہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد میں ریڈیو رکھیں اور اس سے تلاوت سنیں' جس طرح مصر کی دیگر مساجد میں رواج ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان کے پیروکار تو بہت ہوتے ہیں' انہوں نے اس کی تائید کی اور واقعی نماز سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر ریڈیو لگا دیا۔ میں نے انہیں اس کام سے منع کرنے کی کوشش کی اور دلائل سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت کرنا جائز نہیں اور یہ کام سنت کو ختم کر کے بدعت جاری کرنے کے مترادف ہے۔ اس نے کہا: "اگر منع ہے تو مصر کی دوسری مسجدوں میں کیوں ہوتا ہے؟ پھر بدعتوں کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے جمعہ کے دن نمازیوں کے سامنے چارپائی پر میت رکھی اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران میت ہمارے سامنے رہی' پھر ہم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی' میں نے جمعہ کی نماز سے پہلے اس کام سے منع کرنے کی کوشش کی' کیونکہ یہ کام شریعت کے مطابق نہیں' لیکن اس نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: "یہ امام مالک کی رائے ہے اور یہ عبرت کے لئے ہے۔" میں نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا ویسے ہی جائز نہیں۔ لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہا اور میری رائے تسلیم نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس امام کے آنے سے بستی میں بدعتوں کا دروازہ کھل گیا ہے اور ابھی معلوم نہیں کتنی بدعتیں سامنے آئیں گی' تو اب میں کیا کروں؟ گاؤں میں ایسے افراد بھی موجود نہیں ہیں جو سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے بچنا چاہتے ہیں' لیکن پورے گاؤں میں کوئی اور مسجد بھی نہیں ہے۔ تو کیا میں گاؤں چھوڑ جاؤں اور اسکندریہ کے شہر کی کسی مسجد میں نماز پڑھا کروں جہاں لوگ سنت پر قائم ہوں؟ اگر میں ایسا کروں گا تو یہاں بدعتوں میں اور اضافہ ہو گا۔ بعض افراد ایسے ہیں جو سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ سفر کر کے سنت پر عمل کرنے والے والوں کی کسی مسجد میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ دیہات میں اس قسم کے افراد کم ہیں۔

جواب الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

(۱) جمعہ کے دن مسجد میں امام کے آنے سے پہلے بلند آواز سے قرآن مجید نشر کرنے کے لئے ریڈیو وغیرہ رکھنا جائز نہیں۔

(۲) علماء کے دو اقوال میں سے راجح قول یہی ہے کہ مسجد میں جنازہ کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کے جواز کی دلیل موجود ہے۔ لیکن فرض نماز ادا کرتے ہوئے میت ان کے سامنے نہیں رکھی جانی چاہئے۔ سلام پھیرنے کے بعد نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے میت سامنے قبلہ کی طرف رکھی جائے۔

(۳) مذکورہ بالا غلطیوں کی وجہ سے آپ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک نہ کریں بلکہ اسے مسلسل نصیحت کرتے رہیں اور دلائل کے ساتھ سنت واضح کرتے رہیں۔ حکمت' اچھے انداز سے نصیحت اور بہترین انداز سے بحث مباحثہ کا اصول پیش نظر رکھیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرما دے گا اور آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ' رکن: عبداللہ بن قعود' عبداللہ بن غدیان' نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی' صدر: عبدالعزیز بن باز